خانوادۂ صمدیہ مصباحیہ دار الخیر پھپھوند شریف کے چشم و چراغ

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی علیہ الرحمہ

(ولادت: ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء۔ وصال: ۱۴۴۷ھ/۲۰۲۶ء)

کی اجمالی حیات و خدمات بنام تاریخی

منظر انور

سنہ ۱۴۴۷ھ

حسب حکم

مخدوم گرامی حضرت علامہ

سید غلام عبد الصمد میاں چشتی

ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف و قاضی ضلع اوریا، یوپی

تالیف محمد ساجد رضا مصباحی



شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ صمدیہ دار الخیر

پھپھوند شریف ضلع اوریا (یوپی)

خانوادۂ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف کے چشم و چراغ

نبیرۂ حافظِ بخاری، شہزادۂ اکبر المشائخ، شیخ طریقت، مفکرِ اسلام، محسن قوم و ملت

مخدوم گرامی وقار حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء۔ وصال: ۱۴۴۷ھ/۲۰۲۶ء)

کی اجمالی حیات و خدمات بنام تاریخی

منظرِ انور

۱۴۴۷ھ

حسب حکم

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف و قاضی ضلع اوریا یوپی

تالیف

محمد ساجد رضا مصباحی

سابق استاذ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف، اوریا، یوپی

استاذ و مفتی دارالعلوم غریب نواز داہو گنج، منی پٹی، کشی نگر، یوپی

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف، اوریا، یوپی

نام کتاب : منظرِ انور (۱۴۴۷ھ)

حسب حکم : مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی
ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف و قاضی ضلع اوریا یوپی

تالیف : محمد ساجد رضا مصباحی

نظر ثانی : حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی، سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

سن اشاعت : ۱۴۴۷ھ/۲۰۲۶ء

تعداد : ۱۱۰۰

صفحات : ۱۵۲

ناشر : شعبہ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف، اوریا، یوپی

ملنے کے پتے

[۱]-شعبہ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف، ضلع اوریا، یوپی۔

[۲]-خواجہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔

[۳]-مکتبہ صمدیہ جامع مسجد پھپھوند شریف، ضلع اوریا، یوپی۔

بفیضان کرم

اعلم العلماء صدر مجلس علمائے اہلِ سنت

حافظِ بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی مودودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[ولادت: ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۳ء۔ وصال: ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۵ء]

محبوب رب ذوالمنن، رئیس الفقہاء

حضرت علامہ شاہ مفتی سید مصباح الحسن چشتی مودودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[ولادت: ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء۔وصال : ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء]

افتخار اہلِ سنت، سید المتوکلین، امام الکاملین، اکبر المشائخ

حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[ولادت: ۱۳۴۸ھ، ۱۹۲۹ء/وصال: ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء]

تہدیہ

افتخارِ اہلِ سنت، سید المتوکلین، امام الکاملین، اکبر المشائخ

شیخ طریقت فرد وقت حضرت علامہ الشاہ

سید محمد اکبر میاں چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بانی جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی

(ولادت: ۱۳۴۸ھ، ۱۹۲۹ء/ وصال ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء)

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

فہرست مضامین

ابتدائیہ

باب اول: پس منظر

باب دوم: شخص وعکس

باب سوم: اوصاف وکمالات

باب چہارم: خدمات اور کارنامے

باب پنجم: علالت اور سفر آخرت

باب ششم: تعزیتی خطوط

اشعار رنج شاعراں (۱۴۴۷ھ)

مادہ ہائے سن وصال

پیش گفتار

تقریظ، تقدیم، ابتدائیہ

تقریظ

خطیب آستانہ مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی مدظلہ العالی

--------****-----****--------

آہ! کہ چل دیا اک دیپ جلانے والا

خانوادۂ صمدیہ کے عظیم فرد اور ہمارے برادر اکبر حضرت سید انور میاں چشتی علیہ الرحمہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ حضرت مفتی انفاس الحسن صاحب چشتی نے حج بیت اللہ کے لیے روانگی سے قبل ڈیرہ پور میں مشائخ کرام کی فاتحہ کا اہتمام کیا تھا، دیگر برادران کے ساتھ میں بھی حاضر تھا، میلاد شریف کی محفل میں برادر عزیز منظر میاں سلمہٗ نے موقع کی مناسبت سے نعت کے خوب صورت اشعار سنائے، اس دوران انور بھائی پر برابر گریہ طاری رہا، اس کے بعد بیان ولادت شریف کے لیے مجھے حکم ہوا، حضور صاحب لولاک ﷺ کی کرم گستریوں کا تذکرہ ہوا تو یہ اشعار میں نے بھی پڑھ دیے:

جسے چاہا در پہ بلا لیا
جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ان اشعار کو سن کر انور بھائی کو ضبط کا یارا نہ رہا، پھوٹ کر بے اختیار رو پڑے، ہچکی بندھ گئی، آنسوؤں کا سیلاب تھا جو آنکھوں کی منڈیروں سے بہہ رہا تھا، اس منظر نے وہاں موجود ہر دل کو تڑپا

دیا، ہمارے بھائی انتہائی رقیق القلب تھے، حضور ﷺ کی باتیں سنتے تو اکثر یہی کیفیت ہوتی۔
خیر! اس موقع پر میں نے آگے گفتگو کرتے ہوئے جب یہ کہا کہ:

"میں نے پڑھا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد حکم ربی پر حج کا اعلان کیا، عالم ارواح میں یہ اعلان سنا گیا، جس کے مقدر میں حج تھا اس کی روح نے "لبیک" کہا اور جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہا اس کو اتنی مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوگی، مجھے نہیں معلوم کہ مفتی صاحب نے کتنی مرتبہ لبیک کہا اور یہ مفتی صاحب کو بھی نہیں معلوم ہوگا۔ (خیال رہے کہ یہ مفتی صاحب کا غالباً پانچواں حج ہے)

اس بات پر بہت محظوظ ہوئے اور دیر تک مسکراتے رہے۔ کسے معلوم تھا کہ خانوادۂ صمدیہ کا یہ مرد مجاہد اتنی جلدی داغ مفارقت دے جائے گا۔ میں ان کی حیات کے جس پہلو سے سب سے زیادہ متاثر تھا وہ ان کی قوت ارادی، عزم و حوصلہ اور استقلال و ثبات کی صفت تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد پڑتا ہے کہ ہمارے انور بھائی رحمۃ اللہ علیہ جب جامعہ صمدیہ کا ماڈل بنوا کر لائے اور نمائش کے لیے رکھا گیا تو ہر انسان اسے حیرت سے دیکھتا تھا، کچھ لوگ دعا دے رہے تھے تو کچھ منصوبہ کی وسعت دیکھ کر چہ می گوئیاں کر رہے تھے کہ یہ ایک دیوانے کا خواب ہے اور خواب ہی رہے گا، مگر اس مرد قلندر نے جہد مسلسل، سعی پیہم اور اپنے یقین کی قوتوں سے اس خواب کو حقیقت کی زمین پر اتار کر ہی دم لیا، آج جامعہ کی پر شکوہ اور دیدہ زیب عمارت ان کے ہمالیائی عزم و یقین کی محسوس گواہ ہے۔ انور بھائی اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور اس شعر سے تا حیات انہیں عجیب انسیت بھی رہی کہ:

میری ہمت کو سراہو میرے ہمراہ چلو
میں نے اک دیپ جلایا ہے ہواؤں کے خلاف

بلا شبہہ ہمارے انور بھائی رحمۃ اللہ علیہ ملت کا عظیم سرمایہ تھے، ان کی حیات دوسروں کے لیے مشعل راہ ہے۔ میں مبارک باد پیش کرتا ہوں محب گرامی حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب اور حضرت مولانا محمد ساجد رضا صاحب کو جنہوں نے انور بھائی کی حیات پر ایک مختصر کتاب

مرتب کر کے نسل نو کو ان کی زندگی سے روشناس کرانے کا سعادت آمیز اور قابل قدر کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اخیر میں دعا گو ہوں اپنے عزیز بھتیجے غلام عبد الصمد سلمہ کے حق میں کہ اللہ نظر بد سے محفوظ رکھے اور اپنے والد گرامی کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غم زدہ:

مظہر چشتی

آستانۂ عالیہ چشتیہ صمدیہ مصباحیہ دار الخیر پھپھوند شریف

۳؍ ذی الحجہ ۱۴۴۷ھ/۲۱؍ مئی ۲۰۲۶ء، جمعرات

تقدیم

مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی حفظہ اللہ ، ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

--------***----***---------

والدی الکریم، مفکر اسلام، محسن قوم وملت حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ [۱۳۷۵ھ-۱۴۴۷ھ] قوم وملت کے قیمتی سرمایہ تھے، انھوں نے اپنی زندگی کے اکثر لمحات قوم وملت کی فلاح و بہبود اور علم دین کی نشر واشاعت میں گزارے، جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی تعمیر وترقی ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن تھا، انھوں نے جہالت کی تاریکیوں کو دُور کرنے کے لیے ایک شمع جلائی تھی، وہ زندگی بھر اس شمع کو توانائی فراہم کرنے کے لیے جد وجہد فرماتے رہے۔

ان کی شخصیت میں تنوع تھا، وہ بے مثال عالم وفاضل، اعلیٰ فکر وبصیرت کے حامل، حکمت وتدبّر کے پیکر اور اخلاص وللّٰہیت کی دولتِ لازوال سے مالامال تھے، ان کی ذات ایک انجمن کی حیثیت رکھتی تھی، وہ اشاعت علم دین کے ساتھ تحریر وتقریر کے ذریعہ اصلاح عقائد واعمال کے لیے بھی سرگرم رہتے تھے۔

مورخہ ۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲/ مئی ۲۰۲۶ء شنبہ کو ان کا وصال پُر ملال ہو گیا، ان کی رحلت صرف ایک خانوادے کا نقصان نہیں ہے بلکہ ملّی وجماعتی خسارہ ہے۔ وہ میرے لیے ایک شجرِ سایہ دار تھے، ان کے نقوشِ حیات میرے لیے نشان منزل ہیں۔ ان کی رحلت کے یہ لمحات میرے لیے کس قدر جاں گسل ہیں، اسے بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ اس مشکل وقت میں متعدّد اصحاب علم ودانش اور اہل محبت نے مجھے تعزیتی تحریریں بھیجیں، فون کے ذریعہ اور ملاقات کر کے تعزیتی کلمات کہے، میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں۔

اپنے اسلاف کی بارگاہ میں سب سے بہتر خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کے مشن اور ان کی تحریک کو زندہ وتابندہ رکھا جائے، ان کی خدمات اور کارناموں سے اہل جہاں کو باخبر کیا جائے

تاکہ وہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں۔

والدی الکریم کے وصال کے بعد یہ طے پایا کہ فاتحہ چہلم تک ان کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک مختصر اور جامع کتاب مرتب ہو جائے، جس میں اختصار کے ساتھ حیات وخدمات کے مختلف پہلو قلم بند ہو جائیں، اس سلسلے میں عم مکرم خطیب آستانہ حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی دامت برکاتہم القدسیہ سے مشاورت ہوئی، انھوں نے بھی اس منصوبے کی تائید فرمائی، جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے سابق اساتذہ حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی اور حضرت مولانا محمد ساجد رضا مصباحی زید مجدہما سے بھی اس سلسلے میں گفتگو ہوئی، کام کی نوعیت اور کتاب کے مشمولات پر تبادلۂ خیال ہوا۔

بحمدہٖ تعالیٰ حضرت مولانا محمد ساجد رضا مصباحی زید حبہ نے مختصر سے وقت میں والدی الکریم علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ایک جامع کتاب تیار کردی، جس میں انھوں نے آپ کی شخصیت، خدمات اور کارناموں کے اکثر گوشوں پر اختصار اور جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور آئندہ تفصیلی کام کے لیے زمین فراہم کردی ہے، حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی زید مجدہٗ نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر سے نوازے۔

کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے، آخری باب میں ہندوستان کے چند اکابر اور باوقار علمائے کرام کے تعزیتی خطوط بھی شامل کرلیے گئے ہیں کیوں کہ یہ صرف تعزیت کے چند کلمات نہیں ہیں؛ بلکہ والدی الکریم نور اللہ مرقدہٗ کی خدمات اور کارناموں کا کھلے دل سے اعتراف بھی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ جب تفصیلی کام ہوگا تو دیگر تعزیتی تحریریں بھی شامل اشاعت کرلی جائیں گی۔

اللہ جل شانہ والدی الکریم علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

طالب دعا

سید غلام عبد الصمد چشتی غفرلہ

خادم جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف وقاضی ضلع اوریا یوپی

۲۶/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ/ ۱۴/ مئی ۲۰۲۶ء، جمعرات

ابتدائیہ

بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو اپنے علم و فضل، اخلاق و کردار اور دینی و مذہبی خدمات کے باعث ایک عہد کی علامت بن جاتی ہیں۔ ان کے افکار، ان کی جاں فشانیاں، ان کی دینی و علمی کاوشیں اور ان کا اخلاص آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بن جاتا ہے۔ مخدومِ گرامی، وقار **حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی** رحمۃ اللہ علیہ بھی ان ہی باکمال اور ہمہ جہت شخصیات میں تھے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی خدمت، اشاعتِ علم، اصلاحِ معاشرہ اور خانقاہی روایات کے تحفظ میں بسر فرمائی۔

آپ کی ذات علم و فضل، حلم وانکساری، شفقت و محبت اور اخلاص و للّٰہیت کا حسین مرقع تھی۔ آپ نے جس خاموشی اور استقامت کے ساتھ علم وادب کے فروغ اور ملت اسلامیہ کے استحکام کے لیے جدوجہد فرمائی وہ یقیناً آپ کی زندگی کا ایک درخشاں باب ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آپ کا وصال خانقاہِ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف اور جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے ایک اہم باب کا خاتمہ ہے۔ حضور حاجی میاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہٗ کا وصال محض ایک فرد کا انتقال نہیں بلکہ ایک عہدِ محبت، ایک بابِ شفقت اور علم وادب کے ایک درخشاں عہد کا خاتمہ ہے۔ جس کی کسک اہل محبت برسوں تک محسوس کرتے رہیں گے اور ان کی یادیں ہمیشہ زندہ و تابندہ رہیں گی۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پُرملال مورخہ ۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲/ مئی ۲۰۲۶ء شنبہ کو آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں ہوا اور ریاض رسول انام جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے احاطۂ نور میں مدفون ہوئے۔ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کے خون جگر سے سینچا ہوا

ایک گلستان علم وفضل ہے، جس کی فضاؤں میں حضور حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی وروحانی فیضان، رئیس الفقہاء خواجہ سید شاہ مصباح الحسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبتوں کی خوشبوئیں اور بانی جامعہ حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعائیں شامل ہیں۔

مخدوم گرامی حضور حاجی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے دوسرے دن آپ کے خلف اکبر مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی دامت برکاتہم القدسیہ ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف و قاضی ضلع اوریّا نے خادم محمد ساجد رضا مصباحی اور محب گرامی حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی زید فضلہ سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کو حکم فرمایا کہ والد گرامی علیہ الرحمہ کے فاتحۂ چہلم تک ان کی اجمالی حیات وخدمات پر مشتمل ایک کتاب مرتب ہوکر منظر عام پر آجائے تو اچھا رہے گا۔اس خادم نے جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے زمانۂ تدریس (۲۰۱۳ء) میں خواجہ علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر مرتب ہونے والے "امام علم وفن نمبر" کے لیے ایک مضمون لکھا تھا، جس میں خواجہ صاحب کے تلامذہ میں سرفہرست مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جمیل شامل تھا، اس مضمون میں آپ کی مختصر سوانح اور آپ کے اوصاف وکمالات، خدمات اور کارناموں کا اجمالی تذکرہ شامل تھا، اس بنیادی مواد میں اضافہ کرکے اسے کتابی شکل دینے کی ضرورت تھی۔ محب محترم مولانا غلام جیلانی مصباحی سے مشاورت اور خطیب آستانہ مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی دامت برکاتہم القدسیہ اور مخدوم والاتبار حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی مدظلہ العالی کی تائید کے بعد اس کتاب کی ترتیب وتدوین کا کام شروع ہوا، اور بحمدہٖ تعالیٰ ان آقاؤں کی نگاہ عنایت سے مختصر سے وقت میں یہ کام مکمل ہوگیا۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت اور ان کے گراں قدر خدمات کا تقاضا ہے کہ اس پر تفصیل سے لکھا جائے اور ان کی

خدمات کو بہتر انداز میں اجاگر کیا جائے۔ اس لیے کہ ان کی زندگی کا ہر پہلو مستقل عنوان کا متقاضِی ہے، ان کے شب و روز، ان کی علمی مجالس، ان کی نصیحتیں، ان کی شفقتیں اور ان کی خاموش دینی خدمات کی ایک طویل داستان ہے۔

زیر نظر کتاب **"منظر انور (۱۴۴۷ھ)"** مخدوم گرامی حضرت حاجی میاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی حیات و خدمات کا مختصر تذکرہ ہے، اس کتاب کے مطالعے سے ان کی شخصیت کا ایک خاکہ ذہن میں آجائے گا اور مستقبل میں اس موضوع پر خامہ فرسائی کرنے والوں کے لیے یہ کتاب مینارۂ نور ہوگی۔

کتاب کا تاریخی نام **"منظر انور ۱۴۴۷ھ"** مخدوم گرامی ابوالشعراء حضرت حافظ و قاری سید محمد منظر میاں چشتی دام ظلہ العالی آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف نے منتخب فرمایا ہے۔ مخدوم گرامی شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ سید محمد اختر میاں چشتی دام ظلہ الاقدس صاحب سجادہ آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف، مخدوم گرامی شاعر آستانہ حضرت حافظ و قاری سید محمد منظر میاں چشتی دام فضلہ اور مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی مد ظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف و قاضِی ضلع اوریّا نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر ضروری اصلاحات سے نوازا ہے جو میرے لیے باعث اطمینان ہے۔ محبِ گرامی حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی زید شرفہ نے نظر ثانی فرمائی ہے اور مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ ہم ان آقاؤں اور کرم فرماؤں کے شکر گزار ہیں۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ میرے خاص محسن و کرم فرما تھے، مجھ پر ان کی کرم نوازیوں کا ایک طویل سلسلہ رہا، ان کی بے لوث محبتوں اور بے پایاں شفقتوں کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا۔ یہ کتاب ان کی خدمت میں ایک ادنیٰ خراج عقیدت ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اللہ جل شانہ مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی علمی ودینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

بندۂ عاصی

محمد ساجد رضا مصباحی

سابق استاذ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف، اوریا، یوپی

خادم درس وافتا دار العلوم غریب نواز داہوگنج، منی پٹی، کشی نگر، یوپی

یکم ذی الحجہ ۱۴۴۷ھ/۱۹/ مئی ۲۰۲۶ء سہ شنبہ

باب اول

پس منظر

خانوادۂ صمدیہ - عرب سے ہند تک

خانوادۂ صمدیہ پھپھوند شریف مودودی سادات کرام کا ایک عظیم خانوادہ ہے، جو عرب شریف سے صدیوں پہلے ہجرت کر کے مختلف بلاد وامصار کا سفر کرتے ہوئے ہندوستان پہنچا، در اصل حجاج بن یوسف ثقفی کے زمانے میں جب ظلم وتشدد کی انتہا ہوگئی تو سادات کرام کی ایک جماعت نواح چشت میں آباد ہوگئی، ان مہاجرین سادات میں سلطان فرسنانہ بھی تھے۔ اس ہجرت کی پوری داستان آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ کی عظیم المرتبت شخصیت، امام الکاملین فردالوقت، سید المتوکلین، اکبرالمشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک قلمی تحریر میں رقم فرمائی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

”سلطان فرسنانہ کا شمار چشت کے امرا و شرفا میں ہوتا تھا۔ آپ کی ایک بہن تھیں، جو نہایت پارسا اور عابدہ و زاہدہ تھیں۔ ان دنوں اس علاقے میں شیخ ابو اسحاق شامی چشتی کے علم و فضل اور زہد وورع کا بڑا شہرہ تھا۔ شیخ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان کی صالحہ ہمشیرہ کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک بار شیخ ابو اسحاق شامی چشتی نے ان سے پیشین گوئی کی کہ تمھارے بھائی کے گھر ایک فرزند پیدا ہوگا، جو بڑی شان و شوکت والا ہوگا۔ لہذا تمہیں اپنی بھاوج کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہیے۔ شیخ نے یہ تاکید بھی کی کہ تمھاری بھاوج ایامِ حمل میں کوئی ایسی چیز نہ کھائے جو حرام ہو یا اس میں حرام کا شبہہ ہو۔ سلطان کی پاک باز بہن نے شیخ کی ہدایت پر کامل طور پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنے ہاتھ سے چرخہ کات کر سوت بنانے کا کام شروع کیا۔ اس کی آمدنی سے جو رقم حاصل ہوتی، اس سے اپنے بھاوج کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرتیں۔

شیخ کی پیشین گوئی کے مطابق خواجہ سید ابواحمد چشتی ابدال رضی اللہ عنہ کی

ولادت ہوئی۔ سلطان کی ہمشیرہ نے نومولود کی کفالت اپنے ذمے لے لی اور کامل احتیاط کے ساتھ رزق حلال سے ان کی پرورش کرنے لگیں۔ شیخ ابو اسحاق شامی چشتی کبھی کبھی آپ کے گھر تشریف لاتے اور خواجہ ابو احمد ابدال کو دیکھ کر فرماتے:

"اس بچے سے ایسی خوش بو نکل رہی ہے جس سے ایک بہت بڑا خاندان پیدا ہوگا اور عجیب و غریب احوال و آثار دیکھنے میں آئیں گے۔"

کہتے ہیں کہ خواجہ ابو احمد کے والد کا مے خانہ تھا۔ ایک دن موقع پاکر آپ وہاں پہنچ گئے اور اندر سے دروازہ بند کر کے وہاں رکھے سامان کو توڑنا شروع کر دیا۔ آپ کے والد کو اس کی اطلاع ملی تو وہ مے خانے کی چھت پر چڑھ گئے اور غصے میں ایک بڑا پتھر اٹھا کر روشن دان سے ان کو مارنے کے لیے پھینکا۔ لیکن وہ پتھر اندر جاکر معلق ہوگیا، اور آپ کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ آپ کے والد نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو آپ ہی کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کر لی۔

ایک دن آپ اپنے والد کے ساتھ شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ شکار کے دوران آپ اپنے والد اور نوکر چاکروں سے الگ ہو گئے۔ گھومتے پھرتے ایک پہاڑ پر پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ چالیس اللہ والے ایک پہاڑ پر کھڑے ہیں، اور ان میں شیخ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کی زیارت سے آپ کا حال متغیّر ہو گیا۔ گھوڑا اور اسلحہ چھوڑ کر شیخ کے قدموں کو بوسہ دیا، اور ان بزرگوں کے ساتھ چل پڑے۔ ادھر آپ کے والد گرامی اور متعلقین نے آپ کو ہر چند تلاش کیا، مگر کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ ایک عرصے بعد آپ کے والد کو معلوم ہوا کہ آپ ابو اسحاق شامی چشتی کے ساتھ فلاں پہاڑ پر رہتے ہیں۔ آپ کے والد نے چند افراد پر مشتمل ایک جماعت کو اس پہاڑ پر بھیجا کہ وہ ابو احمد ابدال کو واپس بلا لائیں۔ ان لوگوں نے حتی الامکان کوشش کی؛ مگر آپ کسی قیمت پر واپسی کے لیے تیار نہیں ہوئے اور شیخ ہی کے ساتھ قیام کو ترجیح دی۔ بعد میں آپ شیخ ابو اسحاق شامی چشتی

کے جلیل القدر خلیفہ ہوئے۔ آپ حسنی سادات سے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

خواجہ سید ابو احمد چشتی ابن سلطان فرسنانہ ابن سید ابراہیم ابن سید یحییٰ ابن سید احمد ابن سید مجید العالی ابن سید ناصر الدین ابن سید نور اللہ ابن سید حسن مثنیٰ ابن امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ابن سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

خواجہ ابواحمد چشتی ابدال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک فرزند پیدا ہو، جس کا نام خواجہ سید ابو محمد رکھا گیا۔ آپ کی ولادت کے وقت والد ماجد خوجہ ابو احمد چشتی ابدال خواب میں نبی کریم صلی اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: مبارک ہو! تمھارے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھو اور اس سے میرا سلام کہو۔ جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا واقعی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آپ نے وضو فرمایا اور باہر تشریف لائے۔ اپنے نومولود فرزند کو سلام کیا۔ فرزند نے جواب دیا: وعلیکم السلام یا شیخنا قل ما رؤیاك هذه الیلة۔ آپ پر اللہ کی سلامتی ہو، فرمائیے آج رات آپ نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟۔ والد ماجد نے آپ کے کان میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے تمھیں سلام کہا ہے۔ اتنا سنتے ہی صاحب زادے نے سر سجدے کے لیے جھکا دیا۔ آپ کے والد ماجد نے بھی سر سجدے میں رکھ کر دعا فرمائی۔ اے میرے معبود! اس بچے کو ولی کامل بنا۔ غیب سے آواز آئی، تیری دعا ہم نے قبول کی اور اس بچے کو مقبول کیا۔

حضرت خواجہ سید ابو محمد کی عمر ابھی ۲۴ر برس تھی کہ والد ماجد خواجہ سید ابو احمد چشتی ابدال کا وصال ہو گیا۔ والد کے وصال کے بعد آپ ان کے جانشین ہوئے۔

حضرت خواجہ سیدنا ابو محمد چشتی کی ایک بہن عصمت خاتون تھیں، جو نہایت نیک

وپارسا اور عبادت گزار تھیں۔ یہ عفت مآب خاتون اپنے بھائی کی ضروریات کے لیے چرخہ کاتتی تھیں۔ عبادت وریاضت میں مشغولیت کے سبب شادی کی طرف رغبت نہیں فرماتی تھیں۔ یوں ہی تجرّد کی حالت میں چالیس سال کی عمر کو پہنچ گئیں۔ حالاں کہ سیدنا ابو محمد رضی اللہ عنہ آپ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے بہن تجھ سے جو فرزند پیدا ہوگا وہ قطب الاقطاب ہوگا اور یہ شوہر کے بغیر محال ہے۔

ایک روز سیدنا ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو محمد! ساقلان میں میرے جگر گوشہ حسین کی اولاد میں ایک شخص محمد سمعان ساقلانی ہے، جو تمام فضائل صوری و معنوی سے آراستہ ہے، تم اسے بلا کر اپنی بہن کا نکاح کر دو۔ شیخ ابو محمد چشتی نے یہ ماجرا اپنی بہن کو سنایا تو وہ نکاح کے لیے تیار ہو گئیں۔ شیخ ابو محمد چشتی نے اپنی بہن کا نکاح ان سے کر دیا۔ ان سے ایک صاحب زادہ پیدا ہوا، جس کا نام ابو یوسف رکھا گیا۔ ان کی پرورش و پرداخت بھی خاندانی روایات کے مطابق ہوئی۔ آپ بھی زہد و ورع کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔ اپنے ماموں سیدنا ابو محمد چشتی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت ہو کر مراتب سلوک طے کیا۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کی وفات کے بعد آپ ہرات تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت موضع کنک پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ رہا کرتے تھے، جو بہت پارسا اور عبادت گزار تھے۔ کتابت کا پیشہ تھا، اور موذن بھی تھے۔ ان ہی بزرگ کے یہاں آپ نے قیام فرمایا۔ اس درویش کی ایک پاک باز لڑکی تھی۔ اس نے رات میں خواب دیکھا کہ چودھویں رات کا چاند ان کی گود میں آگیا ہے، اور اس سے کہہ رہا ہے کہ میں تجھے اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں۔ درویش جب صبح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے لڑکی کا خواب اس سے بیان کیا اور فرمایا کہ چاند کی تعبیر میں ہی ہوں۔ اپنی لڑکی کو بحکم خدا میری زوجیت میں دے دو۔ لڑکی نے ابھی تک اپنا خواب اپنے والد

سے بیان نہیں کیا تھا۔ درویش شک میں پڑ گیا اور کہا کہ میری کیا مجال کہ میں آپ جیسے سید اور بزرگ سے قرابت اور رشتہ کا خیال اپنے دل میں لاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا حکم ایسا ہی ہے، اور اس سے ایسے بچے پیدا ہوں گے جو ولایت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوں گے۔ درویش جب اپنی لڑکی کے پاس گیا تو اس نے بھی بعینہ یہی خواب بیان کیا۔ باپ کو اب کسی قسم کا کوئی شبہہ نہیں رہ گیا۔ اس نے اپنی لڑکی کو یہ خوش خبری سنائی کہ وہ چاند تیرے گھر آ گیا ہے۔ چنانچہ درویش نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ وہاں سے چشت تشریف لے گئے۔ اسی ولیہ اور عفیفہ کے بطن سے خواجہ مودودِ حق چشتی کی ولادت ہوئی۔

آپ بھی مادر زاد ولی تھے۔ قطب الدین آپ کا لقب تھا۔ سات سال کی قلیل عمر میں حفظ قرآن مکمل کیا۔ آپ نہایت شیریں اور موثر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ علم و عمل دونوں میں معاصرین پر فوقیت رکھتے تھے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ تحصیلِ علم کے لیے جب بلخ تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو وہاں کے لوگوں کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا۔ وہاں کے علما و مشائخ اور عوام و خواص نے آپ کا زبردست استقبال فرمایا، علما کی ایک جماعت پر آپ کا یہ اعزاز گراں گزرا اور انھوں نے طے کیا کہ آپ سے کچھ ایسے مشکل سوالات کیے جائیں جن کا جواب آپ سے نہ بن پڑے، چنانچہ جمعہ کے دن بلخ کی جامع مسجد میں جب کہ تقریباً چار سو متبحر علما و مشائخ موجود تھے، آپ سے متعدّد مشکل ترین سوالات کیے گیے، آپ نے ہر سوال کا کئی طریقے سے جواب دے کر حاسدین کو عاجز کر دیا۔

حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ عنہ بچپن میں ایک دفعہ مدرسہ تشریف لے گئے، یہ عسرت و تنگ دستی کا زمانہ تھا، لوگ مفلوک الحال ہو گئے، ایک جماعت نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں آپ کو عطا کی ہیں ان کے ذریعہ ہماری مدد فرمائیے، لوگوں نے جب زیادہ اصرار کیا تو آپ نے اپنا

ہاتھ آستین میں ڈالا اور باہر نکال کر جھاڑ دیا تو اس سے مصری اور شکر کی طرح اشیا اتنی وافر مقدار میں نکلیں کہ لوگ اسے چنتے چنتے عاجز آ گئے، ایسا ہی چند مرتبہ کیا، جب لوگوں نے شور مچانا شروع کیا تو آپ نے فتنے کے خوف سے اپنا ہاتھ روک لیا، اس وقت جتنے لوگ حاضر تھے سب آپ کے مرید و معتقد ہو گئے۔ اس واقعے کی اطلاع جب آپ کے والد کو ملی تو آپ نے خواجہ کو بلا کر سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے ہمیشہ کرامات کو چھپایا ہے تم اسے ظاہر کیوں کر رہے ہو؟ میں ڈرتا ہوں کہ اگر تو ان کے خلاف کرے گا تو کل قیامت کے دن ان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا، پھر ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ اس بچہ کی شان بڑی نرالی ہوگی اور اللہ کے فضل و عطا سے یہ قطب الاقطاب ہوں گے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں حضرت خواجہ سید محمود المعروف خطیر اول تک تمام حضرات چشت اور اس کے نواح میں آباد رہے، لیکن جب ترکستان اور ماوراء النہر پر چنگیز خان نے پیہم حملے شروع کر دیے اور آبادیوں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا تو لوگوں نے خوف وہراس کے عالم میں ہجرت شروع کر دی۔ خواجہ سید محمود المعروف خطیر اول بھی اس ناگہانی مصیبت کے شکار ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں دہلی ہندوستان تشریف لائے، آپ علم ظاہری و باطنی میں کمال کے ساتھ سیاسی امور پر بھی گہری نظر رکھتے تھے ۔جب آپ کے فہم و فراست اور سیاسی بصیرت کی شہرت ہوئی تو سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کو مشیر سلطنت بنا لیا اور اس کے ساتھ اپنے شہزادہ محمد شاہ کا اتالیق بھی مقرر فرمایا۔ ملتان اور پنجاب کی جاگیر کا انتظام بھی آپ ہی کے حوالے کیا، آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیا، آپ کے زیر انتظام علاقوں کی رعایا آپ کی پالسیوں سے خوش ہو گئی۔ اس کے بعد سلطان نے آپ کو جنگ تاتار پر مامور کیا، سخت مشکلات و دشواریوں کے باوجود فتح و کامرانی نصیب ہوئی۔ کچھ عرصے

بعد آپ کو صوبہ بکھر کا گورنر بنا دیا گیا پھر کچھ دنوں بعد قلم دانِ وزارت بھی آپ کے سپرد ہوا، غیاث الدین بلبن کی وفات کے بعد، معزالدین کیقباد تخت نشیں ہوا، آپ ان کے زمانے میں بھی عہدۂ وزارت پر فائز رہے۔

معزالدین کیقباد کی وفات کے بعد ۸۶۹ھ میں زمام سلطنت جلال الدین فیروز کے ہاتھوں میں آگئی۔ ان کے عہد میں بھی آپ کی حق شناشی کی قدر دانی ہوئی اور آپ کو وزیر الممالک بنا دیا گیا۔ ان کے بعد سلطان علاء الدین خلجی تخت نشیں ہوا تو انہوں نے بھی آپ کو اپنے عہدے پر قائم رکھا۔ ان کے بعد سلطان قطب الدین مبارک اور غیاث الدین تغلق نے اپنے پیش رو سلاطین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کو اپنے اپنے عہد میں عہدۂ وزارت پر قائم رکھا اور ہر طرح سے انعام واکرام کرتے رہے۔ ان دنوں متعدد شعرا نے آپ کے فضائل وکمالات پر قصائد بھی لکھے۔ حضرت امیر خسرو نے بھی اپنی مثنوی قران السعدین میں آپ کی تعریف میں چند اشعار کہے ہیں۔

آخری عمر میں آپ نے وزارتی امور اور سلطنت کی مشغولیات کو خیر باد کہہ کر مع اہل وعیال امروہہ ضلع مراد آباد میں قیام اختیار کر لیا۔ جس جگہ آپ اور بعد میں آپ کی اولاد کے مکانات تعمیر ہوئے وہ محلہ نخشبی کے نام سے معروف ہوا۔ اسی محلے میں ایک سو پچاس سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار ومقبرہ درویش خاں سے متّصل ایک شکستہ مسجد کے احاطے میں ہے۔

خواجہ سید محمود المعروف خطیر اول رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک بزرگ خواجہ سید عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، جنہیں سلطان لودھی نے ملک العلماء کا خطاب دیا تھا۔ آپ کے صاحب زادے خواجہ سید اسماعیل سکندر شاہ بہلول کے زمانہ ۸۹۷ھ میں عہدۂ قضا پر مامور ہو کر امروہہ سے مع اہل وعیال سہسوان تشریف لائے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے قاضی سید

عبد الشکور شہید رحمۃ اللہ علیہ شہر سہسوان اور قیصر گنج کے قاضی مقرر ہوئے۔ بادشاہ وقت کی جانب سے آپ کے نام پورے شہر کی زمین داری کا فرمان جاری کیا گیا۔ آپ نے وہ فرمان اپنے برادر نسبتی محمد حسن اور طاہر کے حوالے کردیا جو اس سے قبل شہر کے زمین دار تھے۔ لیکن اس کے باوجود محمد نامی برادر نسبتی نے ۱۰ ر محرم الحرام کو ظہر کے وقت کلام پاک کی تلاوت کی حالت میں مسجد چوک کے اندر آپ کو شہید کردیا۔ آپ کا مزار مبارک قاضی محلہ میں آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے احاطے میں ہے۔ ”بے شبہ شہید شد“ (۹۴۲ھ) سے لوگوں نے آپ کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

قاضی سید عبد الشکور صاحب قبلہ کی اولاد میں جناب حاجی سید یوسف صاحب مرحوم تھے۔ جن سے دو صاحب زادے ہوئے، ایک حضرت سید غالب حسین، دوسرے سید انوار حسین۔ حضرت سید غالب حسین رحمۃ اللہ علیہ انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد برطانوی حکومت کی بغاوت کے جرم میں سہسوان سے گرفتار کیے گئے اور شہید کردیے گئے۔ ان کا مکان، ان کی ذاتی ملکیت اور سارا اثاثہ ضبط کرلیا گیا۔

دراصل ۵۷ء کے ہوش ربا ماحول میں انگریز اپنے مخالفین کو چن چن کر گرفتار کر رہے تھے، سہسوان کے دیگر باشندگان کے ساتھ آپ بھی گرفتار کیے گئے، اور افسر فوج کے یہاں سب کے خلاف مقدمات چلائے گئے، بعض چھوڑ دیے گئے، بعض کو سزائے موت سنائی گئی، حضرت سید غالب حسین رحمۃ اللہ علیہ کو سزائے موت سنائی گئی، جن لوگوں کو سزائے موت سنائی گئی انہیں ایک صف میں کھڑا کر کے گولی مار دینے کا حکم دیا گیا، آپ کے سوا سبھی پہلی گولی میں ختم ہوگئے، آپ کو دو گولیاں ماری گئیں لیکن اس کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا، تیسری گولی پر حضرت نے انگریز افسر سے فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا مانگی ہے کہ مجھے تلوار کی موت نصیب ہو، لہذا بجائے ان ہندوستانیوں کے تو اگر خود تلوار سے قتل کرے گا تو میں مروں گا، چنانچہ یہی ہوا،

اس انگریز نے سب سے پہلے پانی پلوانا چاہا، مگر آپ نے ارشاد فرمایا: میں اب اس دنیا کا پانی نہیں پیوں گا، آپ نے پانی نہیں پیا۔ (یہ تفصیل حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک قلمی تحریر کا خلاصہ ہے جو حیات اکبر المشائخ ”مولفہ حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مد ظلہ العالی، ص: ۲۲ سے ص: ۳۱ تک شامل ہے)

حافظ بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی مودودی (۱۲۶۹ھ-۱۳۲۳ھ)

۱۸۵۳ء میں حضرت سید غالب حسین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ایک فرزند کی ولادت ہوئی، جس کا نا **عبد الصمد** رکھا گیا۔ یہ نومولو دبعد میں علم وفضل اور معرفت وروحانیت کا درخشندہ ستارہ بن کر چمکا اور دین کی عظیم خدمات آپ کی ذات مقدسہ سے انجام پائیں۔ آپ نے تسمیہ خوانی کے بعد گیارہ سال کی عمر تک مولانا سخاوت حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر صرف، نحو، منطق اور علوم شرعیہ میں متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر مروجہ علوم کی تکمیل اعلم علمائے زمانہ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحب زادے تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی سے کی، اور محض چودہ سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔

آپ کے علم وفضل کی جولانیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ زمانۂ طالب علمی ہی میں مولوی امیر حسن سہسوانی کے پیدا کردہ فتنۂ شش مثل کا منھ توڑ جواب دیا، اور ایک موقع پر ان سے اس موضوع پر مناظرہ کرکے انہیں بے بس اور ساکت وصامت کر دیا۔ آپ کے اخلاص کی برکت کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرقے کا نام ونشان روے زمین سے مٹا دیا۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں: حق الیقین فی مبحث مولد اعلی النبیین۔ افادات صمدیہ۔ جمعہ تلبیسات ۔جواب اقوال۔ نصرا لسنیین علیٰ عداۃ سید المرسلین۔ تکملہ۔ نصرا لسنیین علیٰ احزاب المبتدعین۔ طوارق الصمدیہ۔ نمونہ وہابیوں کی کارسازیوں اور شعبدہ بازیوں کا۔ عین الیقین۔ تبعید الشیاطین بامداد جنون الحق المبین۔ شعلہ غضب وغیرہ۔

توسیع سرسیل

ندوۃ العلما کے قیام کے بعد جب اس کی بے راہ رویاں منظر عام پر آئیں تو سر
علماے اہل سنت تاج الفحول حضرت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی اور مقتداے اہل
سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اس مجلس سے
اختلاف کیا اور ان معجون مرکب ممبران کے انتخاب کو غلط ٹھہرایا۔ اسی مسئلے پر حضور حافظ
بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی رضی اللہ عنہ اور ناظم ندوہ مولانا محمد علی مونگیری کے
درمیان خط وکتابت کا طویل سلسلہ چلا۔ حضور حافظ بخاری نے اپنے خطوط کے ذریعہ ناظم
ندوہ کے موقف کو غلط ٹھہرایا اور انہیں لاجواب کر دیا۔

۱۳۱۱ھ میں ندوۃ العلما کا ایک بڑا اجلاس بریلی میں ہوا۔ اس کے بالمقابل علماے اہل
سنت کا ایک زبردست اجتماع اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے کاشانۂ اقدس
پر ہوا۔ جس میں مجلس علماے اہل سنت کا قیام عمل میں آیا۔ اکابر اہل سنت کی متفقہ راے سے
اس مجلس کا صدر ممدوح گرامی سند المحققین، سید المفسرین، قبلۂ عالم حافظ بخاری وکلام باری
حضرت خواجہ سید عبد الصمد مودودی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کیا گیا، تحریک رد ندوہ کی دستور
اساسی میں بھی اس کا تذکر مطبوع ہے۔ آپ کی صدارت میں متعدد جلسے اعلیٰ پیمانے پر پٹنہ،
عظیم آباد اور کولکاتا وغیرہ شہروں میں منعقد ہوئے۔ جب تک محمد علی صاحب ناظم ندوہ اور
مولوی لطف اللہ علی گڑھی صدر ندوہ رہے، مجلس علماے اہل سنت قائم رہی اور حضور حافظ
بخاری رضی اللہ تعالیٰ کی ہی صدارت میں اکثر اجلاس منعقد ہوئے۔ جب مولوی محمد علی
مونگیری کے بعد شبلی نعمانی ناظم ندوہ ہوئے تو پردہ اٹھا اور معلوم ہوا کہ یہ مجلس سید احمد خان
علی گڑھی کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے اور نیچریوں کی مجلس کا نقش ثانی ہے۔ لہذا علماے کرام
نے اس کی جانب سے توجہ ہٹالی۔

حافظ بخاری حضرت شاہ سید عبد الصمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید وعقیدت مند
میر فاروق علی کے اصرار پر پھپھوند شریف تشریف لائے، یہاں شیعیت کا غلبہ تھا، اکثر لوگ
روافض کے گندے عقائد سے متاثر تھے، آپ نے یہاں کے روافض کے خلاف ایک تحریک

چلائی، آپ کی کوششوں سے یہاں اہل سنت کا بول بالا ہوا اور روافض خائب و خاسر ہوئے۔ جس کی تفصیلات ملفوظ مصابیح القلوب، حیات اکبر المشائخ اور دیگر کتب میں مذکور ہیں۔

حضور حافظ بخاری کی ذات یہاں کے اہل سنت کے لیے مرجع بن چکی تھی۔ یہاں کے مسلمان کسی بھی طرح آپ کو دوبارہ سہسوان جانے دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ لہذا اشارہ غیبی اور پھپھوند کے مسلمانوں کے مخلصانہ اصرار سے مجبور ہو کر آپ نے یہیں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور سہسوان سے بعض اہل خانہ اور اعزا و اقربا کو بھی یہیں بلا لیا۔

رئیس الفقہاء خواجہ سید شاہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ [۱۳۰۴ھ-۱۳۸۴ھ]

۱۲۹۳ھ میں حضور حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سہسوان سے پھپھوند شریف ہجرت فرمائی، اس کے ۱۱/ سال بعد ۱۳۰۴ھ میں ۷/ جمادی الاولیٰ بروز سہ شنبہ بوقت صبح صادق رئیس الفقہا خواجہ بندہ نواز **سید شاہ مصباح الحسن چشتی** رضی اللہ عنہ کی ولادت پھپھوند شریف میں ہوئی۔ مصباح الحسن نام رکھا گیا اور تاریخی نام ''منظور حق'' قرار پایا۔

محبوب رب ذو المنن، رئیس الفقہاء، خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا حسین سنگم تھی۔ آپ جہاں علم و فن کے بحر ناپیدا کنار تھے وہیں معرفت و روحانیت کے رمز شناش بھی تھے۔

حضور خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے رسم بسم اللہ خوانی ہوئی۔ قاعدہ بغدادی مولانا محمد حسین عاشق اکبر آبادی تلمیذ حضور حافظ بخاری سے پڑھا۔ ناظرۂ قرآن مجید کی تعلیم حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب خلف مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی سے حاصل کی۔ مولوی امیر حسن سہسوانی سے ہدایۃ النحو تک کا درس لیا۔ حضرت مولانا ابراہیم صاحب بدایونی سے کافیہ، شرح وقایہ، شرح جامی اور شرح تہذیب تک کی تعلیم حاصل کی۔ ملا حسن، نور الانوار اور شرح وقایہ کا درس حضور حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی دیا۔ پھر اپنے وصال سے چند ماہ پیش تر ۱۳۲۳ھ میں استاذ العلماء امام معقول و منقول

حضرت مولانا ہدایت اللہ رام پوری تلمیذ رشید حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کی خدمت میں جون پور بھیجا۔ یہاں آپ کے ہم درس ساتھیوں میں مصنف بہار شریعت صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ صدر الشریعہ آپ کے بے تکلف اور ہم خیال دوستوں میں تھے۔ یہاں آپ مسلسل تین سال تک رہے اور فقہ، اصول فقہ، منطق اور فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ یہاں سے فراغت کے بعد شیخ المحدثین حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیلی بھیت حاضر ہوئے۔ یہاں بھی تین سال قیام فرمایا اور علم حدیث وتفسیر میں کمال حاصل کرنے کے ساتھ فتویٰ نویسی کی مشق بھی کی۔ حضرت محدث سورتی کی خدمت میں آنے والے اکثر سوالات کے جوابات آپ ہی تحریر فرماتے تھے۔

حصول علم کی غرض سے جون پور جانے کے پانچ مہینے بعد آپ کے والد ماجد حضور حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ وصال سے قبل آپ نے عہدۂ سجادگی کے لیے کسی کی صراحت نہیں فرمائی تھی، لیکن اپنے بعض ارشادات سے اس جانب اشارہ فرما دیا تھا۔ مثلا یہ کہ وصال سے ایک ہفتہ قبل آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کو اپنی مہر کی انگوٹھی اتار کر دی اور فرمایا کہ یہ اپنے صاحب زادے مصباح الحسن کو دے دینا۔ اسی موقع پر ارشاد فرمایا: تمھارا لڑکا بہت اچھا ہو گیا ہے۔ کسی دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: مصباح الحسن مجھ سے اچھے ہوں گے۔

ان تمام فرمودات اور ارشادات کے پیش نظر آستانۂ عالیہ صمدیہ کی سجادگی آپ کے سپرد ہوئی اور آپ صرف انیس سال کی عمر میں اس عظیم خانوادے کی مسند ارشاد وہدایت پر متمکّن ہو گئے۔ آپ کے عہد سجادگی میں آستانہ عالیہ صمدیہ سے دین و مذہب کی بڑی اہم خدمات انجام پائیں۔ آپ شریعت مطہرہ کے سخت پابند تھے اور اپنے مریدین و معتقدین کو بھی پابندی شریعت کا سختی سے حکم دیا کرتے تھے۔ اپنے زہد وتقویٰ اور بے کراں علم و فضل کی بنیاد پر مرجع عوام و خواص تھے۔ دور دراز علاقوں سے آپ کی خدمت میں استفتے آتے، اور آپ ان کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں قلم بند فرمایا کرتے تھے۔ افسوس کہ آپ کے قلمِ حق رقم سے نکلے ہوئے یہ سارے فتاوے محفوظ نہیں رہ سکے۔ کیوں کہ اس زمانے میں آپ کے یہاں نقل

فتاویٰ کا کوئی باضابطہ اہتمام نہیں تھا۔ تاہم آخری عمر شریف میں لکھے گئے فتاویٰ کا ایک رجسٹر اب بھی محفوظ ہے، جس کو مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی سے **"فتاویٰ مصباحیہ"** کے نام سے مرتب کرا کے شائع فرمایا ہے۔ جس سے آپ کی فقہی مہارت اور وسعت علم کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

آپ اپنے اوقات کا بیشتر حصہ اپنی علمی مصروفیات میں گزارتے تھے۔ آپ نے اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لیے مختلف علوم و فنون کی گراں قدر کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ آستانۂ عالیہ کی لائبریری میں جمع فرمالیا تھا۔ ان کتابوں میں بعض نادر و نایاب اور غیر مطبوعہ قلمی نسخے بھی ہیں۔ آپ نے ان کتابوں کا نہ صرف مطالعہ فرمایا بلکہ ان پر جابجا حواشی بھی رقم کیے۔ بعض مقامات پر غلطیوں کی اصلاح فرمائی اور اہل سنت کے موقف پر مزید دلائل کا اضافہ فرمایا۔ ان چیزوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے ان کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا ہے۔ وفاء الوفا کا ایک قدیم نسخہ آستانۂ عالیہ کی لائبریری میں موجود ہے جس میں آپ کی یہ تحریر موجود ہے:

"آج میں نے اس کتاب کا تیسری بار مطالعہ مکمل کیا"۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور چشتی رحمۃ اللہ علیہ "فتاویٰ مصباحیہ" کی تقریظ میں لکھتے ہیں:

"محبوب رب ذوالمنن، رئیس الفقہاء حضرت علامہ شاہ مفتی سید مصباح الحسن چشتی مودودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [۱۳۰۴ھ-۱۳۸۴ھ] خانقاہِ صمدیہ پھپھوند شریف کے دوسرے صاحب سجادہ اور بانی خانقاہ حافظ بخاری خواجہ سید عبد الصمد مودودی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱۲۶۹ھ ۱۸۵۳ء — ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء] کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ذات علم و فضل اور زہد تقویٰ کا حسین سنگم تھی۔ آپ جہاں علم و فضل کے بحر ناپیدا کنار تھے وہیں معرفت و روحانیت کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز تھے، خیر آبادی سلسلۂ علم کے عظیم عالم و فاضل امام الحکمۃ، استاذ العلماء حضرت علامہ ہدایت اللہ رام پوری ثم جون پوری کے

ارشد تلمیذ ، اور ممتاز المحدثین حضرت علامہ وصی احمد سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوشہ چیں تھے ، قرآن وحدیث ، تفسیر ، اصول تفسیر ، فقہ وافتا ، نحو وصرف ، بلاغت وکلام اور دیگر علوم وفنون پر کامل دسترس رکھتے تھے ، اپنے عہد میں عوام وخواص کے مرجع اور گوناگوں اوصاف وکمالات کی وجہ سے اقران ومعاصرین میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔

حافظ بخاری حضرت خواجہ سید عبد الصمد مودودی چشتی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد صرف انیس سال کی عمر میں اس عظیم خانوادے کی مسند ارشاد وہدایت پر متمکّن ہوئے اور تقریباً نصف صدی تک مسند سجادگی پر رونق افروز ہو کر خلق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا ، بد عقیدگی اور گمراہیت کے خلاف مسلسل جد وجہد فرمائی ، تصنیف وتالیف ، وعظ وخطابت ، بیعت وارادت اور دیگر ممکنہ طریقوں سے دین حنیف کی سرخروئی کے لیے سرگرم عمل رہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان ایک تجربہ کار مفتی بھی تھے ، آپ نے خانقاہ صمدیہ کے مسند افتا پر جلوہ گر ہو کر ایک طویل عرصے تک فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیا ، آپ کے نوک قلم سے ہزاروں فتاوے رقم ہوئے ، جن کے ذریعے آپ نے بے شمار ضرورت مندوں کی شرعی ضرورتیں پوری فرمائیں اور خلق خدا کی رہ نمائی کا اہم فریضہ انجام دیا۔

افسوس ہے کہ آپ کے اکثر فتاوے محفوظ نہیں رکھے جا سکے ، کیوں کہ آستانۂ عالیہ صمدیہ کے دار الافتا میں ایک زمانے تک نقل فتاویٰ کا کوئی اہتمام نہیں تھا ، استفتے آتے اور ان کے جوابات لکھ دیے جاتے ، نقل فتاویٰ سے بے توجہی کے سبب بڑا علمی نقصان ہوا ، اگر آپ کے سارے فتوے محفوظ رہتے تو یہ ایک عظیم علمی وفقہی سرمایہ ہوتا۔ اس کتاب میں جو فتاوے شامل ہیں وہ حضرت **خواجہ بندہ نواز** رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کا ایک مختصر حصہ ہے جو آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دار الخیر پھپھوند شریف میں ایک رجسٹر

میں محفوظ تھا۔" (تقریظ فتاویٰ مصباحیہ)

آپ کی تصانیف میں ناسور وہابیت، بوارق العذاب لاعداء الاصحاب، حقائق قرآن، فتاویٰ مصباحیہ (مرتبہ: مفتی محمد انفاس الحسن چشتی)، مصباح مدحت (نعت و مناقب کا مجموعہ، مرتبہ: مخدوم گرامی حضرت حافظ وقاری سید محمد منظر چشتی دامت برکاتہم القدسیہ) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۸ھ-۱۴۲۹ھ)

حضور خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف کی مسند ارشاد وہدایت پر حضور حافظ بخاری سید شاہ عبد الصمد چشتی مودودی قدس سرہ کے نواسہ زادے سید المتوکلین، امام الکاملین، عارف باللہ، اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ گر ہوئے، جنھوں نے ارشاد وہدایت کی شمع کو روشن رکھنے میں اہم کردار ادا کیا اور اپنے اسلاف کے سچے وارث وامین بن کر ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گام زن فرمایا۔

حضور اکبر المشائخ رضی اللہ عنہ کی عبقری شخصیت معاصرین میں کئی جہتوں سے ممتاز و مفتخر تھی، آپ جہاں ایک عظیم روحانی خانوادہ کے قافلہ سالار تھے وہیں علم وفضل میں بھی یکتائے روزگار تھے، گویا آپ کی ذات شریعت وطریقت کی حسین سنگم تھی، بے شمار اوصاف وکمالات اور فضائل ومحاسن کے حامل ہونے کے باجود آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ سنت وشریعت کے حد درجہ پابند اور زہد وتقویٰ کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے، دین کی سُرخروئی اور مسلک اہل سنت وجماعت کی تائید وحمایت آپ کا نصب العین تھا، آپ نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں قدیم خانقاہی نظام کو باقی رکھا اور دین وسنیت کے تحفظ وبقا کے لیے مسلسل جدو جہد فرمائی۔

آپ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ سید مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ نے ارشاد وہدایت

کا جو عظیم عہدہ آپ کو سپرد فرمایا تھا، آپ نے صحیح معنوں میں اس کا حق ادا کیا، اور اس استقامت علی الشریعہ کا جو نمونہ آپ نے پیش کیا اس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ مریدین، متوسلین اور عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ ہونے کے باوجود آپ گوشہ نشیں رہے، مشربی اختلافات سے اپنے آپ کو ہمیشہ دور رکھا، ان کی مجلسوں میں کبھی کسی کی غیبت یا تنقید نہیں سنی گئی، وہ اس قدر بارعب اور پر شکوہ تھے کہ کسی کو ان کے سامنے گفتگو کی جرأت نہیں ہوتی، ان کا ہر صحبت یافتہ شریعت کا پابند ہوتا۔ آپ نے اپنے صاحب زادگان کی عمدہ تربیت فرمائی، ہر ایک کو دینی تعلیم سے آراستہ فرمایا، الحمد للہ آپ کے جملہ صاحب زادگان اپنے اپنے طور پر مکمل اخلاص کے ساتھ خدمت دین میں مصروف ہیں۔

حضور اکبر المشائخ کا ایک عظیم کارنامہ ریاض رسول انام جامعہ صمدیہ کی تاسیس و تعمیر ہے۔ ۱۳۹۹ھ میں آپ نے اپنے دست اقدس سے اس ادارے کی بنیاد رکھی، اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے اپنے فرزند عزیز مخدومی الکریم حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا، آپ کی مساعی جلیلہ سے یہ ادارہ اس وقت مغربی یوپی کا عظیم دینی قلعہ کی حیثیت سے معروف ہے، مختلف شعبہ جات قائم ہیں، تربیتِ افتا، درس نظامی (اعدادیہ تا فضیلت) اور حفظ و قراءت کی تعلیم کا معقول بندوبست ہے، عمدہ نظم و نسق اور معیاری تعلیم کی وجہ سے یہ ادارہ طالبان علومِ اسلامیہ کا مرکز توجہ ہے۔

اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ کے جن جن گوشوں کا مطالعہ کیا جائے، ہر ایک درخشند و تابندہ نظر آتا ہے، مجھے جو کچھ دیکھنے اور سننے کا موقع میسر آیا اس کی روشنی میں بڑی ذمے داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایسی شخصیتیں برسوں میں جنم لیتی ہیں۔ ہم اگر ایسی شخصیتوں کے لیے عبقری اور عہد ساز جیسے الفاظ استعمال کریں تو یقیناً مبالغہ نہیں ہوگا۔ ایسی شخصیتوں کے زرّیں کارناموں سے خلق خدا کو روشناس کرانا تمام اہل محبت کی اہم ذمے داری ہوتی ہے۔

حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۶ رجماد الاولیٰ ۱۳۴۸ھ

بروز پنج شنبہ تین بجے شب پھپھوند شریف میں ہوئی۔ ولادت کے وقت سلطان الکاملین، رئیس الفقہاء محبوب رب ذو المنن خواجہ بندہ نواز سید مصباح الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لیے یہ دعا فرمائی:

اللھم اجعلہ شیبا برا تقیا عالما صالحا خلفالآ بائہ و اشیا خہ الکرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

ترجمہ: اے اللہ انہیں نیک، متقی اور عالم صالح بنا جو اپنے آبا واجداد اور مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جانشین ہو۔

حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے والد ماجد حضرت مولانا الحاج سید اعزاز حسین رحمۃ اللہ علیہ قبلۂ عالم حضور حافظ بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی مودودی رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ محبوب رب ذو المنن خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن چشتی سے بیعت تھے۔ اپنے شیخ کی عقیدت و محبت میں ہمہ وقت غرق رہا کرتے تھے، عربی کے ساتھ فارسی زبان پر بھی دست رس تھی، نہایت ذہین و طباع تھے۔ آپ کا پہلا عقد حضرت سید اسرار حسین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب زادی سے ہوا، جن سے مرشد گرامی حضور اکبر المشائخ سید محمد اکبر میاں رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت کی ولادت کے چھ مہینے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ دوسرا عقد بھی حضرت سید اسرار حسین رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی صاحب زادی سے ہوا، جن سے متعدّد اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے ایک صاحب زادے اور ایک صاحب زادی حیات رہیں، صاحب زادی کا عقد جناب سید عبد الولی میاں علیہ الرحمہ کے ساتھ ہوا، اور صاحب زادۂ گرامی حضرت علامہ سید اصغر میاں رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضور اکبر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی تسمیہ خوانی آپ کے پیر و مرشد خواجہ بندہ نواز سید مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے خود کروائی۔ پھر قاعدہ بغدادی، ناظرہ قرآن اور اردو وغیرہ کی تعلیم حضرت مولانا امیر حسن صاحب قبلہ مرحوم سے حاصل کی۔ فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے بڑے والد حضرت مولانا سید اختصاص حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ درس

نظامی کی ابتدائی تعلیم کی خدمت کا شرف تلمیذ صدر الشریعہ اور سرکار خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ رفیق العلماء حضرت علامہ مولانا رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی علیہ الرحمہ نے حاصل کی، کچھ دنوں مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میں امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر درس نظامی کی بعض کتابوں کا درس لیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہاں سے آستانۂ عالیہ پھپھوند شریف واپس ہو گئے اور حضور خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درس نظامی کی کتب متوسطہ کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے مفتی محبوب اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کان پور تشریف لے گئے۔ ان سے درس نظامی کی بعض منتہی کتابوں کا درس لیا۔ پھر امین شریعت مفتی اعظم کان پور حضرت مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کان پور میں درس نظامی کی تمام اعلیٰ اور منتہی درجات کی کتابیں پڑھیں۔ یہیں درس نظامی کی تعلیم مکمل ہوئی۔

چوں کہ مفتی اعظم کان پور حضرت مفتی رفاقت حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضور خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین بڑے گہرے روابط تھے۔ حضرت مفتی اعظم کان پور، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی کے شاگرد تھے، اور خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدر الشریعہ کے ہم درس ساتھی اور بے تکلف دوست۔ اس لحاظ سے مفتی اعظم کان پور خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چچا کہا کرتے تھے اور آپ کا بہت ادب واحترام فرمایا کرتے تھے۔ عقیدت و محبت کی اسی وابستگی کے سبب خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکبر المشائخ رضی اللہ عنہ کو تحصیلِ علم کے لیے حضرت مفتی اعظم کان پور کی خدمت میں بھیجا تھا۔ حضرت مفتی اعظم کان پور کی خصوصی توجہات و عنایات، فطری ذہانت وفطانت اور ذاتی محنت و مشقت سے آپ نے مختلف علوم و فنون میں ید طولیٰ حاصل کیا۔ اور اپنی خاندانی روایات کے محافظ اور امین ہوئے۔

حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سال تک حضرت مفتی اعظم کان پور کی خدمت

میں رہے۔ماہ شوال ٦٧ھ میں حضرت مفتی اعظم کان پور نے آپ کے برادر صغیر حضرت مولانا سید اصغر میاں سے فرمایا کہ اس سال محمد میاں درس نظامی سے فراغت حاصل کر لیں گے، لہذا ان کی دستار بندی کے لیے ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد ہونا چاہیے۔یہ خبر جب حضور خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے حد درجہ خوشی کا اظہار فرمایا۔باہمی مشورے سے طے پایا کہ دستار بندی کا جلسہ کان پور کے بجائے آستانۂ عالیہ پھپھوند شریف میں ہونا چاہیے۔پروگرام کے مطابق ۱۸/ جمادی الاخرہ ٦٧ھ مطابق ۲۰/ جنوری ۱۹۵۷ء کو آستانۂ عالیہ پر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ جلسۂ دستار بندی کا اہتمام ہوا، جس میں ملک کے جلیل القدر مشائخ اور مقتدر علما نے شرکت کی۔

حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا عقد آپ کے عم مکرم مولانا سید اختصاص حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف منجھلے میاں کی صاحب زادی سے ہوا، جن سے ایک فرزند مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد اختر میاں چشتی صاحب دام ظلہ موجودہ سجادہ نشین آستانۂ عالیہ صمدیہ پیدا ہوئے۔پہلی زوجہ کے وصال کے بعد عقد ثانی امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحب زادی سے ہوا۔جن سے ٦/ صاحب زادگان اور چار صاحب زادیاں پیدا ہوئیں۔

بڑی صاحب زادی کا نکاح خانوادۂ عثمانیہ کی قدیم خانقاہ، خانقاہ عالیہ قادریہ کے صاحب سجادہ پیر طریقت شیخ عبد الحمید محمد سالم القادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔دوسری صاحب زادی کا عقد خانقاہ چشتیہ کلیمیہ میران پور کٹرہ شاہ جہان پور کے صاحب سجادہ حضرت سید کامل میاں کلیمی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔

تیسری صاحب زادی کا عقد بریلی شریف کے حضرت سید منور صاحب سے ہوا، سب سے چھوٹی صاحب زادی کا عقد مخدوم گرامی حضرت حافظ و قاری سید غلام حافظ میاں چشتی قبلہ سے ہوا، جن کا انتقال ۲۰۱۲ء میں عین عرس حافظ بخاری کے دن ہوا۔

حضور اکبر المشائخ کے صاحب زادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

- مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید اختر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ چشتیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف۔
- مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وصال ۱۴۴۷ھ/۲۰۲۶ء)
- مخدوم گرامی حضرت مفتی سید محمد اطہر میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [وصال ۱۴۴۶ھ/ ۲۰۲۴ء]
- مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد اظہر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی
- مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی
- مخدوم گرامی حضرت حافظ و قاری سید منظر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی
- مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد مظفر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی

حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جملہ صاحب زادگان علم دین سے آراستہ اور اپنی خاندانی روایتوں کے امین و محافظ ہیں۔ سنت و شریعت کے حامی ہیں، دین کی تبلیغ واشاعت کا جذبۂ فراواں ان کے دلوں میں موج زن ہے۔ سارے شہزادگان فضل وکمال کے حامل اور آفتاب و ماہتاب ہیں۔ سبھی دین متین کی خدمت اور خلق خدا کی دینی و مذہبی رہ نمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔


وأشهد أن لا إله إلا الله
وأن محمدا عبده ورسوله

باب دوم

شخص و عکس

شہزادۂ اکبر المشائخ، محسن قوم وملت

مفکر اسلام شیخ طریقت **حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی** رحمۃ اللہ علیہ

--------*****-----*****--------

مخدوم گرامی مرتبت مفکر اسلام حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ صمدیہ پھپھوند شریف کے جلیل القدر عالم دین، اسلاف کرام کی امانتوں کے امین ووارث، آفاقی فکر وخیال کے حامل، اعلیٰ فکر وبصیرت کے مالک اور بے شمار اوصاف وکمالات سے متّصف تھے۔ انھوں نے اپنی حیات مستعار کا اِک اِک لمحہ اشاعتِ علم دین اور دین وسنیت کے استحکام کے لیے وقف کر دیا تھا۔

وہ اک طرف مسلم معاشرے میں پھیلی جہالت وناخواندگی کو ختم کرنے کے لیے تگ ودو کر رہے تھے تو دوسری طرف اسلامی سماج میں پھیلے باطل عقائد ونظریات کے خلاف بر سر پیکار تھے، وہ کبھی سکون واطمینان سے نہیں بیٹھتے تھے، ہمیشہ کسی نہ کسی محاذ پر سرگرداں نظر آتے تھے، ملّتِ بیضا کے استحکام کے لیے وہ ہمیشہ مضطرب رہا کرتے تھے، وہ نامساعد حالات اور قومی وملی مسائل کا شکوہ کر کے خاموش ہو جانے والے انسان نہیں تھے، بلکہ وہ منصوبہ بندی اور عملی اقدام کے قائل تھے، وہ منصوبے بھی بناتے تھے اور ان منصوبوں کو زمین پر اتارنے کے لیے جد وجہد بھی فرمایا کرتے تھے، خالق کائنات نے انہیں فکر رسا سے نوازا تھا، وہ انتہائی ذہین، زیرک، معاملہ فہم، مردم شناس اور اعلیٰ بصیرت کے حامل تھے، انھوں نے اپنی توانائیوں کو ہمیشہ مثبت کاموں میں لگایا، جس میدان میں ضرورت محسوس کی، اپنے رب کی رحمتوں پر بھروسہ کر کے کام کا آغاز فرما دیا، اخلاص وللّٰہیت نے انہیں ہر میدان میں سرخرو کیا، جس میدان میں قدم رکھا، کامیابیوں نے ان کا استقبال کیا۔ ان کی خدمات اور ان کے کارنامے انہیں ہمیشہ زندہ وتابندہ رکھیں گے، ان کا مشن اور ان کی تحریک انہیں حیات جاودانی عطا کرتی رہے گی۔ ہم

نے اس مختصر رسالے میں ان کے ذکر جمیل کو موضوع سخن بنایا ہے تاکہ ان کے نقوش حیات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو جائیں اور دوسروں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں، نیز زمانہ اس عبقری شخصیت کی خدمات اور کارناموں سے روشناس ہو سکے۔

ولادت:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اکبر المشائخ حضرت علامہ سید شاہ محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحب زادے ہیں۔آپ کی ولادت ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ کو آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف میں ہوئی۔

نام ونسب:

آپ کا تاریخی نام سید محمد رمضان حسن (۱۳۷۵ھ) رکھا گیا، اور عرفی نام سید محمد انور چشتی قرار پایا اور حلقۂ ارادت میں "حاجی میاں" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

شجرۂ نسب یہ ہے:

سید محمد انور بن سید محمد اکبر بن حاجی سید اعزاز حسین بن حاجی سید اخلاص حسین بن حاجی سید انوار حسین بن سید یوسف علی بن سید مدد علی بن سید آل نبی بن سید علی احمد بن سید محمد والی بن سید محمد بن سید محمد منعم بن سید محمد فاضل بن قاضی سید عبدالشکور بن قاضی سید محمد اسماعیل بن سید عطاء اللہ بن سید میراں بزرگ بن سید خواجہ خطیر ثانی بن خواجہ سید محمود بن خواجہ سید عثمان بن خواجہ سید مودود ثانی نخشبی ابن خواجہ سید محمود خطیر اول بن خواجہ سید اشرف نخشبی بن خواجہ سید اسد اللہ بن خواجہ سید عبد اللہ بن خواجہ سید قطب الدین بن خواجہ سید رکن الدین بن خواجہ سید ابواحمد چشتی بن خواجہ سید مودود چشتی اول بن خواجہ سید ناصر الدین ابویوسف بن خواجہ سید سمعان بن خواجہ سید ابراہیم بن خواجہ سید محمد بن خواجہ سید حسن بن خواجہ سید عبد اللہ ملقب بہ علی اکبر بن سید علی اصغر بن سید امام جعفر بن سید امام علی نقی بن امام سید محمد تقی بن

امام سید موسیٰ رضا بن امام سید موسیٰ کاظم بن امام سید جعفر صادق بن امام سید محمد باقر بن امام سید زین العابدین بن امام سید حسین شہید کربلا بن سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا بنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

تعلیم وتربیت:

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تسمیہ خوانی کے بعد ناظرۂ قرآن کریم کی تعلیم حافظ نبی بخش مرحوم سے حاصل کی، اردو وفارسی کی ابتدائی تعلیم آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پر اپنے والد ماجد حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی، درس نظامی کے ابتدائی درجات کی تعلیم آستانۂ عالیہ پر قائم مدرسہ، فیوض صمدیہ میں حاصل کی، شرح جامی تک کی تعلیم یہیں مکمل کی۔

آپ نے مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کے درس گاہ علم وفضل میں خوشہ چینی فرمائی، اپنے نانا جان امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی درس گاہ مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ میں زانوے تلمذ تہ کیا، انھوں نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ مبذول فرمائی، جب تک یہاں قیام رہا، کسب واخذ کا سلسلہ پوری پابندی کے ساتھ چلتا رہا، آپ میرٹھ میں گزرے تعلیمی دور اور اپنے نانا کی شفقتوں کا بار بار ذکر فرمایا کرتے تھے۔

میرٹھ کے بعد تحصیل علم کے سلسلے کو برقرار رکھتے ہوئے مدرسہ منظر حق ٹانڈہ میں داخل ہوئے اور یہاں کچھ دنوں تحصیل علم کیا، تلمیذ صدر الشریعہ، محدث امروہہ حضرت مولانا مبین الدین امروہوی علیہ الرحمہ کی درس گاہ سے بھی کسب فیض فرمایا، ان درس گاہوں سے اکتساب فیض کرتے ہوئے خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف پہنچے، یہ خواجہ صاحب کی تدریسی جولانیت کا زمانہ تھا، مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں صاحب قبلہ فطری طور پر ذہین اور ہوشیار تھے، آپ عہد طالب علمی ہی سے علم وفن کے دل دادہ تھے، مدرسہ فیض الرسول میں

آپ کا شمار ذہین اور زیرک طلبہ میں ہوتا، اپنے بیشتر اوقات تعلیمی مصروفیات میں صرف فرماتے، اپنے اساتذہ سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ فطری ذہانت نے آپ کی صلاحیتوں میں چار چاند لگا دیا تھا۔ خاندانی شرافت ونجابت اس پر مستزاد، ان سب چیزوں نے آپ کو اساتذہ کی بارگاہ میں مقبول بنا دیا تھا، اساتذہ اور ذمے داران ادارہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے علم وعمل اور اخلاق وکردار پر کامل اعتماد کیا کرتے تھے۔ جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ دوران تعلیم ہی مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف میں درجہ فضیلت کے طلبہ کو "تصریح" کا درس دیا کرتے تھے۔ مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف میں حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے علاوہ حضرت مولانا عبد المصطفی اعظمی، حضرت مفتی محمد جلال الدین امجدی، حضرت مفتی قدرت اللہ رضوی رحمہم اللہ سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ کچھ مدت بعد جب خواجہ علم وفن مدرسہ فیض الرسول براؤں سے مستعفی ہوکر دار العلوم غریب نواز الہ آباد تشریف لائے تو آپ بھی دار العلوم غریب نواز الہ آباد آگئے، کچھ عرصے تک یہاں بھی خواجۂ علم وفن کی بارگاہ سے اکتساب علم وفضل کرتے رہے۔ یہاں بھی آپ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے طلبہ واساتذہ کے مابین یکساں مقبول رہے، خواجۂ علم وفن جب کچھ دنوں بعد دار العلوم غریب نواز الہ آباد سے مستعفی ہوکر دوبارہ مدرسہ فیض الرسول براؤں تشریف لے گئے تو آپ پھر فیض الرسول پہنچ گئے۔ درس نظامی کی تکمیل اسی ادارے سے کی، یہیں سے دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

ممدوح گرامی حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس ادارے میں بھی رہے اپنی پوری توجہ طلبِ علم پر مبذول رکھی، آپ علوم وفنون کے شیدائی تھے، صرف درسیات اور نصابی کتابوں تک خود کو محدود نہیں رکھتے تھے، اپنے اساتذہ سے غیر درسی فنون سیکھنے کے لیے بھی کوشاں رہتے، خاص طور پر امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے خاص اساتذہ میں سے تھے، ان سے متعدّد فنون سیکھے اور پوری دل چسپی کے ساتھ ان کو پڑھا، دار العلوم غریب نواز الہ آباد میں قیام کے دوران آپ علم الافلاک،

زیجات اور توقیت وغیرہ کا درس لیا کرتے تھے اور شب میں دیر تک ان کے مشق و ممارست کے لیے بیدار رہتے، آپ نے فن تفسیر، حدیث، نحو، صرف اور منطق و فلسفہ کی کتابوں کو بڑی محنت اور توجہ سے پڑھا تھا، اسی لیے مروجہ علوم وفنون میں دست رس رکھتے تھے۔

رشتۂ ازدواج اور اولاد:

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا عقد نکاح ان کے عم محترم شیخ طریقت حضرت علامہ سید اصغر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب زادی کے ساتھ ہوا۔

آپ کی دو صاحب زادیاں اور دو صاحب زدے ہیں۔ بڑے صاحب زادے مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف و قاضی ضلع اوریا یوپی اور چھوٹے صاحب زادے مخدوم گرامی حضرت مولانا حافظ سید مناظر چشتی عرف غزالی میاں صاحب قبلہ ہیں۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ عالم وفاضل اور اعلیٰ فکر وبصیرت کے حامل ہیں، والد گرامی کی علالت کے بعد سے جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی نظامت کی ذمے داریاں بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں اور اپنے پدر بزرگوار کے تعلیمی مشن کو آگے بڑھانے کا فریضہ نبھا رہے ہیں، کئی سالوں سے جامعہ صمدیہ کی تمام تر ذمے داریاں آپ کے ذمے ہیں اور آپ اپنے والد گرامی کے نقوش قدم پر چل کر اس چمنستان علم وحکمت کی سرسبز وشادابی کو باقی رکھنے اور اس کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے کوشاں ہیں، ان کی قیادت میں جامعہ صمدیہ کا علمی قافلہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ جل شانہ ان کا سایۂ عاطفت سلامت رکھے۔

مخدوم والاتبار حضرت مولانا سید غزالی میاں دام ظلہ بھی فارغ التحصیل ہیں اور دعوت وتبلیغ کے عمل سے وابستہ ہیں، اللہ جل شانہ تمام مخدومین کو سلامت رکھے اور ان کا سایہ دراز

فرمائے۔

حج وزیارت:

حرمین طیبین کی زیارت ہر مومن کی دلی آرزو ہوتی ہے، مدینہ طیبہ کی روحانی فضاؤں میں چند لمحات میسر آجائیں تو یہ زندگی کی معراج ہوتی، سنگ درجاناں پر جبیں سائی ہر عاشق صادق کی تمنا ہوتی ہے۔ مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آقائے کریم ﷺ کے سچے شیدائی تھے، حرمین طیبین کی زیارت کا شوق فراواں دل میں موج زن تھا، طلب سچی ہو تو تمنائیں ضرور بر آتی ہیں، چنانچہ آپ کو بھی حج وزیارت کا شرف حاصل ہوا اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ ۵/ جون ۱۹۹۰ء سہ شنبہ کو آپ سفر حج کے لیے تشریف لے گئے اور ۳۰/ جولائی ۱۹۹۰ء کو اس سفر مقدس سے واپسی ہوئی۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے حوالے سے ایک انٹرویو چند سال قبل بزم نعت وادب کے بانی جناب ایاز چشتی نے لیا، علالت ونقاہت کی وجہ سے حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کے حکم سے جامعہ صمدیہ کے سابق استاذ حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی نے اس کے جوابات پیش کیے تھے، اس انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا:

"میری زندگی کا سب سے یادگار لمحہ وہ ہے جو میں نے صرف مدینہ طیبہ کی حاضری کے قصد سے سفر کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر سرکار کی بارگاہ میں سلام غلامانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بحمدہٖ تعالیٰ اس سفر سے پہلے بھی حرمین طیبین کی حاضری کے لیے حاضر ہوا تھا اور حج کی سعادت حاصل کی تھی، مگر دیرینہ اور دلی تمنا تھی کی ایک بار صرف مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو جائے۔ رب کا شکر واحسان کہ جامعہ صمدیہ کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب قبلہ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی اور سرکار کے مواجہہ

شریف میں حاضر ہو کر ان کی بارگاہ میں سلام غلامانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔"

بیعت:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی، فرد الوقت، عارف باللہ، امام الکاملین، سید المتوکلین حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت تھے، وہ اپنے مرشد برحق سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے، ان کی رضا و خوش نودی کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے، کوئی اہم کام ان کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے، ان کی دعائیں لیتے اور ہمیشہ ان کے ادب واحترام اور مقام و مرتبے کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔

خلافت:

آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں خلافت کا معیار بہت بلند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نعمت سے سرفراز ہونے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مرشد کریم حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا تھا۔

۱۸ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۸ھ کو عرس حافظ بخاری کے موقع جامعہ صمدیہ کی جلسۂ دستار بندی میں حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے درج ذیل صاحب زادگان کو جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا:

- مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [وصال ۱۴۴۷ھ/۲۰۲۶ء]
- مخدوم گرامی حضرت مفتی سید اطہر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ [وصال: ۱۴۴۶ھ/۲۰۲۴ء]
- مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد اظہر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی
- مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی قبلہ دام ظلہ العالی

○○○

باب سوم

اوصاف وکمالات

علمی مقام:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ بلند خیال دانش ور اور باصلاحیت عالم دین تھے، آپ نے درس نظامی کی کتابیں اپنے عہد کے جلیل القدر علما کی درس گاہوں میں باضابطہ پڑھی تھیں، یوں بھی آپ ایک علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ اور عبقری عالم دین کے فرزند ارجمند تھے، آپ کے خانوادے میں ہمیشہ علم وفضل کا غلغلہ رہا اور تحصیل علم کی روایت رہی، اسی لیے آپ کے والد ومرشد حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو ملک کی معیاری درس گاہوں میں تحصیل علم کے لیے بھیجا، اور آپ نے محنت ومشقت کے ساتھ تحصیل علم فرمایا۔ آپ نے امام النحو صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، حضرت علامہ مبین الدین محدث امروہوی، فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی، خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، استاذ العلماء مفتی قدرت اللہ رضوی رحمہم اللہ، نمونۂ اسلاف حضرت مفتی رحمت اللہ قادری بلرام پوری اور عالم جلیل حضرت علامہ مجاہد حسین رضوی مصباحی جیسی عظیم اور عبقری شخصیات کی درس گاہوں سے اکتساب فیض فرمایا تھا اور مختلف علوم وفنون میں دسترس حاصل کی تھی۔ آپ درسیات میں مہارت رکھتے تھے اور ابتدائی درجات سے منتہی درجات کی کتابوں کا درس بھی دیتے تھے، دینی مصروفیات کی وجہ سے زیادہ دنوں تک تدریس کا موقع نہیں ملا۔

علم تفسیر، حدیث، فقہ اور منطق وفلسفہ کے ساتھ دیگر کئی فنون میں آپ کو مہارت تھی، جامعہ صمدیہ اوراس سے قبل مدرسہ قادریہ بدایوں اور عہد طالب علمی میں دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں ان فنون کی کتابوں کا درس دیا کرتے۔

تدریس سے رشتہ ٹوٹنے کے باوجود کتابوں سے تعلق قائم تھا، مسائل ومباحث بھی ذہن نشیں تھے، مجالس میں عالمانہ خطاب فرمایا کرتے تھے، اساتذۂ جامعہ کی نشستوں میں بھی نپی تلی اور عالمانہ گفتگو فرماتے اور علمی وقار کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے۔

ذوق مطالعہ:

مخدوم والاتبار حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کتابوں سے حد درجہ شغف رکھتے تھے، مطالعہ کا شوق تھا، کثیر مصروفیات کے باوجود مطالعہ کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا، سفر میں بھی آپ کے ساتھ کوئی نہ کوئی کتاب ضرور ہوتی تھی، آرام گاہ میں بھی سرہانے کتاب رکھی ہوتی، جب موقع ملتا ورق گردانی شروع فرمادیتے، جامعہ صمدیہ تشریف لاتے تو مدرسے کے معاملات کو دیکھنے کے بعد وقت رہتا تو کسی کتاب کا مطالعہ فرمانے لگتے، خالی بیٹھنے اور غیر ضروری باتوں میں اپنا وقت ضائع کرتے انہیں کبھی نہیں دیکھا گیا۔

ان کے ذوق مطالعہ ہی نے انہیں جامعہ صمدیہ میں عظیم الشان ''تاج الفحول لائبریری'' کے قیام پر آمادہ کیا، جب بھی کوئی اچھی کتاب منظر عام پر آتی تو حکم دیتے کہ مکتبے سے آرڈر کر کے جامعہ کی لائبریری کے لیے کتاب منگوا لیجیے۔ ردِّ روافض سے متعلق کتابوں کی حصول یابی کے لیے خصوصی کوشش فرماتے اور انہیں مطالعے میں رکھتے، حضور حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روافض کے عقائد باطلہ کی تردید میں متعدّد کتابیں تصنیف فرمائیں، ان کتابوں میں روافض کی جن کتابوں کے حوالے تھے وہ انہیں اپنی لائبریری میں جمع کرنے کے لیے کوشاں تھے، جو کتابیں مارکیٹ میں دست یاب تھیں انہیں کتب خانوں سے منگواتے اور جو کتابیں مارکیٹ میں نہیں ملتی تھیں، ان کو انٹرنیٹ سے لوڈ کرا کر پرنٹ کراتے اور پھر جلد بندی کے بعد تاج الفحول لائبریری میں رکھواتے۔

کسی کتاب کے مطالعہ کے دوران اگر کوئی بات محل نظر محسوس ہوتی تو کتاب میں نشان لگا لیتے، پھر جب مدرسہ تشریف لاتے تو اساتذہ خصوصاً حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی سے اس کا تذکرہ فرماتے، اسی طرح کوئی اہم اور دل چسپ بات نظر آتی تو اساتذہ کی مجلس میں اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

تفسیر وحدیث کی کتابوں سے خاص لگاؤ تھا، اکثر کتب احادیث کا مطالعہ فرماتے اور تفسیر

قرآن سے متعلق کتابیں منگواتے اور ان کی ورق گردانی فرماتے، وہ گھنٹوں تک کرسی پر بیٹھ کر کتابوں کی ورق گردانی میں مصروف رہتے، نہ تھکتے تھے اور نہ اُکتاتے تھے، مدرسے میں چھٹی ہوجاتی اور طلبہ واساتذہ کھانے سے فارغ ہو کر آرام کرنے لگتے، لیکن وہ جامعہ کے گنبد کے نیچے اپنی نشست گاہ پر کتابوں کے مطالعہ میں مصروف نظر آتے۔ ان کا یہ عمل علم دین سے خاص لگاؤ اور قرآن وسنت سے خاص وابستگی کا مظہر تھا۔

علم الاعداد میں مہارت:

علم الاعداد میں آپ کے خانوادے کے کئی بزرگ مہارت رکھتے تھے، خاص طور سے آپ کے والد ومرشد اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس فن میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، ان کے فیضانِ نظر سے شہزادۂ گرامی، مخدوم والا مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس فن میں خاص دسترس رکھتے تھے، نہایت موزوں تاریخی فقرے ارشاد فرمایا کرتے تھے، ان کے استاذ گرامی فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو اس موقع پر آپ نے ایک تعزیتی خط اپنے استاذ زادہ حضرت مولانا انوار احمد امجدی کو تحریر فرمایا، جس کے سارے جملے مادۂ تاریخ وصال ہیں:

محب گرامی، صاحب الاعزاز، مولانا انوار احمد صاحب زید لطفکم [۱۴۲۲ھ]

ہدیۂ ادب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [۱۴۲۲ھ]

یادگار اسلاف، زبدۂ عباد مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی کے وصال کی اطلاع بواسطۂ فون ملی [۲۰۰۱ء] اے عزیز! اس وقت بمبئی میں مقیم تھا [۱۴۲۲ھ] اس لیے عالم دہر کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا [۱۴۲۲ھ] اللہ عزوجل اپنے حبیب واجب الاعزاز کے طفیل آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے [۱۴۲۲ھ] ولی عصر کا تعزیتی جلسہ جامعہ صمدیہ میں منعقد کیا گیا جس میں جملہ مدرسین وطلبہ موجود تھے [۲۰۰۱ء] بعون اللہ القیوم چند تاریخی مادے بھیج رہا ہوں [۲۰۰۱ء] زراہ کرم گر قبول افتد زہے عز

وشرف [۲۰۰۱ء]

☆قال اللہ الملیك: ان المتقین مفازا حدائق و اعنابا [۱۴۲۲] ☆ فرد عصر فقیہ بے مثال [۱۴۲۲ھ] ☆صدق الجواد الامی: من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا [۱۴۲۲ھ] ☆زبدۂ انام قاضی شریعت [۲۰۰۱ء] ☆قال سید القوم: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل [۱۴۲۲ھ] ☆سرحق مرجع خلائق [۱۴۲۲ھ] ☆ نقول موت العالم موت العالَم [۱۴۲۲] ☆مقبول الہ یادگار اسلاف مفتی جلال الدین احمد امجدی [۱۴۲۲] ☆قال العالم العزیز: من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین [۲۰۰۱ء] ☆حق گو، حق نگر، حق آگاہ، حق بیں نور اللہ مرقدہ [۱۴۲۲ھ] ☆بندۂ قدیر مصنف تصانیف کثیرہ [۲۰۰۱ء] ☆مصنف انوار شریعت محبوب عالم شد [۲۰۰۱ء]

بندۂ عاجز سید محمد انور چشتی مودودی پھپھوند [۱۴۲۲ھ]

جماعت اہل سنت کے قد آور عالم و محقق اور آپ کے عزیز از جان بھانجے شہید بغداد علامہ اسید الحق عاصم القادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بغداد شریف میں ناگہانی شہادت ہوگئی تو آپ نے مدیر جام نور مولانا خوشتر نورانی کو ایک تعزیتی خط لکھا جس میں بکثرت تاریخی مادے ہیں۔ وہ خط یہاں نقل کیا جاتا ہے:

زبدۂ انجمن جناب ایڈیٹر صاحب ماہ نامہ جام نور دہلی! (۱۴۳۵ھ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ المسجو دوبرکاتہ (۱۴۳۵ھ)

خیریت موجود عافیت محصول (۲۰۱۴ء)، اصلاً وقطعاً ملت کا ترجمان جام نور دہلی کے (۲۰۱۴ء)، یاد گاری "ممتاز ناقد و محقق" نمبر میں اشاعت کے لیے تحفہ (۱۴۳۵ھ)، مادہائے شہادت محسن العصر (۱۴۳۵ھ)، ماہ تابندۂ غوث (۲۰۱۴ء)، لخت جگر اصفیا (۱۴۳۵ھ)، متواضع پاک دامن (۱۴۳۵ھ)، اعلیٰ مقام خندہ لب منکسر المزاج (۱۴۳۵ھ)، ماہ ہند شہید بغداد (۱۴۳۵ھ)، محبوب غوث قطب المحققین (۲۰۱۴ء)، اعنی اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی (۱۴۳۵ھ)، ابن محب مولیٰ جناب شیخ

عبد الحمید (۱۴۳۵ھ)، عرف والی قوم جناب محمد سالم میاں صاحب قبلہ زید مدارجہ (۱۴۳۵ھ) صاحب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ مولوی محلہ بلدہ آباد بدایوں شریف (۲۰۱۴ء)، پیدائش ہر دل عزیز تیئیس ربیع الثانی (۲۰۱۴ء)، سن فروزاں تیرہ سو پچیانوے ہجری (۱۴۳۵ھ) مطابق چھ مئی سن انعام انیس سو پچھتر عیسوی (۱۴۳۵ھ)، روز عالم افروز منگل ایک بجے رات (۱۴۳۵ھ)، شہادت فرزند بلند نصیب دو جمادی الاولیٰ (۱۴۳۵ھ) سن چودہ سو پینتیس ہجری دن سہ شنبہ ہے (۱۴۳۵ھ)، مطابق چار مارچ سن انقلاب زدہ دو ہزار چودہ عیسوی بنویس (۱۴۳۵ھ)، بالیقین کل عمر اڑتیس سال نو ماہ ستائیس یوم (۲۰۱۴ء) قال القوی الباسط الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات (۲۰۱۴ء) قال بار من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا (۱۴۳۵ھ)، صاحب حسن وجاہ مولانا اسید الحق المعروف "شیخ صاحب" (۲۰۱۴ء) لایق فایق صدر المدرسین مدرسہ عالیہ قادریہ مولوی محلہ بدایوں (۲۰۱۴ء) شہید حکمی محب سعید عزیزی مولانا اسید الحق قادری بدایونی (۱۴۳۵ھ) عالم ربانی اسید الحق عثمانی بدایونی جان داد (۱۴۳۵ھ) امیر قیامت عزیزی اسید الحق قادری (۱۴۳۵ھ) طیب مزاج صاحب " حدیث افتراق امت " چل بسا (۲۰۱۴ء) افسوس پاک وصاف مصنف " احادیث قدسیہ " چلا گیا (۱۴۳۵ھ) عارف حق مصنف "اسلام جہاد اور دہشت گردی " (۲۰۱۴ء) بھیا کی کتاب اسلام ایک تعارف دکھایئے (۱۴۳۵ھ) "قرآن کی سائنسی تفسیر " نامحدود (۱۴۳۵ھ) ہائے مصنف "تحقیق وتفہیم " (۱۴۳۵ھ) دندان شکن "خامہ تلاشی " کا جواب نہیں (۲۰۱۴ء) صاحب "خیر آبادیات " چل بسے (۱۴۳۵ھ) صد آہ مظلوم شہید (۱۴۳۵ھ) آہ فخر خاندان قادری چلا گیا (۲۰۱۴ء) وہ پاک باطن دیار غوث میں سو گیا (۲۰۱۴ء)

علم الاعداد کی صنعت زبر وبینہ میں بھی درج ذیل تاریخی مادے استخراج فرمائے:

ممتاز عزیز الخلائق (۲۰۱۴ء) عالم اہل سنت صاحب (۱۴۳۵ھ) آہ محبوب تاج

الفحول بدایوں (۱۴۳۵ھ)

۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء میں راقم الحروف کے مضامین کا پہلا مجموعہ مرتب ہوا، اس مجموعے کے نام کے لیے میں نے حضرت کی خدمت میں عریضہ پیش کیا تو حضرت نے اس کا تاریخی نام ”قلمی رشحات“ منتخب فرمایا، جو علم الاعداد کی صنعت زبر و بینہ میں ہے، اس صنعت میں حروف کے بجائے اس کے اسما کے اعداد جوڑے جاتے ہیں، مثلاً ”قلمی رشحات“ کے اعداد جوڑیں تو اس کا طریقہ ہوگا:

قاف:	۱۸۱	لام:	۱۷۱	میم:	۹۰	یا:	۱۱
را:	۲۰۱	شین:	۳۶۰	حا:	۹	الف:	۱۱۱
تا:	۴۰۱۔ مجموعی نمبر ہوگا ۱۴۳۵ھ۔						

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ سے شائع ہونے والی اکثر کتابوں کے تاریخی نام آپ ہی کی تخریج کردہ ہیں، مثلاً:

عدیم المثال شرعی مجلس (۱۴۳۹ھ) آگاہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہمیشہ پڑھیں (۱۴۴۰ء) تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ (۱۴۳۵ھ) چھ سالہ مجموعہ نورانی تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ (۲۰۲۱ء) حالات زندگی پیر دست گیر (۱۴۳۷ھ) حیات زریں سیدنا اکبر المشائخ (۲۰۱۶ء) لاجواب احکام شرعیہ فی فتاویٰ مصباحیہ (۱۴۴۱ھ)

شعر و سخن:

مخدوم گرامی حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ شعر و سخن کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے، ابتدائی دور میں شعر گوئی کی طرف توجہ تھی، آستانہ عالیہ پر منعقد ہونے والے طرحی مشاعروں کے لیے بھی کلام لکھتے تھے، بڑے بامعنی اور فکر انگیز اشعار کہتے تھے۔ آپ کے اشعار عالمانہ ہوتے تھے، قرآن و حدیث کے مضامین کو اپنی شاعری میں خوب صورت انداز میں پیش فرماتے تھے، مشکل مضامین کو سہل اسلوب میں بیان کر دیتے تھے، فکر بلند تھی، اس لیے اشعار بھی بصیرت سے لبریز ہوا کرتے تھے۔ آپ کی شاعری کے کچھ نمونے یہاں پیش کیے جاتے

ہیں تاکہ شعر و سخن کے حوالے سے آپ کی عظمتوں کا اندازہ ہو سکے:

خدا کا نور ظاہر روئے محبوب خدا میں ہے
جھلک اس عارض پُر نور کی شمس الضحیٰ میں ہے

خزانہ فضل و رحمت کا سبھی ملک خدا میں ہے
خدا کے بندوں میں تقسیم دست مصطفیٰ سے ہے

جمال من رأانی ضیائیں ہیں رأ الحق کی
خدا کی دید دیدار محمد مصطفیٰ میں ہے

نبی کے دوست انعمت علیہم ہیں خدا شاہد
نبی کے دشمنوں کا حال بد تبّت یدا میں ہے

ذرا پڑھ کر کوئی دیکھے تو سبحان الذی اسریٰ
مکینِ گنبد خضری حریم کبریا میں ہے

خدا سے ہم کلامی سب سے پہلے کس نے فرمائی
تکلم مصطفیٰ کے نور کا قالوا بلیٰ میں ہے

مسلّم حسن یوسف اور دم عیسیٰ ید بیضا
کمال ہر نبی لیکن نبی الانبیا میں ہے

ہمارا یہ عقیدہ انا اعطینا سے ہے ظاہر
کلید گنج رحمت آپ کے دست عطا میں ہے

خدا کہ دیں تو مشرک ہوں جدا کہ دیں تو مجرم ہوں
تعلق کیسے سمجھیں جو خدا و مصطفیٰ میں ہے

کٹی ہے زندگی انورؔ شہ طیبہ کی مدحت میں
جبھی تو دھوم ہر سو مجمع روز جزا میں ہے

عرس حافظ بخاری کے موقع پر ہر سال ۱۵/ جمادی الآخرہ کو "شب اسلمی" میں مشاعرے

کا انعقاد ہوتا ہے۔ ۱۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۳/ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز دوشنبہ مبارکہ آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پر اسی مناسبت سے ایک طرحی مشاعرہ ہوا، جس میں مصرع طرح "وہ نور اسلمی عبد الصمد سے آشکارا ہے" پر شعرائے عظام نے اپنا اپنا کلام پیش کیا۔ مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا درج ذیل کلام بھی اسی موقع پر پیش کیا گیا:

سر محشر اگر کچھ ہے تو آقا پہ سہارا ہے
بہت بدکار ہے خادم مگر پھر بھی تمھارا ہے
سر محشر ملے گا دامن عبد الصمد ہم کو
عقیدہ ہے یہی اپنا یہی ایماں ہمارا ہے
وہ جس کی شان میں لاخوف علیھم حق نے فرمایا
وہی ہادی وہی رہبر وہی مرشد ہمارا ہے
مدد کا وقت ہے نظر کرم کردو
بلائیں ہم کو گھیرے ہیں کلیجہ پارہ پارہ ہے
اسی کے فیض کا دریا رواں ہے ہر جگہ ہرسو
"جو نور اسلمی عبد الصمد سے آشکارا ہے"
جلا ایماں کو ہے جس سے منور قلب ہے جس سے
"جو نور اسلمی عبد الصمد سے آشکارا ہے"
ترے بحر محبت میں ڈبوئی اپنی کشتی ہے
نہ کچھ خوف تلاطم ہے نہ اب فکرِ کنارا ہے
خدا جانے تری نظر کرم سے کیا بنے انساں
کف پا سے ترا لگ کر خاک کا ذرّہ ستارہ ہے
مکمل جلد ہو جائے مدرسہ یہ گزارش ہے
کرم کا منتظر یہ انورؔ چشتی تمھارا ہے

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ منظوم کلام محبتِ مشائخ، اخلاص نسبت اور خدمت دین کے جذبات کا نہایت دل نشین مرقع ہے۔ اس میں ایک ایسے محب صادق کی آواز سنائی دیتی ہے جس نے اپنی پوری زندگی اپنے مشائخ کے مشن اور ان کے قائم کردہ دینی مرکز کی خدمت میں گزاری ہو۔ آپ نے اس کلام میں صوفیہ کے طریق پر عمل کرتے ہوئے اپنی عاجزی اور بے بضاعتی کا اعتراف بھی کیا ہے اور اس امید و رجاء کا اظہار بھی فرمایا ہے جو اولیاے کرام کے دامن سے وابستہ ہر سچے عاشق کا سرمایہ ہوتی ہے۔

مکمل جلد ہو جائے مدرسہ یہ گزارش ہے
کرم کا منتظر یہ انور چشتی تمہارا ہے

اس شعر میں "مدرسہ" سے مراد جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف ہے، جس کی تعمیر و ترقی کے لیے مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور جس کے استحکام کے لیے انھوں نے اپنا خون جگر پیش فرمایا تھا۔ مجموعی طور پر یہ کلام محبتِ مشائخ، روحانی وابستگی، خدمتِ دین اور اخلاصِ عمل کا حسین امتزاج ہے۔ اس کے اشعار میں کوئی تصنع نہیں بلکہ ایک سچے عاشق اور مخلص خادمِ دین کے دل کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۵/ جون ۱۹۹۰ء بروز منگل صبح نو بجے آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف سے سفر حج کے لیے روانہ ہوئے اور مورخہ ۳۰/ جولائی ۱۹۹۰ء کو اس مقدس سفر سے واپسی ہوئی۔ سفر حج سے واپسی پر آپ نے تشکر و تہنیت پر مشتمل ایک کلام نظم فرمایا، جس میں حج کی سعادت حاصل ہونے پر اپنے رب کا شکر ادا کیا اور اپنے مرشد گرامی حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے صدقے قبولیت حج کی یقین کا بھی اظہار فرمایا، یہی اصول طریقت بھی اور یہی اصحاب تصوف کا وطیرہ بھی ہے۔

یہ پورا کلام عقیدت محبت کے جذبات سے لبریز اور سلاست و روانی کا شاہ کار ہے، جس سے آپ کی قادرالکلامی کا پتہ چلتا ہے اور آپ کے قلبی جذبات واحساسات کی بھی عکاسی ہوتی ہے، اس کلام میں مدینے کی بہاروں اور مکۃ المکرمہ کے حسن و جمال کو جس مہارت سے اشعار

کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے وہ ان کی شاعرانہ عظمتوں کی دلیل ہے:

مبارک ہو طواف خانۂ کعبہ مبارک ہو
خدا کے پاک گھر کا تم کو نظارہ مبارک ہو
جناب ہاجرہ کی جو ادا اللہ کو بھائی
وہی تقلید در سعی صفا مروہ مبارک ہو
وہی پانی جو بار شاد بنی ہر دکھ کا درماں ہے
وہی زم زم تمھیں دل کھول کر پینا مبارک ہو
منیٰ میں عرفہ و مزدلفہ میں لطف الٰہی سے
ملا ہے مغفرت کا تم کو جو تحفہ مبارک ہو
جو عشاق نبی کے واسطے ہے کعبہ کا کعبہ
بحمداللہ دیکھا تم نے وہ روضہ مبارک ہو
بہاریں لوٹ لیں دنیا ہی میں گلزار جنت کی
میان منبر و قبر حاضری دینا مبارک ہو
مزار سرور ہر دوجہاں پر حاضری دے کر
شفاعت کا تمھیں حاصل ہوا مژدہ مبارک ہو
جن آنکھوں نے زیارت کی مقامات مقدس کی
یہاں ہم سب کو ان آنکھوں کا نظارہ مبارک ہو
ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
یہ منظر تم نے اپنی آنکھ سے دیکھا مبارک ہو
بفیض حضرت اکبر ہوا مقبول حج انور
ملا مقبولیت کا تم کو جو مژدہ مبارک ہو

علم دوستی اور علما نوازی:

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم علمی وروحانی خانوادے کے فرد فرید تھے، علم دوستی اور علما نوازی اس خانقاہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے، ہر دور میں اس خانوادے سے علم وفن کی آب یاری ہوتی رہی ہے اور علما کی تکریم کا عمل بھی جاری رہا ہے، اعلم العلماء، حافظ کلام باری وبخاری وحصن حصین ودلائل الخیرات، صدر مجلس علماے اہل سنت حضرت علامہ سید شاہ عبد الصمد چشتی مودودی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عہد سے اب تک بر صغیر کے بلند مرتبت فقہا ومحدثین اور علما واساطین ملت سے اس خانوادے کے خوش گوار روابط رہے ہیں، ہر زمانے میں یہاں اہل علم کی پذیرائی ہوتی رہی ہے، یہاں سے علم دین کی اشاعت کا فریضہ بھی انجام دیا جاتا رہا ہے۔ مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ومرشد خود بھی عبقری عالم دین تھے اور ہمیشہ اہل علم کی قدر کیا کرتے تھے، اور اپنے مریدین ومتوسلین کو اہل علم کی تعظیم وتوقیر کی تاکید بھی فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اس خانقاہ کے وابستگان ومریدین علماے کرام کی تعظیم وتوقیر کا خاص خیال رکھتے ہیں، اور خانقاہ کے مخدومین اپنے معتقدین کو ہمیشہ اس کی تاکید فرماتے رہتے ہیں۔

اس خانقاہ کی علم دوستی وعلما نوازی کی ایک کڑی انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ (رجسٹرڈ) پھپھوند شریف کی جانب سے پیش کیا جانے والا "قبلۂ عالم ایوارڈ" بھی ہے جو ہر پانچ سال پر کسی متبحر عالم دین کو پیش کیے جانے کا سلسلہ جاری رہا ہے، جس کے تحت فقیہ ملت مفتی محمد جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، محقق مسائل جدیدہ، سراج الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور مورخہ ۱۸/ جمادی الاخرہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴/ فروری ۲۰۱۹ء کو حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب قبلہ سابق صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ صمدیہ

پھپھوند شریف کی خدمت میں یہ ایوارڈ واعزاز پیش کیا جاچکا ہے ،اس سے قبل حضور حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس صد سالہ کے موقع پر ۲۰۰۳ء کو ہند و بیرون ہند کے ۹ر اصحاب علم و فضل اور ارباب فکر و بصیرت کو ایوارڈ و اعزاز سے نوازا گیا، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

❶- مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی مصباحی دامت بر کاتہم القدسیہ (امام اعظم ایوارڈ)

❷- شیخ حازم نائف ابو غزالہ (غوث اعظم ایوارڈ)

❸- حضرت شیخ ابو بکر صاحب کیرالا (مودودی ایوارڈ)

❹- حضرت سید محمد الحسینی زیب سجادہ گلبرگہ شریف (غریب نواز ایوارڈ)

❺- حضرت علامہ یسین اختر مصباحی دہلی رحمۃ اللہ علیہ (تاج الفحول ایوارڈ)

❻- حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی جامعہ اشرفیہ مبارک پور (حافظی ایوارڈ)

❼- حضرت مفتی عبد الحلیم اشرفی ناگ پوری رحمۃ اللہ علیہ (مخدوم سمناں ایوارڈ)

❽- حضرت مولانا محمد شاکر نوری، امیر سنی دعوت اسلامی (اسلمی ایوارڈ)

❾- محترم محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی ممبئی (امام احمد رضا ایوارڈ)

یعنی خانقاہ صمدیہ مصباحیہ سے ہر دور میں علمائے کرام کی تکریم و اعزاز کا کام ہوتا رہا ہے۔

ممدوح گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ العالی بھی اپنے مشائخ کے نقوش قدم کو اپنے لیے نشان منزل سمجھتے تھے ، علم دوستی اور علما نوازی آپ کی فطرت تھی ، وہ ہر عالم دین سے محبت فرماتے تھے ، ملک کے متبحر علمائے کرام سے ان کے مراسم تھے ، وہ ملک کے عبقری علما کو اپنے ادارہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف میں مختلف موقعوں پر دعوت دے کر بلاتے ، علمائے کرام جامعہ صمدیہ تشریف لاتے تو آپ بہت خوش نظر آتے ، بڑے پر تپاک انداز میں ملاقات کرتے ، ان کے طعام و قیام اور ضیافت کا خصوصی اہتمام فرماتے ، اساتذہ کو تاکید فرماتے کہ علمائے کرام کی خاطر تواضع میں کوئی کمی نہ ہونے دیں، کسی عالم دین کی آمد ہونے والی ہوتی تو کان پور یا اٹاوہ ریلوے اسٹیشن پر پہلے سے استقبال کرنے والوں کو بھیج دیتے ، عرس حافظ بخاری میں تشریف

لانے والے اکابر علماے کرام کے قیام کے لیے جامعہ صمدیہ میں خصوصی انتظام کراتے۔

وہ جامعہ صمدیہ میں تدریسی فرائض انجام دینے والے علماے کرام کا خصوصی خیال فرماتے تھے، ان سے شفقت و مروت کا معاملہ فرماتے، کسی کے ساتھ کوئی مسئلہ در پیش ہوتا تو خبر گیری فرماتے، ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے، اساتذہ کی خدمات کو سراہتے، مزید بہتری کے لیے شفقت کے ساتھ سمجھاتے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے، حتی الامکان ان کی تنخواہوں میں اضافے کی کوشش فرماتے۔ ضرورت کے وقت پیشگی تنخواہیں بھی دے دیا کرتے تھے، تعطیل کلاں کی تنخواہ شعبان المعظم میں چھٹی سے قبل ہی دے دیا کرتے تھے تاکہ اساتذہ اطمینان وسکون کے ساتھ رمضان المبارک کا مہینہ اپنے بچوں کے ساتھ گزار سکیں، ان کی خواہش تھی کہ ہمارے اساتذہ کی اتنی تنخواہ ہو کہ وہ اپنی ضروریات زندگی آسانی کے ساتھ پوری کر سکیں، وہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے ادارے کے اساتذہ کی درس گاہوں اور قیام گاہوں کو اس قدر عمدہ بنانا چاہتا ہوں کہ عام آدمی ان کے کمرے میں داخل ہونے سے گھبرائے، انھوں نے دیگر مدارس کے مقابلے میں اساتذہ کی رہائش وغیرہ کا بہتر انتظام فرمایا، ان کے لیے ممکنہ سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی، ان شاء اللہ ان کے باقی ماندہ منصوبے ان کے خلف اکبر مخدوم گرامی حضرت علامہ سید شاہ غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی کی مخلصانہ جدوجہد سے پورے ہوں گے۔

وہ جامعہ صمدیہ کے اساتذۂ کرام سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے اور ان کی گزارشات کو نہیں ٹالتے تھے، مارچ ۲۰۱۹ء میں اساتذۂ کرام نے جامعہ صمدیہ کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی کے توسط سے مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ آپ کی قیادت میں اجمیر معلی کا سفر ہو جائے جس میں تمام اساتذہ شریک سفر ہوں تو یہ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہوگی۔ حضرت نے گزارش قبول فرمالی اور ایک بس بک کر کے اپنے تمام اساتذۂ کرام اور صدر المدرسین و شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب قبلہ کو لے کر آستانۂ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف سے اجمیر شریف کے مبارک سفر پر روانہ ہوئے، یہ انتہائی روح پرور سفر تھا، بارگاہ غریب نواز میں حاضری ہوئی، شاہ جہانی

مسجد میں میلاد خوانی ودرود خوانی کا بابرکت پروگرام منعقد ہوا، سفر کے دوران حضرت مفتی صاحب قبلہ بارگاہ غریب غریب نواز کی حاضری کے آداب اور اس سفر کی عظمتوں سے آگاہ فرماتے رہے۔ انھوں نے فرمایاکہ سرکار حافظ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے اب تک آستانۂ عالیہ کاخاص معمول اور وظیفہ رہاہے کہ جب آستانۂ خواجہ غریب نواز پر پہنچیں توسب سے پہلے مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد اداکریں، اس کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ اداکریں، اس کے بعد دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں اور اس نماز کا ثواب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کوایصال کریں، اس کے بعد ۶۰۶ مرتبہ "یا خواجہ معین الدین حسن چشتی مشکل کشا" کاوِرد کریں، اس کے بعد ۶۰۶ مرتبہ سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

سلطان الہند کی بارگاہ سے فیوض وبرکات سمیٹ کر یہ قافلہ پھپھوند شریف واپس ہوا، مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ، مخدوم گرامی حضرت مفتی سید محمد اطہر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۴۴۶ھ/۲۰۲۴ء) اور حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کے علاوہ درج ذیل اساتذۂ کرام اس سفر کا حصہ رہے:

(۱)۔حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی (۲)۔حضرت مولانا امیر الحسن چشتی مصباحی (۳)۔حضر مولانا غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری (۴)۔حضرت مولانا خلیل اللہ نظامی مصباحی (۵)۔حضرت مولانا احکام علی چشتی مصباحی (۶)۔حضرت مولانا رشید الدین ازہری (۷)۔حضرت مولانا رضاء الحق مصباحی (۸)۔(۹)۔مولانا عبد السبحان مصباحی (۹)۔حضرت مولانا آفتاب عالم صمدی (۱۰)۔حضرت مولانا ابو سعید مصباحی (۱۱)۔حضرت قاری عبد الحمید چشتی (۱۲)۔حضرت حافظ ایوب چشتی (۱۳)۔حضرت حافظ سرتاج چشتی (۱۴)۔حضرت حافظ ہاشم چشتی (۱۵)۔حضرت قاری رحمت اللہ (۱۶)۔حضرت قاری ذاکر (۱۷) حضرت قاری رحمت (۱۸) جناب مفتاح الحسن مفتاح چشتی (مرحوم) وغیرہ

پھپھوند شریف اور اٹاوہ کے بعض مخلصین محبین کو بھی اس سفر میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، یہ سفر تمام شرکاے سفر کے لیے یادگار ثابت ہوا۔

علما کی تعظیم و توقیر کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ انھوں نے اپنے جامعہ کے اساتذہ کو کبھی چندہ کرنے کے لیے نہیں بھیجا، وہ خود ہی مصارف کی تکمیل کے لیے سال بھر کوشش فرمایا کرتے تھے، ان کا ماننا تھا کہ اساتذہ کا کام تدریس ہے، چندہ کی رسید لے کر دَر دَر کی ٹھوکر کھانا ان کی عالمانہ شان کے منافی ہے، یہ کام انتظامیہ کا ہونا چاہیے، انھوں نے ہمیشہ اپنے اس اصول پر عمل کیا اور جامعہ صمدیہ میں آج بھی اس اصول پر عمل ہوتا ہے۔

ہر سال امتحان سالانہ کے موقع پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور، لکھنؤ، کان پور اور دیگر مقامات سے ممتحنین تقریری امتحان کے لیے تشریف لایا کرتے تھے، امتحان کے دنوں میں آپ جامعہ تشریف لانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے، سفر سے آتے تو ممتحنین کے لیے عمدہ قسم کے ناشتے اور کھانے پینے کی اشیا ساتھ لاتے، فرماتے کہ یہ دین اور علم کی آب یاری کرنے والی شخصیتیں ہیں، ان کی عظمتوں کا ہم لوگوں کو خیال کرنا چاہیے۔ ایک موقع پر ختم بخاری شریف کے لیے ان کے استاذ حضرت علامہ مفتی قدرت اللہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ عرس حافظ بخاری شریف کے موقع پر تشریف لائے، ان کے استقبال کے لیے پھپھوند ریلوے اسٹیشن پر علماے کرام کو گاڑی لے کر بھیجا گیا، لیکن حضرت نیند میں ہونے کی وجہ سے پھپھوند اسٹیشن پر نہیں اتر سکے، گاڑی آگے نکل گئی، حضرت کو معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوئے، فون لگا کر مفتی صاحب سے کہا گیا کہ اس ٹرین کا اگلا اسٹاپ بھرتھنا ریلوے اسٹیشن ہے آپ وہاں اتر جائیں، وہاں سے حضرت مفتی صاحب کو ریسیو کیا گیا۔

جامعہ صمدیہ کے قدیم اساتذہ جو کسی وجہ سے وہاں سے مستعفی ہو چکے تھے، ان کی بھی خبر گیری فرماتے اور ان کو ہر موقع پر یاد رکھتے، جب کسی موقع پر کوئی سابق استاذ پھپھوند شریف پہنچتے تو بہت خوش ہوتے۔ ۲۰۱۶ء میں یہ خادم گورنمنٹ ملازمت کی وجہ سے جامعہ صمدیہ سے مستعفی ہو کر پھپھوند شریف سے کشی نگر آ گیا، ان دنوں حضرت ممبئی کے سفر پر تھے، جامعہ صمدیہ

کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی اور دیگر مخدومین سے ملاقات کر کے نم آنکھوں اور بھیگی پلکوں کے ساتھ وہاں سے رخصت ہو گیا، فون کر کے حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کو اطلاع دینے کی ہمت نہیں ہوئی، مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ جب حضرت سفر سے واپس آئیں گے میں تو انہیں مطلع کر دوں گا۔

حضور حاجی میاں صاحب قبلہ سفر سے واپسی پر جامعہ صمدیہ تشریف لائے تو میرے مستعفی ہونے کی اطلاع ملی، حضرت نے مجھے فون لگایا، سلام ودعا کے بعد فرمایا: ”مولانا آپ چلے گئے“ اور رونے لگے، یہ خادم بھی بہت ضبط کے باوجود اپنے آپ کو روک نہیں سکا، کچھ دیر تک سسکیوں کا تبادلہ ہوتا رہا اور کوئی بات نہیں ہوسکی، میں بمشکل اتنا کہہ سکا کہ حضور بعض مجبوریوں کی وجہ سے مستعفی ہو کر آنا پڑا، لیکن جامعہ صمدیہ، آستانۂ عالیہ اور اپنے مخدومین سے جو میرا قلبی وروحانی تعلق ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا، حضرت نے فرمایا: جامعہ صمدیہ آپ کا ادارہ ہے، یہاں آتے جاتے رہیے گا۔ بحمدہٖ تعالیٰ دس سال ہو گئے، جامعہ صمدیہ اور آستانۂ عالیہ کے تمام مخدومین کی عظمت ومحبت دل میں قائم ہے، اس دوران حضور حاجی میاں صاحب قبلہ سے عقیدت ومحبت کا تعلق قائم ودائم رہا، ان کی نوازشات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اللہ جل شانہ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اساتذہ کا ادب واحترام:

کسی بھی شخصیت کی تعمیر وترقی اور اسے کامیابیوں کی منزل تک پہنچانے میں اساتذہ کا کلیدی کردار ہوتا ہے، اسی لیے کسی شخصیت کی عظمتوں کو سمجھنے کے لیے ان کے اساتذہ کی فہرست پر خاص طور سے نظر ڈالی جاتی ہے، تلامذہ اپنے اساتذہ سے پہچانے جاتے ہیں اور ان کا حوالہ تلامذہ کے تعارف کا ذریعہ ہوتا ہے۔

علمی قحط کے اس دور میں دینی علوم کے متلاشی بھی کمرشیل ہوتے نظر آتے ہیں اور استاذ وشاگرد کا رشتہ صرف درس گاہ تک محدود ہوتا نظر آرہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اساتذہ کے علمی

وروحانی فیضان سے محرومی عام ہے۔ ہمارے اکابر اپنے اساتذہ سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے، ان کے ادب واحترام اور ان کی خدمت کو اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کی بارگاہ کے حد درجہ مؤدب تھے، ان کی خوشنودی کو اپنے لیے باعث خیر وبرکت سمجھتے تھے، ان کا ذکر ہمیشہ ادب واحترام سے کیا کرتے تھے، ان کا ذکر چھڑتا تو چہرہ کھل اٹھتا اور خوشی ومسرت کے آثار نمایاں ہوجاتے، دیر تک ان کا ذکر جمیل فرماتے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس علم کا جو حصہ ہے، یہ سب اپنے اساتذہ کی خدمت اور ان کے ادب واحترام ہی کے صدقے ہے، میرے والد ومرشد نے مجھے یہی تعلیم دی تھی کہ اساتذہ کے ادب واحترام کا ہر حال میں خیال رکھنا، بس میں اسی پر عامل ہوں۔

آپ نے ایک مجلس میں فرمایا:

"مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف کے عہد طالب علمی میں اپنے گھر سے مدرسہ کے سفر پر تھا، بستی میں حضرت مفتی جلال الدین صاحب امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوگئی، حضرت کے ہاتھ میں اٹیچی تھی، میں نے بڑھ کر اٹیچی اپنے ہاتھ میں لے لیا، آپ منع کرتے رہے، لیکن میں نے انہیں بس اسٹینڈ تک پہنچاکر بس میں سوار کردیا، جب آپ بس میں سوار ہوگئے تو بڑے محبت آمیز لہجے میں فرمایا: سید صاحب! میں نے بڑے بڑے عالم وفاضل کو پڑھاکر فارغ کردیا لیکن یہ ادب واحترام کہیں نہیں دیکھا۔"

آپ کے اساتذہ میں عالم باعمل حضرت مفتی قدرت اللہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ، نمونۂ اسلاف حضرت مفتی رحمت اللہ قادری بلرام پوری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم غریب نواز الہ آباد اور استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی مجاہد حسین رضوی مصباحی مدظلہ العالی کو اس خادم نے جامعہ صمدیہ میں تشریف لاتے دیکھا ہے، جب یہ حضرات جامعہ تشریف لاتے تو آپ ان کی تکریم کا خاص خیال فرماتے، یہ جلیل القدر علما بھی آپ کا احترام فرماتے اور بہت محبت سے پیش

آتے۔ در اصل اساتذہ ومشائخ کے ساتھ ادب واحترام کا یہ عمل آپ کے خانوادے کی روایت رہی ہے۔

خوش اخلاقی ومنکسر المزاجی:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی بااخلاق، خوش مزاج، سادگی پسند اور صاف دل تھے، کوئی ظاہری کرّ وفر نہیں تھا، نہ ہی جبہ وقبہ کے عادی تھے، لیکن ان کی شخصیت میں کمال کا رعب تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کے سامنے کوئی بھی ملاقاتی غیر ضروری باتیں نہیں کرتا تھا، وہ تلخ کلامی سے ہمیشہ پرہیز فرماتے تھے، مشکل سے مشکل وقت میں بھی صبر وتحمل سے کام لیتے تھے، ناراض بھی ہوتے تھے تو اپنا عالمانہ وقار بحال رکھتے، غلطیوں پر صَرفِ نظر کرنا ان کا معمول تھا، پانی سر سے اونچا ہوتا تو حکمت وتدبر کے ساتھ تفہیم فرماتے اور معاملات کو باآسانی حل فرمالیتے۔

منکسر المزاجی خانوادۂ صمدیہ مصباحیہ کا ہر دور میں امتیاز رہا ہے، آستانہ عالیہ کے شہزادگان گرامی وقار دنیا کی چکاچوند سے ہمیشہ دور رہے ہیں، وہ لگزری لائف اسٹائل سے دُور رہ کر اپنے مشائخ کرام کے طریقۂ زندگی کو اپنے لیے نمونہ سمجھتے ہیں، رہائش، خورد ونوش، لباس اور دیگر لوازمات زندگی میں سادگی یہاں کے سادات کرام کا امتیاز رہا ہے، خانوادۂ صمدیہ کی عظیم المرتبت شخصیت فرد الوقت حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ علم وروحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، اپنے عہد کے مقبول انام شیوخ طریقت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے، لیکن ان کی سادگی اور منکسر المزاجی کی مثالیں پیش کی جاتی تھیں، اگر کوئی ناواقف شخص ان سے ملتا تو وہ یقین نہیں کرتا کہ یہی اس عظیم علمی ورُوحانی خانقاہ کے وارث وامین ہیں، تصنع اور تکلف کا ان کی ذات میں شائبہ بھی نہیں تھا۔ شہزادۂ اکبر المشائخ حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے اکابر کی رَوش پر تھے، وہ علم وعمل اور خوش اخلاقی کو اپنا ایمانی زیور سمجھتے تھے، ان کی زندگی تکلفات سے پاک تھی، دینی کاموں کی خاطر وہ اپنے لیے کسی خاص اہتمام وانصرام کو

ضروری نہیں سمجھتے تھے، نہ اس کے لیے کسی پروٹوکال کے خواہش مند ہوتے۔ ملنے والے ان کے پاس آتے اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے، ملاقات اگر دینی و مذہبی ضرورتوں کے لیے ہوتی تو پورا وقت عنایت فرماتے۔

جامعہ صمدیہ کے اساتذہ ان سے ملاقات کے لیے پہنچتے تو کافی ہشاش وبشاس نظر آتے، خیریت دریافت فرماتے، مدرسے کے تعلیمی حالات پوچھتے اور اپنے خادم سے فرماتے کہ مولانا حضرات کو چائے پلاؤ، اساتذہ ان کی دعائیں لے کر واپس ہوتے، کوئی استاذ نظر نہیں آتے تو پوچھتے فلاں مولانا صاحب نظر نہیں آرہے، کہاں ہیں؟ کیا پریشانی ہے؟ اگر کسی پریشانی میں ہوتے تو فون لگوا کر ان کا حال معلوم کرتے، یہی معمول مرشد طریقت حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی تھا۔

توکل علی اللہ:

اللہ تعالیٰ پر توکل اللہ والوں کے خاص اوصاف سے ہے، رب تعالیٰ کی رحمت پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اسباب کو اختیار کرنا توکل ہے۔ مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رب کے فضل وکرم پر کامل بھروسہ رکھتے تھے، اسی لیے مشکل سے مشکل مراحل بھی آسانی سے طے کر لیتے تھے، جامعہ صمدیہ کی تعمیر و ترقی میں کئی بار انتہائی مشکل مسائل سے دوچار ہوئے، لیکن وہ ہمیشہ مطمئن نظر آتے۔

دراصل جس روحانی ماحول میں آپ کی نشوونما ہوئی اور جن بزرگوں کے سایے میں آپ پروان چڑھے وہاں ہر ہر قدم پر توکل کی بہاریں تھیں، اس پاکیزہ ماحول میں تربیت پانے والے ہر بچے کو صبر وضبط کی تعلیم دی جاتی تھی، راضی برضائے الٰہی رہنے کا سبق پڑھایا جاتا تھا اور اس پر عمل درآمد بھی کرایا جاتا تھا، آپ کے والد و مرشد حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ توکل کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، انہیں اہل زمانہ سید المتوکلین کہتے تھے۔ مخدومی الکریم حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ آستانۂ عالیہ میں بارہا ایسا بھی ہوا کہ کئی دنوں

تک کھانا نہیں پکا، ایک مرتبہ گھر میں پکنے کے لیے کچھ نہیں تھا، صرف بورے میں کچھ آلو تھے، کئی دنوں تک آستانہ شریف کے سبھی حضرات آلو ہی ابال کر کھاتے رہے اور اللہ کا شکر ادا کیا، لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا، عرس شریف کے لنگر کی بچی ہوئی روٹیاں رکھ لی جاتیں اور جب فاقہ کی نوبت آتی تو انھی روٹیوں کو پانی سے بھگو کر آستانہ کے سبھی لوگ کھاتے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ طریقت کے نقش قدم پر قائم تھے، وہ جب پریشان حال ہوتے تو اپنے مرشد گرامی حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں حاضری دیتے، دعا کی گزارش کرتے اور سارے مسائل حل ہو جاتے۔

حیات اکبر المشائخ میں ہے:

"مخدومی الکریم حضرت علامہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ جامعہ کا تعمیری کام چل رہا تھا، متعدّد مزدور کام میں لگے ہوئے تھے، پھپھوند شریف کے معمول کے مطابق بازار سے ایک دن پہلے مزدوری دینی پڑتی ہے، بازار کو ایک دن باقی تھا، ادھر میرے پاس مزدوروں کو دینے کے لیے کچھ نہیں تھا، میں نے اس صورت حال سے حضرت کو آگاہ کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مزدور مدرسے کے تعمیری کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ کل انہیں مزدوری دینی ہے اور مدرسے کا بجٹ ختم ہو گیا ہے، میری بات سننے کے بعد حضرت نے فرمایا: اللہ انتظام فرمانے والا ہے، حضرت اکثر دعا دیتے ہوئے اسی طرح کا جملہ ارشاد فرماتے تھے، حضرت کے اس جملے نے ڈھارس بندھائی اور میں مطمئن ہو گیا۔ دوسرے روز جامعہ سے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک صاحب حضرت کی پشت کی جانب بیٹھے ہوئے ہیں، وہ مجھے دیکھ کر اٹھ کر آئے اور جامعہ کے لیے پانچ ہزار روپے پیش کیا۔" (حیات اکبر المشائخ، ص:۱۷۹ مولفہ حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مد ظلہ)

بے لوث واعظ و خطیب:

مخدومی الکریم حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک مخلص داعی و مبلغ تھے، آپ نے دعوت و تبلیغ کے تحریر و تقریر دونوں میدانوں میں کام کیا۔ وعظ و خطابت تبلیغ دین کا مؤثر ذریعہ ہے، آپ نے اس میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔

آپ نے ایک انٹرویو میں فرمایا:

"پیر و مرشد حضور اکبر المشائخ قدس سرہ کے حکم سے میں نے خطابت شروع کی، میں ابتدا میں تقریر نہیں کرتا تھا تو ایک دفعہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک آپ تقریر نہیں کریں گے، عوام تک اللہ و رسول کا پیغام کیسے پہنچائیں گے۔ پھر حضرت کے حکم سے میں نے خطاب کرنا شروع کیا، بحمدہٖ تعالیٰ خالص رضائے الٰہی اور اصلاح عوام کی نیت سے کیا، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے درمیان ہماری گفتگو پوری توجہ اور پسند کے ساتھ سنی جاتی رہی ہے۔"

مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کا خطاب نکات سے بھرپور اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوا کرتا تھا، سمجھانے کا انداز نرالا تھا، وہ مسلم سماج میں پھیلی برائیوں پر بے لاگ گفتگو فرماتے تھے، الفاظ اور اسلوب کے انتخاب میں سامعین کے معیار کا خیال رکھا کرتے تھے۔

ایک خاص بات میں نے محسوس کی کہ وہ کسی بھی عنوان پر خطاب سے قبل اس پر تحقیق کرتے، کتب حدیث کی ورق گردانی فرماتے، کتبِ تفسیر کا مطالعہ کرتے اور مکمل اعتماد کے ساتھ خطاب فرماتے۔

آستانۂ عالیہ پھپھوند شریف کی جامع مسجد، حضرت بخاری شاہ آستانہ کی مسجد اور پھپھوند شریف کی مجالس میں خطاب کے علاوہ متعدد شہروں میں آپ کا خطاب ہوتا اور لوگ آپ کے بیانات سے مستفید ہوتے۔ ان کا خطاب خالص اصلاح حال کے لیے ہوتا، نہ تو نام و نمود کی خواہش ہوتی اور نہ ہی کوئی اور مقصد، بس ایک شوق تھا کہ پیغام اسلام عام ہو جائے اور مسلمان

اسلام کے احکام پر عمل کرنے لگیں۔

آپ کے خطبات محفوظ کیے جاتے تو ایک بڑا سرمایہ ہوتا، آپ کے ایک خطاب کو آپ کے شہزادۂ گرامی مخدوم والاتبار حضرت علامہ غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ نے **”مفصل تقریر پُر تنویر“** کے نام سے جامعہ صمدیہ کے استاذ حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی زید شرفہ سے مرتب کرا کر شائع کیا ہے، جس سے آپ کا اسلوب خطاب سمجھا جاسکتا ہے۔ رب ذوالجلال حضور حاجی میاں صاحب کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

مرشد گرامی علیہ الرحمۃ کے معتمد تھے:

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد و مرشد حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہیتے اور معتمد تھے، انہیں آپ کی صلاحیتوں پر اعتماد تھا، اس لیے جامعہ صمدیہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھوں میں دی، آستانہ شریف کے اہم تعمیری کام آپ کے سپرد فرمائے، آپ کی کارکردگیوں پر خوش رہا کرتے تھے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ حضور حاجی میاں صاحب قبلہ بھی اپنے والد و مرشد گرامی سے حد درجہ محبت فرماتے تھے، ان کی خوشی و رضا کے لیے ہر ممکن کوشش فرماتے، ان کی دعائیں لیتے، جامعہ صمدیہ میں کسی بھی کام کا افتتاح ہوتا تو سب سے پہلے آپ کی بارگاہ میں پہنچ کی اطلاع دی جاتی، اجازت لی جاتی، اور دعاؤں کی گزارش کی جاتی، حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمہ برکت کی دعا فرماتے اور کام بحسن و خوبی اختتام تک پہنچتا۔

بزرگان دین سے عقیدت و محبت:

بزرگان دین سے محبت دراصل اُن اقدارِ صالحہ، اخلاقِ حسنہ اور روحانی انوار سے وابستگی کا نام ہے جو انسان کے باطن کو سنوار دیتے ہیں۔ اولیاے کرام اور صالحینِ امت سے قلبی تعلق انسان کے دل میں ادب، خشیت، اتباعِ سنت اور محبتِ الٰہی کے چراغ روشن کرتا ہے۔ یہی وہ پاکیزہ نسبت ہے جو انسان کو گناہوں کی تاریکی سے نکال کر نیکی، اخلاص اور معرفت کی شاہ راہ پر

گام زن کرتی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں صالحین کی صحبت اور اُن سے محبت کو نجات و سعادت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: "المرء مع من أحب" یعنی آدمی قیامت کے دن اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ بزرگوں کی محبت محض اظہار عقیدت کا نام نہیں بلکہ اُن کے نقوشِ قدم پر چلنے، اُن کے اخلاق اپنانے اور اُن کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کا عہد بھی ہے۔ جن دلوں میں اہلِ اللہ کی محبت بس جاتی ہے وہاں تکبر کی جگہ عاجزی، نفرت کی جگہ محبت اور غفلت کی جگہ یادِ الٰہی پیدا ہو جاتی ہے، اور یہی محبت انسان کے لیے دنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی کا وسیلہ بنتی ہے۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ مشائخِ طریقت سے سچی محبت کرنے والے، بزرگوں کے جاں نثار اور اپنے مرشد گرامی کے شیدا تھے۔ آپ کے قلب و نگاہ میں مشائخ کرام کی محبت اس طرح رچی بسی تھی کہ آپ کی گفتگو، نشست و برخاست اور طرزِ زندگی سے ہر لمحہ اس نسبتِ عالیہ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ اولیاے کاملین کے تذکروں سے آپ کو غیر معمولی شغف تھا، اور جب کبھی دربارِ غریب نواز کا ذکر آتا تو آپ کی آنکھیں عقیدت و محبت سے جھک جاتیں۔ آپ مشائخِ چشت کے اخلاق، انکسار، خدمتِ خلق اور عشقِ رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھتے تھے اور اسی رنگ کو اپنے متعلقین و محبین میں منتقل کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔

حضرت سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ روحانی تعلق محض رسمی عقیدت تک محدود نہ تھا بلکہ اس کے اثرات آپ کی پوری حیات پر نمایاں تھے۔ آپ کی شخصیت میں نرمی، شفقت، تواضع اور انسان دوستی کی جو دل آویز کیفیت دکھائی دیتی تھی، وہ دراصل اسی فیضان چشت کی جھلک تھی۔ خانقاہی روایات کی پاس داری، بزرگانِ دین کے آداب کا لحاظ، اور اہلِ محبت کی توقیر آپ کا نمایاں وصف تھا۔

حافظ بخاری حضرت خواجہ سید شاہ عبد الصمد چشتی مودودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ لگاؤ رکھتے تھے اور اس نسبت پر فخر کیا کرتے تھے، اس در کی جاروب کشی اور غلامی کو اپنی نجات

کا ذریعہ سمجھتے تھے، انھوں نے اپنے اس شعر میں اسی خیال کا اظہار فرمایا ہے:

سر محشر ملے گا دامن عبد الصمد ہم کو
عقیدہ ہے یہی اپنا یہی ایماں ہمارا ہے

اپنے والد و مرشد اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے گہرا لگاؤ تھا، ان کے اشارۂ ابرو پر جاں نچھاور کرتے، اپنی تمام تر حصول یابیوں کو ان کا فیضان سمجھتے اور ان کے وسیلے کو اپنے اعمال کی قبولیت کا ذریعہ سمجھتے، انھوں اپنے ایک شعر میں اس پر روشنی ڈالی ہے:

بفیض حضرت اکبر ہوا مقبول حج انور
ملا مقبولیت کا تم کو جو مژدہ مبارک ہو

سلطان الہند، عطاے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے، آپ کو اس دیار محبت میں قلبی سکون ملتا تھا، اپنے غموں کے مداوا کے لیے اسی بارگاہ ناز پر حاضر ہوتے۔ حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نے بتایا کہ حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد سے مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رہا کہ عید کی نماز حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ادا فرماتے اور بعد نماز عید بارگاہ غریب نواز میں یوں عرض گزار ہوتے:

"حضور آج عید کا دن ہے، عیدی لینے کے لیے یہ غلام حاضر ہے، یہ غلام ایک دینی ادارہ چلاتا ہے، نظر کرم ہو جائے تو کام بن جائے۔ حضور حاجی میاں صاحب قبلہ بیان فرماتے تھے کہ "خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کے دریا کے سے ایسی عیدی ملتی ہے کہ پورے سال مدرسہ شان وشوکت کے ساتھ چلتا ہے، کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں آتی۔"

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگان دین خصوصاً مشائخ چشت کے ملفوظات سے خاص لگاؤ تھا، ملفوظات پر مشتمل کتابوں کا دل چسپی کے

ساتھ مطالعہ فرماتے، نادر و نایاب ملفوظات کو اپنی لائبریری جمع کرنے کا اشتیاق رکھتے۔ مشائخ چشت کے متعدّد ملفوظات کے مجموعے جامعہ صمدیہ کی لائبریری میں آپ نے منگواکر رکھوائے تھے، وقت ضرورت انھیں طلب فرماتے اور ان کا مطالعہ فرماتے۔ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری (م:۷۸۲ھ) کے ملفوظات کا مجموعہ ''مخ المعانی'' کا ایک قلمی نسخہ خانقاہ منعمہ پٹنہ میں تھا، آپ نے کوشش کر کے وہ قلمی نسخہ حاصل فرمایا اور ''تاج الفحول لائبریری'' میں رکھوایا۔

باب چہارم

خدمات اور کارنامے

تدریسی خدمات:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ تمام تر کمالات کے ساتھ ایک اچھے مدرس بھی تھے، تفہیم بڑی اچھی تھی، مشکل سے مشکل اسباق کو آسانی سے سمجھانے پر قدرت رکھتے تھے، ان کا یہ حسن تفہیم ان کی تدریس کے ساتھ ان کی تقریروں میں بھی نمایاں تھا، وہ زمانۂ طالب علمی ہی میں بعض کتابوں کا درس دیا کرتے تھے، فراغت کے بعد جب مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کی نظامت سنبھالی تو یہاں وہ ناظم محض نہیں تھے، بلکہ بعض کتابوں کا درس بھی دیا کرتے تھے، اسی کے ساتھ منتہی درجات کے طلبہ کو ''تصریح'' کا درس دیا کرتے تھے۔ جامعہ صمدیہ کی نظامت کے ابتدائی زمانے میں بھی بعض درجات کی کتابوں کا درس دیتے تھے، لیکن جوں جوں انتظامی مصروفیات بڑھیں تدریس کا سلسلہ کم ہوتا گیا اور پھر منقطع ہوگیا۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ''مجھے تدریس کا بڑا شوق تھا، لیکن انتظام وانصرام کی ذمے داریوں نے مجھے تدریس سے دور کر دیا''۔

مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کی نظامت:

علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ نے عملی میدان میں قدم رکھا، تو سب سے پہلے مدرسہ قادریہ بدایوں کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر بے پناہ قائدانہ صلاحیت ودیعت فرمائی تھی، صبر و ضبط، فکر و تدبر اور معاملہ فہمی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے اپنے دورِ نظامت میں مدرسہ قادریہ بدایوں میں علمائے کرام کی ایک ایسی ٹیم جمع کرلی تھی جن میں ہر ایک اپنے علم و عمل میں ممتاز تھے۔ امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ، جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ قادری بلرام پوری، مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن مضطرؔ رضوی، عالم جلیل مناظر اہل حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی، حضرت مولانا قاضی شہید عالم رضوی دام ظلہم العالی اس وقت مدرسہ قادریہ کے اساتذہ میں تھے۔ آپ کی حسن نظامت نے مدرسہ عالیہ قادریہ

میں تعلیم وتربیت کا ایک خوش گوار ماحول قائم کر دیا تھا، یہ اس ادارے کا ایک یادگار عہد تھا۔

جامعہ صمدیہ کا قیام اور عہدۂ نظامت:

جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف پہلے "مدرسہ فیوض صمدیہ" کے نام سے آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف کے احاطے میں چلتا تھا۔ جامعہ صمدیہ کے قیام کے پس منظر کے سلسلے میں مخدوم گرامی حضرت علامہ سید اظہر میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف نے فرمایا کہ:

"والد گرامی و مرشدی الکریم، فردالوقت اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہم تین بھائیوں کو حصول علم کے لیے تلمیذ صدر الشریعہ حضرت علامہ مبین الدین محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا، کچھ دنوں یہاں تحصیل علم کرنے کے بعد ہم دو بھائی یعنی حضرت مفتی سید اطہر میاں چشتی اور فقیر (مخدوم گرامی حضرت سید اظہر میاں صاحب قبلہ) بھوج پور مراد آباد مولانا معین الدین صاحب کے پاس چلے گئے۔ جب کہ برادر گرامی حضرت علامہ سید انور میاں چشتی نور اللہ مرقدہ حضرت علامہ مبین الدین امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہ گئے۔ ہم دونوں نے کچھ دنوں وہاں تعلیم حاصل کی، تھوڑے عرصے بعد مولانا معین الدین صاحب ہم دونوں بھائیوں اور اپنے چند تلامذہ کو لے کر آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف پہنچے، حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مقصد سفر کے بارے پوچھا تو مولانا معین الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے صاحب زادگان اور اپنے چند شاگردوں کو لے کر حاضر ہوا ہوں، چاہتا ہوں کہ یہیں رہ کر ان حضرات کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھوں، حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمہ نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی اور یہیں تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا، بعد میں باضابطہ مدرسے کا قیام عمل میں آیا، جس میں حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ قادری

بلرام پور دام ظلہ العالی اور حضرت مفتی محمد مجاہد حسین رضوی مد ظلہ العالی جیسے جید علما نے تدریسی فرائض انجام دیے۔"

۱۳۹۹ھ میں مرشد طریقت، فرد الوقت، عارف باللہ ، اکبر المشائخ علامہ سید شاہ محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں جامعہ صمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ حضور اکبر المشائخ نے جامعہ صمدیہ کی نظامت و قیادت کی ذمے داری اپنے قابل فخر فرزند حضرت علامہ سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو سونپی، آپ نے اپنے والد و مرشد کے حکم کے مطابق اس ادارے کی ذمے داریاں سنبھال لیں اور نہایت اخلاص و لگن کے ساتھ جامعہ کی تعمیر و ترقی میں شب و روز مصروف عمل رہے۔

جامعہ صمدیہ کے لیے آپ کی مخلصانہ جدوجہد اور اس ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے آپ کی جاں فشانیوں کا نتیجہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل جس ادارے نے درجۂ حفظ کے چند طلبہ کی تعلیم سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا تھا، آج ایک معیاری درس گاہ کی حیثیت سے معروف ہے اور علم وادب کا ایک شہر بس گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ فکر و خیال سے نوازا تھا، آپ کا منشا تھا کہ جامعہ صمدیہ ایک ایسا مثالی ادارہ ہو جس کا ہر فارغ دین کا سچا خادم بنے، تعلیم کے ساتھ تربیت کے زیور سے بھی آراستہ ہو، علم کے ساتھ عمل کا بھی خوگر ہو، آپ اکثر جامعہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ سے فرمایا کرتے تھے کہ میرا مقصد طلبہ کی بھیڑ اکٹھا کرنا نہیں ہے، جامعہ میں چند ہی طلبہ کیوں نہ ہوں، لیکن انہیں علم کے ساتھ ساتھ عمل کا بھی پیکر ہونا چاہیے۔ وہ اپنے اس عزم میں بہت حد تک کامیاب رہے، علمی قحط کے اس دور میں بھی جامعہ صمدیہ میں تعلیم و تربیت کا عمدہ نظام قائم ہے اور یہاں کے فارغین دینی و علمی مزاج رکھتے ہیں۔

آپ کے عہد سربراہی میں جامعہ صمدیہ کی سہ منزلہ عالی شان عمارت کی تعمیر کا کام تکمیل تک پہنچا۔ عظیم الشان خواجہ بندہ نواز ہال اور تاج الفحول لائبریری کی تعمیر ہوئی، تاج الفحول لائبریری میں مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابوں کا ذخیرہ جمع کرنا بھی آپ کا ایک اہم کارنامہ

ہے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ چوں کہ خود بھی عالم وفاضل اور ایک تجربہ کار استاذ تھے، اس لیے علما واساتذہ کی اہمیت خوب سمجھتے تھے، جامعہ صمدیہ کے اساتذہ کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے، حصول یابیوں پر خوش ہوتے اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

معاملات میں شفافیت اور اصول پسندی ان کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ کے تحت چلنے والے اداروں میں لاکھوں کا آمد و خرچ تھا، لیکن حساب وکتاب میں کہیں بھی کوئی پیچیدگی نہیں ہوتی، ہر سال سالانہ عرس حافظ بخاری کے موقع پر سال بھر کے آمد و خرچ کا حساب قوم کے سامنے پیش کرتے تھے۔

اپنے جامعہ کے اساتذہ وطلبہ کے وقار وعظمت کا وہ ہر حال میں خیال رکھتے، انھوں نے کبھی کسی استاذ کو چندے کے لیے نہیں بھیجا، اور نہ عام مدرسوں کی طرح کسی طالب علم کو رسید تھمائی۔ ان کا نظریہ تھا کہ اساتذہ کا کام تعلیم وتدریس ہے نہ کہ ان سے زبردستی چندہ کروانا۔ اخراجات کا سارا انتظام خود ہی دیکھتے تھے لیکن کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی مدرس کی ایک مہینے کی تنخواہ بھی ادا کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہو، بسا اوقات قرض کی بھی نوبت آتی، لیکن مقررہ وقت پر اساتذہ کو تنخواہ ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش فرماتے، بلکہ ضرورت کے وقت اساتذہ پیشگی تنخواہیں بھی لے لیا کرتے تھے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل شعبے قائم فرمائے اور یہ تمام شعبے متحرک وفعال رہے۔

شعبۂ درس نظامی:

اس شعبے کے تحت درجۂ اعدادیہ تا فضیلت کی تعلیم کا ہمیشہ معقول انتظام رہا، آپ نے اس شعبے کو مستحکم بنانے کے لیے باصلاحیت اساتذہ کی ایک مضبوط جماعت کا انتخاب فرمایا تھا،

صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کی بابرکت صدارت اور تمام اساتذہ کی محنت وکاوش سے تعلیم وتربیت کا ایک خوش گوار ماحول قائم ہوا، اس شعبے سے علما کی متعدد جماعتیں فارغ ہو کر دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

شعبۂ تربیت افتا:

۲۰۰۹ء میں مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد انور چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ شعبۂ تربیت افتا قائم فرمایا۔ جس میں اہل سنت کے کسی معتمد ادارے کے فارغین کا داخلہ لے کر فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اس شعبے کی تمام تر ذمے داریاں جامعہ کے سربراہ اعلیٰ، مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ کے صدر المدرسین وشیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کے سپرد فرمایا تھا، درجنوں فارغین مدارس نے اس شعبے سے فقہ وافتا کی تربیت حاصل کر کے سند افتا حاصل کی اور اب وہ مختلف علاقوں میں دار الافتا کی ذمے داریاں سنبھال رہے ہیں۔ جامعہ صمدیہ کے شعبۂ تربیت افتا کے طلبہ کے فتاویٰ کا مجموعہ بنام "تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ (۱۴۳۵ھ) کئی جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

شعبۂ حفظ وقراءت:

جامعہ صمدیہ کا ایک اہم شعبہ ہے، جس میں داخلے کے لیے قرب وجوار اور دُور دراز علاقوں سے کثیر طلبہ آتے ہیں، منتخب طلبہ ہی اس شعبے میں داخلہ کے مُجاز ہوتے ہیں، یہاں سے فارغ ہونے والے حفاظ ملک کے مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

حنفی دار الافتا:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی دار الافتاء کے نام سے باضابطہ دار الافتاء قائم فرمایا تھا، جس کے ذریعہ پورے علاقے کی دینی وشرعی

ضرورتوں کو پورا کیا جاتا رہا ہے۔ جامعہ صمدیہ کا یہ شعبہ قوم وملت کی دینی ومذہبی ضرورتوں کی تکمیل کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

امام غزالی کمپوٹر ٹریننگ سینٹر:

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کمپیوٹر کی بھی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں، تاکہ وہ اس جہت سے بھی مضبوط ہو جائیں اور وہ دینی ودنیاوی میدانوں میں کسی سے پیچھے نہ رہیں، اسی خیال کے پیش نظر انھوں کے امام غزالی کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر قائم فرما کر جامعہ صمدیہ کے طلبہ کو کمپیوٹر کی مفت تعلیم کا سنہرا موقع عنایت فرمایا۔

تاج الفحول لائبریری:

کسی بھی ادارے میں علمی وتحقیقی کام کرنے کے لیے مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ جامعہ صمدیہ میں ایک عظیم لائبریری کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ ذاتی طور پر بھی مطالعۂ کتب کے عادی تھے، اسی ذوق نے انہیں جامعہ میں ایک عظیم الشان لائبریری کے قیام کے لیے خاص طور سے مہمیز کیا، جامعہ کی مرکزی بلڈنگ کی دوسری منزل میں 200x85 کے ایک ہال کو لائبریری کے لیے مختص کیا، تاج الفحول لائبریری کے اس ہال میں چار چار خانوں پر مشتمل ۹۲/ الماریاں ہیں۔ جامعہ کی لائبریری میں پہلے ہی سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں موجود تھیں، تاج الفحول لائبریری کے قیام کے بعد مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کرلیا گیا ہے اور مزید کتابوں کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے۔

شعبہ نشرواشاعت:

جامعہ صمدیہ کا ایک اہم شعبہ، شعبۂ نشرواشاعت بھی ہے، جس کے تحت دینی ومذہبی لٹریچر کی اشاعت کا کام انجام پاتا ہے، اب تک متعدد اہم کتابیں اس شعبے سے شائع ہوچکی

ہیں۔ ملفوظ مصابیح القلوب، تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ کی متعدّد جلدیں۔ درس حدیث مع شرعی سوالات و جوابات، اربعین احادیث، ناسور وہابیت، فتاویٰ مصباحیہ، ضیاے حدیث وغیرہ کتابیں اسی شعبے کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔ جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ کا قیام:

دینی و عصری تعلیم کی اشاعت اور وسیع پیمانے پر دینی خدمات انجام دینے کے لیے ۲۰/ ستمبر ۱۹۹۳ء کو آستانہ عالیہ صمدیہ کے زیر اہتمام انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ (رجسٹرڈ) کا قیام عمل میں آیا۔ اس انجمن کے ذریعہ دین کی بڑی اہم خدمات انجام پارہی ہیں۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ (رجسٹرڈ) کے سربراہ بھی تھے، اس انجمن کے زیر اہتمام جامعہ صمدیہ کے علاوہ اور بھی تین ادارے، صمدیہ ہائی اسکول، فیوض صمدیہ جونیر ہائی اسکول اور مکتب اسلامیہ چل رہے ہیں، ان تمام اداروں کی نگرانی اور ان کا انتظام وانصرام آپ ہی فرماتے تھے۔ آپ کے بیشتر اوقات ان اداروں کی مالی ضروریات کی تکمیل کے لیے سفر میں گزرتے تھے، علالت ونقاہت کا خیال کیے بغیر ہمہ دم تگ و دو میں لگے رہتے تھے، آپ کے بے پناہ اخلاص کے نتیجے میں انجمن چشتیہ مصباحیہ کے زیر اہتمام یہ تمام ادارے پوری شان و شوکت کے ساتھ چل رہے ہیں، اور دینی و عصری علوم کا فروغ ہو رہا ہے۔

تعلیمی وتربیتی کیمپ کا انعقاد:

تعلیمی وتربیتی کیمپ جس میں عقائد و معمولات اہل سنت کی وضاحت کے ساتھ طہارت، نماز، روزہ، حج، زکات، تجہیز وتکفین اور تدفین کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور ہر نشست کے اخیر میں عنوان سے متعلق سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے، مخدوم گرامی حضرت علامہ سید شاہ انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک کیمپ کا آغاز مرشد برحق، عارف باللہ، اکبر

المشائخ حضرت علامہ سید شاہ محمد اکبر میاں چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی سرپرستی میں انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ کے زیر اہتمام شروع فرمایا، پہلی بار ۲۰۰۰ء میں جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف شریف میں تعلیمی و تربیتی کیمپ کا آغاز ہوا، اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا، حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی تربیت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ تعلیمی و تربیتی کیمپ کا سلسلہ بڑا کام یاب ہوا، لوگوں نے اس سے نماز روزے اور دیگر ضروریات زندگی کے مسائل سیکھے اور بڑی دل چسپی کا مظاہرہ کیا، پھر یہ سلسلہ دراز ہوتا گیا، پھپھوند شریف کے بعد ملک کے مختلف علاقوں میں تعلیمی و تربیتی کیمپوں کا انعقاد ہوا، جس میں اٹاوہ، اوریّا، اجیتا پور، جھانسی، الجامعۃ العربیہ مصباح العلوم بھوگنی پور، کالپی شریف، راٹھ، اورئی، گوالیر، جوگیشوری ممبئی وغیرہ کے کیمپ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

حج تربیتی کیمپ کا انعقاد:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے قرب وجوار کے اضلاع سے سفر حج پر تشریف لے جانے والے عازمین حج کی عمدہ تربیت و رہ نمائی کے لیے انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کے زیر اہتمام ''حج تربیتی کیمپ'' کا سلسلہ شروع فرمایا تھا، یہ دوروزہ کیمپ ہر سال شوال المکرم کے دوسرے عشرے کی ابتدائی تاریخوں میں پابندی کے ساتھ لگتا ہے، یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ اس تربیتی کیمپ میں عازمین حج متعدّد اضلاع سے کثیر تعداد میں تشریف لاتے ہیں، جن کی ضیافت اور قیام کا معقول انتظام جامعہ صمدیہ میں ہوا کرتا ہے۔ دوروزہ تربیتی کیمپ میں تربیت و رہنمائی کا فریضہ جامعہ صمدیہ کے سابق شیخ الحدیث و صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ انجام دیتے ہیں۔ مفتی صاحب قبلہ حج کے فرائض وواجبات اور سنن و مستحبات کے ساتھ مکۃ المکرمہ میں مقامات مقدسہ کی حاضری کے آداب، مدینۃ المنورہ میں روضۂ رسول ﷺ پر حاضری اور مقامات متبرکہ کی زیارت کے آداب بڑے

والہانہ انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

ارکان حج کی ادائیگی کے حوالے سے خصوصی تربیت دی جاتی ہے اور کعبہ شریف کا ایک بڑا ماڈل رکھ کر طواف کا طریقہ سکھایا جاتا ہے، احرام باندھنے کا طریقہ، صفاو مروہ کی سعی، منیٰ ومزدلفہ اور جمرات وغیرہ کے بارے میں ایک ایک چیز پر روشنی ڈالی جاتی ہے، مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے سفر میں پیش آنے والے مسائل ومشکلات کے سلسلے میں بھی خاص رہ نمائی ہوتی ہے، تاکہ حجاج کرام کو دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ عازمین حج کے لیے سوالات کا سیشن بھی رکھا جاتا ہے، جو باتیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں انہیں پوچھنے کی پوری اجازت ہوتی ہے۔ اس دوروزہ نشست میں شرکت کر کے حجاج کرام پُر اعتماد اور مطمئن نظر آتے ہیں۔ یقیناً یہ مخدوم گرامی حضرت حاجی میاں نور اللہ مرقدہ کی عظیم خدمت ہے، جس کا بہتر اجر انہیں ضرور ملے گا اور جب تک حجاج کرام کی خدمت ورہ نمائی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا، ان کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

آپ کی علالت ونقاہت کے بعد سے کیمپ کے انعقاد کی ذمے داریاں آپ کے صاحب زادے مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد چشتی دام ظلہ العالی قاضی ضلع اوریّا وناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نبھار ہے ہیں۔

اشاعت حدیث:

احادیث نبویہ کی اشاعت نہایت عظیم دینی خدمت، باعث سعادت اور ذریعۂ نجات ہے، کیوں کہ احادیث مبارکہ ہی قرآن کریم کی تشریح اور اسلامی زندگی کی عملی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی احادیث کو دوسروں تک پہنچانے والوں کے لیے خصوصی دعا فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَبَلَّغَہُ کَمَا سَمِعَہ

یعنی ”اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور جیسے سنی ویسے ہی

دوسروں تک پہنچادی۔"(سنن ترمذی، کتاب العلم)

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

"میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی بات ہو۔" (صحیح بخاری)

اشاعتِ حدیث دراصل سنتِ نبویہ کی حفاظت، دین کی نشر و اشاعت اور امت کی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے۔ جو شخص اخلاص کے ساتھ احادیثِ مبارکہ کو عام کرتا ہے، وہ صدقۂ جاریہ کا مستحق بنتا ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے لوگ دین سیکھتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اسی عظیم مقصد کے لیے محدثین عظام نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ صحیح احادیث کو احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ آگے پہنچائے تاکہ سنتِ رسول ﷺ زندہ رہے اور معاشرہ دین کی روشنی سے منور ہو۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث کی ترویج و اشاعت سے خاص دل چسپی تھی، وہ اپنے خطبات میں اکثر حدیثیں بیان کرتے تھے، کتب احادیث کا اکثر مطالعہ فرماتے، اصلاح و موعظت سے متعلق احادیث کو اپنی نوٹ بک میں نوٹ بھی فرمالیتے، انھوں نے اپنے جامعہ کی لائبریری میں کتب احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ جمع فرمایا، وہ چاہتے تھے کہ حدیث کا پیغام قوم کے ایک ایک فرد تک پہنچے، خاص طور سے مسلم نوجوانوں کو بھی ارشادات مصطفی ﷺ کی برکتیں ملیں اور ان احادیث طیبہ پر عمل کرکے وہ اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کریں، اسی مقصد خیر کے تحت وہ ہر جمعہ کو ایک حدیث پاک مع ترجمہ کمپوز کرا کر تقسیم کیا کرتے تھے، صحیحین اور دیگر کتب حدیث سے حدیث شریف کا خود انتخاب فرماتے، اس پر اعراب لگاتے، اردو ترجمہ کرکے اس خادم کو عنایت فرماتے تاکہ اسے کمپیوٹر کے ذریعہ مزین کرکے تقسیم کے لیے تیار کیا جائے، آپ اکثر سفر پر ہوتے تھے، لیکن اس سلسلے کو منقطع نہیں ہونے دیتے، جب بھی جامعہ تشریف لاتے کئی ہفتوں کی حدیثیں منتخب فرمادیتے اور اسے تیار کرکے اپنی فائل میں رکھ لیتے۔

جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ کسی خادم کو حکم فرماتے کہ آستانہ شریف کے صدر دروازے پر کھڑے ہوکر ان صفحات کو تقسیم کریں، اپنی تقریروں میں نوجوانوں کو ان احادیث کو یاد کرنے کی رغبت دلاتے، اس کی عظمت وفضیلت بتاتے، اور ان پر عمل کی بھی تاکید فرماتے، یہ سلسلہ ایک عرصے تک پابندی سے جاری رہا، یوں بھی آپ جس کام کو شروع فرمادیتے اسے نامکمل چھوڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔

مخدوم گرامی مرتبت شہزادۂ اکبر المشائخ حضرت علامہ مفتی سید محمد اطہر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ (وصال: ۱۴۴۶ھ/ ۲۰۲۴ء) کے حجرے میں ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ اساتذۂ جامعہ صمدیہ آپ سے ملاقات اور فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے، حضرت مفتی میاں صاحب قبلہ اساتذۂ کرام سے بڑی محبت فرماتے، حال احوال پوچھتے، خوش طبعی بھی فرماتے اور متعدّد موضوعات پر تبادلۂ خیال بھی ہوتا۔ آپ تقسیم احادیث کے اس سلسلہ سے بہت خوش تھے، ایک بار اساتذۂ جامعہ سے فرمایا کہ اگر تقسیم کی جانے والی احادیث میں سے چالیس احادیث کا مجموعہ شائع ہو جائے تو بہت اچھا رہے گا۔ اساتذۂ جامعہ نے آپ کے اس خیال سے اتفاق کیا، اور اس کا تذکرہ جامعہ کے صدر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی اور مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انورؔ میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا، حضرت نے اس رائے کو پسند فرمایا اور ۴۰/ احادیث کا ایک مجموعہ مع ترجمہ وتشریح مرتب کرنے کا فیصلہ فرمالیا، جو احادیث بعد نماز جمعہ تقسیم کی جاتی تھیں اس میں صرف متن حدیث اور اس کا اردو ترجمہ ہوتا تھا، بعد میں جب اسے کتابی شکل میں لانے کا ارادہ ہوا تو مختصر توضیح وتشریح کا اضافہ کیا گیا اور "بعنایت الٰہی اربعین احادیث (۱۴۳۶ھ)" کے نام سے یہ مجموعہ ۲۰۱۵ء میں منظر عام پر آیا۔

حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پیش لفظ میں رقم طراز ہیں:

"بندۂ ناچیز نے پھپھوند شریف وقرب جوار میں اصلاحِ عقائد واعمال کی تحریک چلا رکھی ہے، جس کے تحت ماہانہ اصلاحی اجلاس ہوا کرتے ہیں، مرد اور خواتین کے لیے

الگ الگ اجلاس کا اہتمام ہوتا ہے۔ ان اصلاحی مجالس میں خطاب کے لیے خاص طور سے آیات قرآنیہ کی تفاسیر اور احادیث نبویہ کی تشریحات کا سہارا لیا جاتا ہے، آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کی جامع مسجد میں بھی جمعہ کے خطبات میں احادیث کی روشنی میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اصلاحی گفتگو کی جاتی ہے۔ ان اصلاحی خطبات کے دوران مجھے محسوس ہوا کہ ہماری قوم اپنے آقا علیہ السلام کے ارشادات سے یکسر غافل اور احادیث نبویہ کے فیوض وبرکات سے محروم ہے، اسی خیال کے پیشِ نظر میں نے ہر جمعہ کو ایک حدیث پاک کو کمپوز کرا کے مصلیوں کے درمیان تقسیم کرنا شروع کیا، الحمدللہ اس پیش رفت کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور نوجوان طبقے نے اس سلسلے میں خاص دل چسپی دکھائی، بہت سارے نوجوانوں کو متعدّد احادیث متن اور ترجمہ مع حوالہ یاد ہوگئیں۔ یہ مبارک سلسلہ اب بھی جاری ہے، اب تک چالیس حدیثیں تقسیم ہو چکی ہیں۔

جامعہ صمدیہ کے اساتذہ حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی، حضرت مولانا محمد ساجد رضا مصباحی، حضرت مولانا امیر الحسن چشتی وغیرہ نے ۲؍شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲؍مئی ۲۰۱۵ء بعد نماز جمعہ یہ رائے پیش کی کہ اگر ان احادیث کو اردو، ہندی زبانوں میں ترجمہ وتشریح کے ساتھ شائع کر دیا جائے تو یہ ایک مفید کام ہو گا۔ ان حضرات کی یہ رائے مناسب تھی، میں نے ارادہ کیا کہ چالیس حدیثیں تقسیم ہو جائیں تو انہیں ترجمہ وتشریح کے ساتھ کتابی صورت دے دی جائے گی، اس طرح یہ قوم کے لیے بھی ایک بیش بہا تحفہ ہو گا اور نبی رحمت ﷺ نے چالیس حدیثوں کے حفظ ونقل پر جو عظیم بشارت دی ہے اس کا بھی مستحق ہو جاؤں گا۔

چالیس احادیث کا یہ مجموعہ جس کا تاریخی نام میں نے ”بعنایت الٰہی اربعین احادیث ۱۴۳۶ھ“ اور سن عیسوی کے اعتبار سے تاریخی نام ”داعی راہِ حق منتخب احادیث ۲۰۱۵ء“ تجویز کیا ہے، یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش ہے، اس کی ترتیب کا کام

حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی استاذ جامعہ صمدیہ نے انجام دیا ہے، اور ہندی زبان میں ترجمے کا اہم کام جناب ماسٹر الحاج محمد اعجاز چشتی صاحب بیلہا پوری نے نہایت اخلاص کے ساتھ انجام دیا ہے، ہندی کمپوزنگ عزیزی محمد راشد چشتی سلمہ نے کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں احادیث نبویہ کے فیوض و برکات سے مالامال کرے، آمین بجاہ حبیبہ الکریم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔"

یہ کتاب اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں ایک ساتھ شائع ہوئی اور بحمدہ تعالیٰ ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔

اشاعت حدیث کا سلسلہ تاحیات جاری رہا، پہلے احادیث کریمہ کاغذ پر پرنٹ لے کر تقسیم کیے جاتے تھے، بعد میں واٹسپ اور ٹیلی گرام کا چلن زیادہ ہوا، تو آپ نے احادیث کی ترسیل کا سلسلہ سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر شروع فرمایا، روزانہ ایک حدیث پاک اردو، ہندی ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ گروپ اور پرسنل پر ارسال فرماتے، نیچے "طالب دعاے مغفرت محمد انور چشتی پھپھوند شریف" لکھا ہوتا، آپ کئی سالوں تک علالت کے شکار رہے، ان ایام میں بھی ترسیل حدیث کا یہ سلسلہ بند نہیں ہوا، آپ نے ان احادیث کو بھی کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا، چنانچہ ان کی کاپی حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کو نظر ثانی کے لیے عطا فرمائی، آپ نے حوالوں کی تخریج وغیرہ کا کام کرایا اور نظر ثانی فرمائی۔ ربیع الاول شریف ۱۴۴۷ھ میں عرس رفیقی کے موقع پر ۱۶۸ر صفحات پر مشتمل یہ اہم کتاب "ارشادات رسول انور" کے نام سے منظر عام پر آئی، یہ نام جماعت اہل سنت کے عبقری محقق اور عالم ربانی خیر الاذکیا، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا تجویز کردہ ہے۔

حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی دام ظلہ العالی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنی تقریظ میں رقم طراز ہیں:

"رب کریم نے حضرت حاجی میاں کو تحریر و تصنیف کی صلاحیت سے نوازا ہے،

اس کا عملی ثبوت خود یہ کتاب ہے، جو اس وقت ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، یہ کتاب علالت و ضعف کے عالم میں آپ کے قلم زر نگار سے معرض تحریر میں آئی، دراصل اس زمانے میں آپ کا معمول یہ رہا کہ حدیث کی معتبر اور مستند کتابوں سے کوئی ایک حدیث منتخب فرما کر با محاورہ ترجمہ کے ساتھ نیٹ کے ذریعے لوگوں تک پہنچاتے، اس طرح آہستہ آہستہ خاصی تعداد میں احادیث جمع ہوگئیں، جنہیں حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ العالی بانی تحریک دعوت انسانیت، شیخ الحدیث و مؤسس جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور، کان پور دیہات کی نگرانی و سرپرستی میں ترتیب و تدوین، تہذیب و تصحیح اور کمپوزنگ کے مراحل سے گزار کر منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔

اس کتاب میں مختلف موضوعات کے تحت احادیث کو مرتب کیا گیا ہے، احادیث کی تخریج بھی کی گئی ہے، پھر آسان، عام فہم اور سلیس اردو میں ان کا ترجمہ اور تشریح کی گئی ہے۔ کتاب کی زبان شستہ، طرز بیان سنجیدہ اور شائستہ ہے، یہ کتاب حضرت مصنف مدظلہ العالی کی دینی بصیرت، حدیث نبوی سے گہری وابستگی اور امت مسلمہ کو تعلیماتِ محمدی سے جوڑنے کی سچی تڑپ کا عملی مظہر ہے، یہ محض ایک دینی و علمی سرمایہ نہیں، بلکہ ایسی روحانی غذا ہے جو دلوں کو سکون اور ذہنوں کو معرفت کی چاشنی سے ہم کنار کرتی ہے۔"

حضرت علامہ صدرالوری قادری مصباحی دام ظلہ العالی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور رقم طراز ہیں:

"مخدوم گرامی مرتبت عالم ربانی حضرت علامہ الحاج سید محمد انور چشتی حاجی میاں مدظلہ العالی نے واٹس ایپ گروپ پر احادیث کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ یہ کتاب ترجمہ و تشریح کے ساتھ انہیں احادیث کا مجموعہ ہے جو منظر عام پر آ رہا ہے۔ یہ بھی خدمت حدیث شریف کا ہی ایک حصہ ہے۔

حضور حاجی میاں خاندانی وجاہت و نجابت کے ساتھ بہت ساری خوبیوں کے

حامل ہیں۔ تواضع وانکساری، اخلاص وعزیمت، سعی پیہم، جہد مسلسل، قومی وملی درد، علما کا اعزاز واکرام، چھوٹوں پر شفقت، کشادہ ظرفی، دریادلی یہ سب وہ نمایاں اوصاف ہیں جو حاجی میاں کی پر وقار شخصیت میں پائے جاتے ہیں۔ آج جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کا جو ظاہری و معنوی حسن ہے وہ حاجی میاں کی کوششوں کا نتیجہ ہے، اس کی تعمیر وترقی میں مسلسل سرگرم عمل رہے۔ اساتذہ، طلبہ پر نہایت شفیق ومہربان ثابت ہوئے، جب کہ عالم ربانی حضرت علامہ مفتی انفاس الحسن چشتی دام ظلہ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی بھی جد وجہد کچھ کم نہ تھی۔ ان دونوں شخصیات نے اسے بام عروج تک پہنچایا، اللہ تعالی دونوں کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین۔

تصنیفی واشاعتی خدمات:

مخدومی الکریم حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ ذی علم اور مستقبل شناس عالم دین تھے، وہ وقتی اور جذباتی کاموں میں اپنی توانائیاں صرف نہیں فرماتے تھے، ان کا ہر کام منصوبہ بند ہوتا تھا، اس کے پس منظر میں عظیم مقاصد کار فرما ہوتے تھے۔ بے شمار مصروفیات اور کثرتِ سفر کے باوجود انھوں نے تصنیف وتالیف سے اپنا رشتہ جوڑے رکھا، انھوں نے جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف میں ''نشر واشاعت'' کا ایک مستقل شعبہ قائم فرمایا اور اس کے تحت مسلسل تصنیفی واشاعتی خدمات انجام پاتے رہے، متعدّد اہم اور علمی کتابیں اس شعبے سے شائع ہوئیں، اس شعبے سے شائع ہونے والی کتابوں میں متعدّد کتابیں خود آپ کی مرتب کردہ ہیں، بعض وہ ہیں جنھیں آپ کے حکم سے اساتذۂ جامعہ صمدیہ نے مرتب کی ہیں۔ ذیل کی سطروں میں ہم بڑے اختصار کے ساتھ آپ کی مرتب کردہ کتب ورسائل کا ایک جائزہ پیش کرتے ہیں، پھر اس شعبے سے شائع ہونے والی دیگر کتب کا بھی اجمالی ذکر ہوگا۔

۱۔ اربعین احادیث:

۶۴؍ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی، اس کتاب کا تفصیلی

تعارف اشاعت حدیث کے ذیلی عنوان کے تحت آچکا ہے۔

۲۔ صدقہ کی فضیلت:

یہ کتاب مخدوم گرامی حضرت مفتی سید محمد اطہر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر مخدوم گرامی حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمائی ہے، جس میں صدقے کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں، صدقے کے اقسام، صدقہ کرنے کے طریقے اور صدقے سے متعلق متعدّد مباحث شامل ہیں، کتاب کی تالیف کا مقصد چوں کہ عام مسلمانوں کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دلانا ہے، اس لیے زبان آسان، اسلوب سہل اور واضح رکھا گیا ہے، قرآن کریم کی آیات اور احادیث طیبہ سے خاص طور سے مزیّن کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا تاریخی نام ''صدقہ ضرور دوائے احباب (۱۴۴۰ھ)'' ہے۔

آپ کے بڑے صاحب زادے مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید شاہ غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ''عرض ناشر'' میں رقم طراز ہیں:

'' زیر نظر کتابچہ ''صدقہ کی فضیلت'' بنام تاریخی ''صدقہ ضرور دوائے احباب'' میرے عم محترم حضرت مولانا مفتی سید محمد اطہر میاں چشتی دام ظلہ العالی والنورانی کی خواہش پر والدی الکریم حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی دامت برکاتہم القدسیہ نے تحریر فرمایا ہے، جو حد درجہ مفید اور کار آمد ہے، اس میں قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کے ذریعہ صدقات وعطیات کے بیش بہا دینی واخروی فوائد وثمرات کو بہت ہی جامع انداز میں جمع کیا گیا ہے، یہ کتابچہ اردو ہندی دونوں زبانوں میں ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (صدقہ کی فضیلت، عرض ناشر، ص:۱۰)

۳۔ فضیلت جمعہ:

یہ رسالہ جمعہ کی فضیلت واہمیت پر مشتمل ہے۔ جمعہ کی عظمت وفضیلت کا ذکر احادیث

طیبہ میں کثرت سے آیا ہے، لیکن ہماری قوم کا ایک بڑا طبقہ نمازوں کے ساتھ ساتھ جمعہ جیسی اہم عبادت سے بھی غافل رہ جاتا ہے، بعض وہ ہیں جو صرف رسم ادا کرنے کے لیے جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں اور کسی طرح دو رکعت فرض ادا کر کے مسجد سے نکل جاتے ہیں، جب کہ جمعہ کا دن بے شمار خیر و برکت کے نزول کا دن ہوتا ہے، اس کی برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کی کوشش ہر فرد کو کرنی چاہیے۔ اس کتابچے میں مؤلف کتاب مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی نماز کے سلسلے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے حوالوں کی روشنی میں مؤثر گفتگو فرمائی ہے، جمعہ کی عظمت و فضیلت بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے، پوری کتاب حوالوں سے آراستہ اور آیات و احادیث سے مزین ہے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ **سید شاہ غلام عبد الصمد میاں چشتی** دام ظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف رقم طراز ہیں:

"جمعہ مبارکہ کے دن کی احادیث مبارکہ میں بے شمار فضیلتیں آئی ہیں، اس دن کو تمام دنوں کا سردار کہا گیا ہے، اس دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص رحمتیں اس کے بندوں پر نازل ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے قوم مسلم کو خاص طور پر یہ مبارک دن عطا کیا ہے، جب کہ یہود و نصاریٰ کو اس دن کی برکتوں سے محروم رکھا تو انھوں نے ہفتہ اور اتوار کے دن کو اپنا مبارک دن مان لیا، صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جمعہ مبارکہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، اور جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں بندہ جو بھی دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ ہماری یہ آبادی اس مبارک دن کی فضیلت و اہمیت سے یا تو ناواقف ہے یا پھر اپنی غفلت و کوتاہی کے سبب اس دن کی برکتوں سے محروم ہے۔ میرے والد ماجد حضرت علامہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ دام ظلہ العالی قوم کی اسی غفلت و کوتاہی کے پیش نظر ایک موقع پر جمعہ کے دن جامع مسجد آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دار الخیر پھپھوند شریف

میں نہایت مدلل اور جامع خطاب فرمایا، جس سے قوم میں کافی حد تک بیداری دیکھنے میں آئی ، حضور والد ماجد دامت بر کاتہم القدسیہ جو قوم کی صلاح وفلاح کے لیے ہمیشہ متفکر اور کوشاں رہتے ہیں، آپ نے اس سلسلہ میں خطاب کے علاوہ ایک مختصر مگر بہت ہی جامع کتابچہ مرتب کیا۔" (جمعہ کی فضیلت، ص: ۳ تا ۵)

۴۔ جان ایمان:

سرکار دوعالم ﷺ کی محبت ایمان کی اساس ہے ،بغیر اس کے ایمان کا دعوی فضول ہے، ہر مسلمان کو دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ سرکار دوعالم ﷺ سے محبت ہونی چاہیے۔ مخدوم گرامی وقار حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت سے عام مسلمانوں کو آشنا کرانے کے لیے ہمہ دم کوشاں رہتے ، وہ اپنی تقریروں میں بھی محبت رسول ﷺ کو موضوع سخن بنایا کرتے تھے ۔ زیر نظر کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ، جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسول کائنات ﷺ جان ایمان ہیں ۔ یہ کتاب مخدوم گرامی حضرت علامہ غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی کے اہتمام ونگرانی میں منظر عام پر آئی ہے۔

۵۔ آگاہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہمیشہ پڑھیں (۱۴۴۰ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بے شمار برکتیں اور فضیلتیں ہیں، کسی کام کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لینے سے اس کی تکمیل کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کام میں برکتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ شریف کی برکتوں اور فضیلتوں سے عام مسلمانوں کو آگاہ فرمانے کے لیے یہ کتابچہ مرتب فرمایا، جس کا تاریخی نام "آگاہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہمیشہ پڑھیں" (۱۴۴۰ھ) منتخب فرمایا، اور سیدی الکریم حضرت علامہ غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی کے اہتمام ونگرانی میں ۱۴۴۰ھ میں منظر عام پر آیا۔

۶۔ مفصّل تقریر پُر تنویر (۲۰۱۸ء)

یہ اہم کتاب دراصل مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک گراں قدر خطاب ہے، جس کو آپ کے صاحب زادۂ گرامی مخدوم والاتبار حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی نے کتابی شکل میں جامعہ صمدیہ کے سابق استاذ حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی زید شرفہ سے مرتب کرایا ہے۔ آپ ''عرض ناشر'' میں اس کتاب کی طباعت کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''زیر نظر تحریر دراصل آپ کے اہم خطابات اور قیمتی بیانات میں سے ایک نہایت قیمتی، علمی، معلوماتی، ولولہ انگیز، ایمان افروز اور پر اثر خطاب ہے۔ آپ نے ۲۰۱۲ء میں معروف و مشہور صنعتی شہر کان پور میں شاہد بھائی بجلی والے کی دکان کے سامنے، برف خانہ روڈ پر منعقدہ عظیم الشان جلسۂ عید میلاد النبی ﷺ میں اس خطاب کو پیش فرمایا تھا۔ اس خطاب کو سننے کے بعد سامعین کے ایمان و عقیدے میں زبردست جوش وجذبہ پیدا ہوا۔ پروگرام کے اختتام کے بعد سامعین سے ایک جماعت آپ کی قیام گاہ پر آپ سے ملنے کے لئے آئی، اور یوں عرض گزار ہوئی:

''ہم لوگوں نے اب تک سینکڑوں تقریریں سنی ہیں، مگر جس اچھوتے اور نرالے انداز میں آپ کے ایک خطاب نے ہمارے دلوں میں عظمت مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کا مضبوط و مستحکم چراغ روشن کیا ہے وہ اب تک سینکڑوں تقریروں سے نہیں ہوسکا''۔

ان لوگوں نے اسی وقت اس خطاب کو تحریری شکل میں پیش کرنے کی گزارش کی تاکہ اس خطاب کی افادیت سے دوسرے حضرات بھی مستفید ہوں۔

لہذا ان حضرات کی دیرینہ خواہش اور خطاب کی معنویت و افادیت کے پیش نظر تاخیر سے ہی سہی اسے تحریری شکل میں بنام تاریخی ''مفصل تقریر پر تنویر'' (۲۰۱۸)

پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ۔ میں ممنون و مشکور ہوں محب گرامی قدر حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی صاحب استاذ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف کا کہ انہوں نے اسے تحریری شکل میں مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اردو کمپوزنگ بھی کی ہے۔اللہ کریم ان کو دونوں جہان میں بیش بہا جزائے خیر سے نوازے۔اور والدی و مخدومی الکریم حضور الشاہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ دام ظلہ کی تمام تر دینی، علمی، اصلاحی، تبلیغی خدمات قبول فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ ان کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر تا دیر قائم فرمائے ۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”(مفصل تقریر پُر تنویر، عرض ناشر)

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ صمدیہ کے اساتذہ کو اصلاحی رسائل اور کتابچے جو عام مسلمانوں کے لیے فائدہ مند ہوں، مرتب کرنے کی ترغیب دیتے ،آپ نے جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے اساتذہ کرام سے متعدّد اصلاحی رسائل تیار کرائے جن میں چند خاص رسائل کا مختصر تجزیہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

زکات کی فضیلت۔

زکات اسلام کا ایک اہم رکن ہے، جس کے ادا کرنے کا تاکیدی حکم قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بکثرت وارد ہے ، اور نہ ادا کرنے پر سخت وعیدیں بھی آئی ہیں، اس کے باوجود اس حوالے سے ہمارا معاشرہ بڑی غفلت کا شکار ہے،بہت سارے اصحاب ثروت زکات نہیں نکالتے ، نکالنے والوں میں بھی ایسے افراد کی کثرت ہے جو شریعت کے احکام کی روشنی میں پوری زکات نہیں ادا کرتے ؛بلکہ کچھ رقم بطور زکات ادا کر کے خود کو بری الذّمہ محسوس کرتے ہیں۔

مخدوم گرامی مرتبت حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے زکات کے حوالے سے قوم کو بیدار کرنے کے لیے مسلسل کوشش فرمائی، پمفلٹ وغیرہ چھپوا کر تقسیم کیے، تقریریں کیں، زکات سے متعلق احادیث کریمہ سوشل میڈیا میں نشر کیے، اس تحریک کو مزید مؤثر بنانے

کے لیے جامعہ صمدیہ کے مؤقر استاذ حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی حفظہ اللہ کو حکم دیا کہ سہل اسلوب اور آسان زبان میں ایک رسالہ مرتب کریں تاکہ جہاں تک ممکن ہو اہل ایمان کو زکات ادا کرنے کی ترغیب دی جائے۔

محب گرامی حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی نے قرآن وحدیث اور فقہی کتابوں کی روشنی میں ایک مفید اور مؤثر رسالہ مرتب فرمایا، جو اپنے موضوع پر انتہائی نفع بخش ہے۔ مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

"لہذا میں نے اپنی قوم کو بیدار کرنے کے لیے جامعہ صمدیہ کے استاذ حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی مصباحی صاحب سے زکات کے تعلق سے قرآن واحادیث کی روشنی میں مختصر اور جامع کتابچہ مرتب کرنے کے لیے عرض کیا تاکہ مسلمان اس کو پڑھ کر اپنی غفلت دور کریں۔ زیر نظر کتابچہ آسان اور سادہ زبان وبیان میں زکات کی فضیلت واہمیت کے عنوان سے مرتب کیا گیا ہے، جس میں ضروری اور اہم امور پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ لوگ بآسانی اس کو پڑھ کر اپنی اصلاح کر سکیں۔"

فضائل عاشورہ۔

یہ کتاب "یوم عاشورہ" کی فضیلت اور محرم الحرام میں ہونے والی خرافات کی تردید پر مشتمل ہے، مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر جامعہ صمدیہ کے استاذ حضرت مولانا خلیل اللہ نظامی مصباحی نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء میں شعبۂ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے منظر عام پر آئی ہے۔

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے ان کے علاوہ بھی متعدّد علمی اور اصلاحی کتابیں اشاعت پذیر ہوئیں، جن کی اشاعت کے پس پردہ حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی مخلصانہ کاوشوں کا خاص حصہ ہے، آپ کی توجہ خاص، نگاہ عنایت اور کرم نوازیوں سے

ہی یہ کتابیں منظر عام پر آئیں اور خلق خدا نے ان سے فائدہ حاصل کیا، یقیناً اس کار خیر کا ثواب آپ کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔آپ کی توجہ خاص سے شائع ہونے والی کتابوں اجمالی کا ذکر یہاں ضروری ہے تاکہ آپ کی اشاعتی خدمات کا ایک خاکہ ذہن نشیں ہوجائے۔

تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ (۱۴۳۵ھ)

شعبۂ تربیت افتا میں فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کرنے والے متخصصین کے فتاویٰ کا پہلا مجموعہ بنام ''تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ'' ۱۴۳۵ھ میں مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہِ خاص سے منظر عام پر آئی، یہ فتاویٰ جامعہ صمدیہ کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کی تصدیق وتصویب سے مزین تھے۔یہ سلسلہ شروع ہوا تو مسلسل جاری رہا اور ''تحقیقی فتاوی طلباء جامعہ صمدیہ'' کی پانچ جلدیں منظر عام پر آئیں، جس کا اجمال یہ ہے:

پہلی جلد:

''تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ'' کی پہلی جلد جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ مطابق مارچ ۲۰۱۴ء میں منظر عام پر آئی، قارئین نے جامعہ کی اس پیش رفت کو پسند کیا اور اس جلد کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔۲۳۶/ صفحات پر مشتمل اس جلد میں کل ۱۱۳/ فتاوے شامل تھے، مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام ''تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ [۱۴۳۵ھ]'' تجویز فرمایا، پھر بعد کی جلدوں کے لیے بھی یہی نام منتخب کر لیا گیا اور سلسلۂ اشاعت کی ترمیم کے ساتھ یہی نام تمام جلدوں میں شائع ہوتا رہا۔ پہلی جلد کی طرح دوسری تمام جلدوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہا۔

دوسری جلد:

"تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ [۱۴۳۵ھ]" کی دوسری جلد جمادی الآخرہ ۱۴۳۶ھ مطابق مارچ ۲۰۱۵ء میں منظر عام پر آئی۔ ۲۰۸/ صفحات پر مشتمل اس جلد میں ۱۰۰/ فتاوے شامل تھے، اس جلد میں فقہ کے اکثر ابواب کے مسائل کے ساتھ کثیر تعداد میں جدید مسائل بھی شامل تھے۔

تیسری جلد:

"تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ [۱۴۳۵ھ]" کی تیسری جلد ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء میں منظر عام پر آئی، جس میں ۱۱۲/ فتاوے شامل تھے، صفحات کی تعداد ۲۲۸/ تھی۔

چوتھی جلد:

"تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ [۱۴۳۵ھ]" کی چوتھی جلد ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء میں اشاعت پذیر ہوئی، جس میں ۹۸/ فتاوے شامل تھے، صفحات کی تعداد ۳۲۶/ تھی، یہ جلد مجلد شائع ہوئی۔

پانچویں جلد:

"تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ [۱۴۳۵ھ]" کی پانچویں جلد ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۹ء میں منظر عام پر آئی، جس میں ۱۰۰/ فتاوے شامل تھے، صفحات کی تعداد ۲۷۷/ تھی، یہ جلد بھی مجلد تھی، ان تمام جلدوں میں راقم الحروف کے قلم سے جامعہ صمدیہ کا تعارف بھی شامل اشاعت رہا، استاذ العلماء حضرت مفتی محمد رحمت اللہ قادری بلرام پوری، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی شیخ

الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے گراں قدر تأثرات شامل رہے۔ ان تمام جلدوں کو اعتماد واعتبار کی نگاہ سے دیکھا گیا اور طلبہ کی کاوشوں کو سراہا گیا۔

۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء میں "تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ [۱۴۳۵ھ]" کی پانچ جلدوں میں شامل فتاویٰ کو یک جا کر کے نئی ترتیب اور نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ مرتب کیا گیا اور دو ضخیم جلدوں میں شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے اس کی اشاعت عمل میں آئی۔

فتاویٰ مصباحیہ

یہ محبوب رب ذوالمنن خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گراں قدر فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جس کو حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی نے بڑی محنت و مشقت کے ساتھ ترتیب و تدوین کے مراحل سے گزارا ہے۔

۲۳۶؍ صفحات پر مشتمل یہ اہم کتاب ۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء میں حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کی نگاہِ کرم اور خصوصی توجہ سے شعبہ نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے منظر عام پر آئی۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریظ میں رقم طراز ہیں:

"حضرت خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان ایک تجربہ کار مفتی بھی تھے، آپ نے خانقاہ صمدیہ کی مسند افتا پر جلوہ گر ہو کر ایک طویل عرصے تک فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیا، آپ کے نوک قلم سے ہزاروں فتاوے رقم ہوئے، جن کے ذریعے آپ نے بے شمار ضرورت مندوں کی شرعی ضرورتیں پوری فرمائیں اور خلق خدا کی رہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیا۔ افسوس کی بات ہے کہ آپ کے

اکثر فتاوے محفوظ نہیں رکھے جاسکے، کیوں کہ آستانۂ عالیہ صمدیہ کے دارالافتا میں ایک زمانے تک نقل فتاویٰ کا کوئی اہتمام نہیں تھا، استفتے آتے اور ان کے جوابات لکھ دیے جاتے، نقل فتاویٰ سے بے توجہی کے سبب بڑا علمی نقصان ہوا، اگر آپ کے سارے فتاوے محفوظ رہتے تو یہ ایک عظیم علمی وفقہی سرمایہ ہوتا۔ اس کتاب میں جو فتاوے شامل ہیں وہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کا ایک مختصر حصہ ہے جو آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف میں ایک رجسٹر میں محفوظ تھا، ایک زمانے سے اس کی ترتیب وتدوین کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، اس اہم کام کے لیے جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب سے موزوں کون ہوسکتا تھا، چند سال قبل حضرت مفتی صاحب نے اس کام کی ذمے داری لی، جامعہ صمدیہ کی منصبی ذمے داریوں اور کثیر تبلیغی مصروفیات کے درمیان آپ نے ان فتاویٰ کی تخریج وترتیب کا کام بھی جاری رکھا، فتاویٰ کی ابواب بندی کی اور جزئیات کی تخریج کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ کیا، عربی عبارات کا ترجمہ کیا گیا، پھر فتاویٰ کو فقہی ابواب کی ترتیب کے حساب سے مرتب کیا، شب وروز ایک کر کے کئی کئی بار گہرائی سے فتاویٰ پر نظر ثانی فرمائی اور اس مجموعے کو شایان شان انداز میں اشاعت کے لائق بنایا، مشائخ کرام کے روحانی فیوض وبرکات سے یہ مجموعہ پوری آب وتاب کے ساتھ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے زیر اہتمام منظر عام پر آرہا ہے، جو جملہ وابستگان آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ کے لیے بڑی فرحت ومسرت کی بات ہے۔" (تقریظ فتاویٰ مصباحیہ)

حیات اکبر المشائخ:

یہ کتاب خانوادۂ صمدیہ مصباحیہ کی عظیم علمی وروحانی شخصیت امام الکاملین، سید المتوکلین، فرد الوقت، اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۸ھ — ۱۴۲۹ھ)

کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے، جو حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم اور تقاضے کے مطابق حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نے مرتب فرمائی ہے۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ الحاج شاہ سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریظ میں اس کتاب کی اہمیت اور ترتیب وتدین کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس اہم کام کے لیے قرعۂ فال حضور اکبر المشائخ کے منظور نظر اور مرید وخلیفہ، جامع علوم وفنون حضرت علامہ الحاج مفتی محمد انفاس الحسن چشتی حفظہ اللہ تعالی کے نام نکلا، صحیح معنوں میں حضرت مفتی صاحب اس اہم کام کے مستحق بھی تھے۔۔۔”حیات اکبر المشائخ“ کی ترتیب کا کام مفتی صاحب نے میری گزارش پر اپنی کثیر مصروفیات کے درمیان شروع کیا، ہجوم کار اور عدیم الفرصتی کی وجہ سے یہ کام تھوڑی تاخیر مگر مکمل احتیاط کے ساتھ انجام پایا اور اب مشائخ کرام کی توجہات سے طباعت کے لیے تیار ہے ۔۔۔جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے شعبۂ نشرواشاعت کے زیر اہتمام یہ کتاب مستطاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ منظر عام پر آرہی ہے۔“ (حیات اکبر المشائخ، ص:۱۶)

۴۰۰ر صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء میں ممدوح گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خاص سے شعبۂ نشرواشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے منظر عام پر آئی ہے۔

منتخب مضامین:

یہ کتاب عالمہ فاضلہ اہلیہ محترمہ مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کے اصلاحی مضامین کا حسین گلدستہ ہے، جس میں عام مسلمانوں، رشتے داروں، قرابت داروں اور میاں بیوی وغیرہ افراد کے حقوق، اسلام کے ارکان

اور اسلامی طرز معاشرت کے اصول بیان کیے گئے ہیں، یہ کتاب ۲۴۲ر صفحات پر مشتمل ہے۔

اس اہم کتاب میں صاحب سجادہ حضرت علامہ شاہ سید محمد اختر میاں صاحب قبلہ، مخدوم گرامی علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کی تقریظات اور مخدوم والاتبار حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی قبلہ کی تقدیم نیز حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف اور اس خادم کی تاثراتی تحریریں شامل ہیں۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی ناظم اعلی جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف و قاضی شہر ضلع اوریا کی اہلیہ مخدومہ نے بڑی محنت وکاوش سے اس مجموعے کو مرتب فرمایا ہے، خاص بات یہ ہے کہ ہر عنوان کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین کیا گیا ہے، اسلامی معاشرے کے موجودہ حالات اور اس میں در آئی خرابیوں پر فاضلانہ تبصرہ بھی چشم کشا ہے، مجموعی طور پر یہ کتاب اصلاح معاشرہ کے حوالے سے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۲ء میں شعبہ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے منظر عام پر آئی ہے۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرق ضالہ باطلہ کی تردید وابطال اور ان کے گندے عقائد سے مسلمانوں کو روشناس کرانے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ گزشتہ سال آپ نے حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کو حکم دیا کہ سہل اسلوب میں ایک ایسا رسالہ مرتب فرمائیں جس میں بر صغیر کے گمراہ فرقوں کا تعارف اور ان کے خاص عقائد کا بیان آجائے تاکہ عام مسلمان اسے پڑھ کر خود کو ان کے مکر وفریب سے محفوظ رکھ سکیں۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے **"بر صغیر کے چند گمراہ فرقوں کا تعارف"** کے نام سے ایک جامع رسالہ مرتب فرمایا، حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے یہ کتاب اردو زبان میں طبع کرا کے تقسیم فرمائی، پھر اس کا ہندی اور انگریزی ترجمہ بھی شائع کرایا اور خالصاً لوجہ اللہ اس کی تقسیم عمل میں آئی۔

عیسوی کلینڈر کے اعتبار سے جشن ولادت مصطفیٰ کا آغاز:

ماہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو پورے عالم اسلام میں آقائے کائنات ﷺ کی ولادت کا جشن بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے، آستانۂ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف میں بھی بارہویں شریف کے جشن کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے اور بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ میلاد النبی ﷺ اور جلوس محمدی کی تقریبات کا اہتمام ہوا کرتا ہے۔

عیسوی کلینڈر کے اعتبار سے آقائے کریم ﷺ کی ولادت ۲۰؍ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی، اس لحاظ سے یہ تاریخ بھی ہمارے لیے اہمیت کی حامل ہے، عاشقوں کے لیے اظہار محبت کا بہانہ کافی ہوتا ہے اور ذرا سی نسبت ہی کافی ہوتی ہے، مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسالت مآب میں سرشار رہا کرتے تھے، انھوں نے اپنی محبت کا ثبوت پیش کرنے کے لیے ہر سال ۲۰؍ اپریل کو عیسوی کلینڈر کے اعتبار سے جشن عید میلاد النبی منانے کا فیصلہ لیا، اور اس پروگرام کو بھی اس انداز سے مرتب فرمایا کہ یہ صرف ایک جلسہ بن کر نہ رہ جائے بلکہ اس کے ذریعہ اسلام کا پیغام اپنوں اور غیروں تک پہنچے۔ اس سلسلے میں طے پایا کہ ۱۹؍ اپریل کو ایک پروگرام ''اسلام کا پیغام انسانیت کے نام'' کے عنوان سے منعقد ہوگا، جس میں برادران وطن کو خاص طور سے مدعو کیا جائے گا اور انہیں اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات سے روشناس کرایا جائے گا، پھر دوسرے دن ۲۰؍ اپریل کو بعد نماز عشا جلسۂ عام ہوگا جس میں کسی ذی علم خطیب کو مدعو کیا جائے گا۔

طے شدہ خطوط پر اس پروگرام کا سلسلہ شروع ہوا، ہر سال ۱۹؍ اپریل کو برادران وطن کا پروگرام خواجہ بندہ نواز ہال میں بڑی شان وشوکت اور پورے اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتا، حضور حاجی میاں صاحب قبلہ قصبہ پھپھوند شریف کے سرکردہ ہندو لیڈروں، مندروں کے پجاریوں، ہندو تنظیموں سے وابستہ شخصیات، اسکول کالج کے اساتذہ، ڈاکٹر، انجینئر اور سماجی شخصیات کو باضابطہ دعوت نامہ بھیج کر مدعو کرتے اور اکثر افراد آپ کی دعوت پر اس پروگرام میں

شرکت فرماتے، دو ڈھائی گھنٹے کے اس پروگرام میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ اسلام کا پیغام ان برادران وطن تک پہنچایا جاتا، انہیں ہر سال ہندی زبان میں کوئی کتابچہ بھی دیا جاتا جس کا موضوع اسلام کے تعلق سے پھیلائی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا، مثلاً ”اسلام اور آتنک واد“، ”اسلام اور بلاتکار“ ”اسلام اور انسانیت“ وغیرہ۔ اس پروگرام میں شرکت کرنے والے معمولی قسم کے لوگ نہیں ہوتے تھے بلکہ ہندو سماج کا اعلی اور پڑھا لکھا طبقہ ہوتا، یہ سبھی لوگ اس پروگرام میں شرکت کر کے خوشی محسوس کرتے، اس سے نہ صرف یہ کہ اسلام کی دعوت کا کام ہوتا بلکہ سماج میں نفرتیں بھی کم ہوتیں اور بھائی چارے کا ماحول پیدا ہوتا، پروگرام کے اختتام پر ان کے لیے ناشتے وغیرہ کا بھی انتظام رہتا۔

سوامی لکشمی شنکر اچاریہ ہندوؤں کے وِدوان مانے جاتے ہیں، وہ لیکھک بھی ہیں، انھوں ایک کتاب ”اسلامک آتنک واد کا اتہاس“ کے نام سے لکھی تھی، جس میں انھوں نے اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ کر چند قرآنی آیات کا حوالہ دیا تھا، ان کی یہ کتاب اسلام دشمن طبقے میں بہت مقبول ہوئی، یہاں تک کہ ممبئی کے بالا صاحب ٹھاکرے نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی کرایا اور چھپوا کر تقسیم کیا، لکشمی جی کو اسلام کے خلاف کام کرنے کے لیے امریکہ سے بڑا آفر دیا گیا، انھوں نے اس کام کے لیے نبی کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنا شروع کیا، سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں سمجھ میں آیا کہ جن آیتوں کے بارے میں میں نے سمجھا تھا کہ یہ آتنک واد کو پروموٹ کر رہے ہیں، وہ تو آتنک واد کو روکنے کے لیے ہیں، ہمیں ان آیتوں کا غلط مطلب بتایا گیا تھا، اور پیغمبر اسلام ﷺ تو امن و آشتی کے سب سے بڑے داعی ہیں، انہیں احساس ہوا کہ اسلام اور ”آتنک واد کا اتہاس“ لکھ کر میں نے بڑی غلطی کر دی ہے، لہذا اس غلطی کا ازالہ ضروری ہے، جس کے لیے انھوں نے ”اسلام آتنک یا آدرش“ کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں انھوں نے واضح کیا کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے، اس کا آتنک واد سے کوئی رشتہ نہیں۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس

کتاب کا علم ہوا تو آپ نے سوامی لکشمی جی سے رابطہ کر کے ان کی اس کتاب کو چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کی اجازت لی، اسی سال ۱۹/اپریل کے پروگرام میں سوامی لکشمی شنکر اچاریہ کو دعوت دے کر بلایا اور ہندو کمیونٹی کے سربر آوردہ لوگوں کے درمیان اسلام اور آتنک واد کے عنوان پر بڑا اہم لیکچر ہوا، انھوں بڑے اچھے انداز میں اسلام اور آتنک واد کے حوالے سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی حقیقت بتائی، بڑا مؤثر پروگرام رہا، حضور حاجی میاں صاحب قبلہ پروگرام کے اختتام سے قبل کھڑے ہوئے اور بڑی جرأت وہمت کے ساتھ لکشمی جی اور دیگر مہمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام ہی واحد مذہب ہے جو حق ہے، یہی انسانیت کے تحفظ کا واحد راستہ ہے، اس لیے میں لکشمی جی اور آپ سبھی کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ اس طرح آپ نے اپنا دعوتی فریضہ ادا کیا، ہدایت تو رب کے کرم پر ہے۔

اس پروگرام میں سوامی جی کی کتاب ''اسلام آتنک یا آدرش'' تمام شرکا کے مابین تقسیم کی گئی۔ اس طرح اس پروگرام کو حضور حاجی میاں صاحب قبلہ نے اپنی حکمت وبصیرت سے بڑی خوب صورتی کے ساتھ دین کی دعوت کا ایک پلیٹ فارم بنادیا۔

۲۰/اپریل کو شب میں منعقد ہونے والا پروگرام بھی بڑا روح پرور ہوا کرتا ہے، عام جلسوں کی روش سے ہٹ کر مؤثر انداز میں سارا شیڈول تیار ہوتا ہے، کسی ذی علم اور صاحب کردار خطیب کو دعوت دی جاتی ہے، جشن عید میلاد النبی کے نام پر صرف خانہ پری نہیں ہوتی بلکہ پورے اہتمام کے ساتھ جشن کا انعقاد ہوتا ہے۔ یقیناً جشن عید میلاد النبی ﷺ کا یہ سلسلہ جب تک جاری رہے گا اس کا اجر و ثواب حضرت حاجی میاں علیہ الرحمہ کو ملتا رہے گا۔ اس لیے کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

مَنْ سَنَّ فِي الإسلامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِم شَيءٌ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، بغیر اس کے ان کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

یہ پروگرام اب تک منعقد ہو رہا ہے، اب اس کا نظم ونسق مکمل طور پہ مخدومی الکریم حضرت سید غلام عبد الصمد میاں صاحب قبلہ دیکھتے ہیں۔ درمیان میں رمضان ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے پروگرام ملتوی ہوا تھا، اس سال سے پھر شروع ہوا ہے۔

تحریک اصلاح عقائد واعمال:

مخدومی الکریم حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اصلاح معاشرہ کے لیے ہمیشہ کوشاں رہا کرتے تھے، بلکہ انھوں نے اصلاح معاشرہ کی ایک تحریک چلائی تھی، جس کے تحت پھپھوند شریف وقرب جوار کی متعدّد مساجد میں اصلاحی پروگرام منعقد ہوا کرتے تھے، محلوں میں بھی مختصر دورانیے کے اجلاس منعقد ہوتے تھے، ان پروگراموں میں عام جلسوں کی طرح کوئی اہتمام وانصرام اور اخراجات نہیں ہوتے تھے، نذرانوں کا کوئی سسٹم نہیں ہوتا، بعض جگہوں میں خود تشریف لے جاتے، بعض میں آستانہ عالیہ کے مخدومین شرکت فرماتے اور بعض مقامات پر جامعہ صمدیہ کے اساتذۂ کرام کو مامور کرتے، خالص اصلاحی مواعظ ہوتے، عقائد ومسائل سکھائے جاتے، نماز، روزہ، حج زکات کے ضروری مسائل سے آگاہ کرنے کی کوشش کی جاتی۔

خواتین کی اصلاح کے لیے الگ پروگرام ہوتے، خواتین کا یہ پروگرام کبھی آستانہ عالیہ پر منعقد ہوتا، کبھی جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے خواجہ بندہ نواز ہال میں اور بعد میں چشتی دارالطعام کی تعمیر کے بعد وہاں منعقد ہوتا، خواتین کے ان پروگراموں میں پردے کے اہتمام کے ساتھ بسا اوقات آپ خود خطاب فرماتے، کبھی مخدوم گرامی حضرت علامہ سید مظہر میاں صاحب وعظ فرماتے اور کبھی جامعہ صمدیہ کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی خطیب ہوتے، آستانۂ عالیہ پر منعقد ہونے والے خواتین کے پروگراموں میں مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کی اہلیہ محترمہ (جو عالمہ وفاضلہ اور مؤلفہ ہیں) بھی خطاب فرماتیں اور خواتین کی دینی تربیت کا

فریضہ انجام دیتیں۔

خواتین کے ان پروگراموں میں عقائد و اعمال کی اصلاح کے ساتھ خواتین کے ضروری مسائل پر گفتگو ہوتی، انھیں احکام دینیہ پر سختی کے ساتھ عمل کی تاکید کی جاتی، انہیں پرچی میں لکھ کر سوالات کرنے کی بھی اجازت تھی، پروگرام بڑا موثر ہوتا تھا، کثیر تعداد میں قصبہ پھپھوند اور قرب وجوار کی خواتین شرکت کرتیں۔ خواتین امت کو اس سے کافی فائدہ پہنچا، انھیں اسلامی آداب زندگی سے واقفیت ہوئی، اولاد کی بہتر تربیت کا طریقہ معلوم ہوا، اسلام کا پیغام ان تک موثر انداز میں پہنچا۔ بحمدہ تعالیٰ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس سے حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی جذبات اور ان کے اخلاص کو پتہ چلتا ہے۔ یقیناً اس عمل خیر کی ابتدا کرنے کی بہتر جزا رب ذوالجلال حضور حاجی میاں کو اپنی شان کریمی کے مطابق ضرور عطا فرمائے گا، اور جب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

تعمیری خدمات:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ ذوق کے حامل تھے، آپ کے ہر کام میں نفاست اور خوش ذوقی جھلکتی، جامعہ صمدیہ کی سنگ بنیاد کے بعد اس کی نئی تعمیر کا منصوبہ بنا تو آپ نے ممبئی کے ایک ماہر انجینئر سے ایک شان شادار نقشہ تیار کرایا، پھر اس نقشے کا خوب صورت ماڈل تیار کرایا، یہ جامعہ صمدیہ کی سہ منزلہ مرکزی بلڈنگ کا نقشہ تھا، اس نقشے کو زمین پر اتارنے اور انجینئر کے کھینچے ہوئے خاکے میں رنگ بھرنے کے لیے حضور حاجی میاں صاحب قبلہ نے اپنی زندگی کا ایک قیمتی حصہ لگا دیا، ان کی مسلسل جدوجہد اور سعی پیہم کے نتیجے میں جامعہ کی فلک بوس اور دیدہ زیب عمارت کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے، یہ عمارت نہ صرف یہ کہ ناظرین کو دعوت نظارہ دیتی ہے بلکہ ہر لحاظ سے سہولیات سے آراستہ بھی ہے، وسیع وعریض اور ہوادار کمرے، خوب صورت صحن، صاف ستھری گیلریاں، کشادہ زینے، مناسب

مقامات پر واش رومز اور جدید طرز تعمیر کی دوسری خوبیوں سے مزین ہے۔ اس عمارت کی ایک ایک اینٹ میں حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کا خون اور پسینہ شامل ہے، آپ قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہے کے اصول پر عمل پیرا ہوتے، جب اس عمارت کی تعمیر کا کام چل رہا تھا، آپ ہمہ وقت اس کے مصارف کے انتظام میں مصروف رہتے، معتقدین ووابستگان کے حلقوں میں سفر فرماتے، اسکیمیں بناتے، لوگوں کو بتاتے کہ ایک دروازہ کا اتنا خرچ ہے، ایک کھڑکی کی اتنی لاگت ہے، ایک بوری سیمنٹ کی اتنی رقم ہے، ایک ٹرالی اینٹ کی اتنی قیمت ہے، لوگ ان اسکیموں میں حسب استطاعت حصہ لیتے، کبھی کبھی وہ اپنے گھر (آستانہ عالیہ) میں بھی ان اسکیموں کی اطلاع دے کر فرماتے کہ سبھی لوگوں کو اس کام میں حصہ لینا چاہیے، مخدومین و مخدومات بھی اس میں حصہ لیتے، جامعہ صمدیہ تشریف لاتے تو فرماتے کی اس وقت ان ان اسکیموں پر کام چل رہا ہے، آستانے کے حضرات نے حصہ لیا ہے، جامعہ کے اساتذہ بھی اس میں حصہ لے سکتے ہیں، اساتذۂ جامعہ صمدیہ بھی حسب استطاعت حصہ لیتے، اور ہم سبھی لوگ اس کار خیر میں حصہ لے کر بڑی خوشی محسوس کرتے اور قلبی اطمینان ملتا کہ اس چمنستان علم وفضل کی تعمیر وترقی میں ہمارا بھی کچھ حصہ شامل ہو گیا۔

حضرت حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی دور اندیش اور مستقبل شناس تھے، وہ اس مرکزی عمارت کو ہر لحاظ سے مضبوط، مستحکم اور خوب صورت بنانا چاہتے تھے، انھوں نے دیکھا کہ ہر دو تین سال پر بھی اس وسیع و عریض بلڈنگ کے رنگ وروغن کا کام ہوگا تو لاکھوں کا صرفہ آئے گا، اور بار بار آئے گا، چنانچہ آپ نے فیصلہ لیا کہ پوری بلڈنگ کی تمام دیواروں پر اندر اور باہر دونوں طرف ٹائل لگا دیا جائے تو صرف ایک بار مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا، ہر دوسرے تیسرے سال رنگ وروغن کے جھمیلے سے نجات مل جائے گی، اتنی بڑی بلڈنگ کی تمام دیواروں میں ٹائل لگانے کا کام، کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں تھا، لیکن آپ عزم وارادے کے بلند اور دھن کے پکے تھے، اللہ جل شانہ کی ذات پر کامل توکل تھا، مشائخ کرام کے فیوض وبرکات پر بھی یقین رکھتے تھے، انھوں نے فضل الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کا آغاز فرمایا اور وسائل

پیدا ہوتے گئے، آپ کی اسکیمیں بھی کام کرتی گئیں اور بہت مختصر عرصے میں یہ کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ بحمدہ تعالیٰ جامعہ صمدیہ کی یہ عظیم الشان عمارت اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ اہل ذوق کی توجہ کا مرکز ہے۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ سید شاہ انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی بلڈنگ کے ساتھ چشتی دارالطعام (ڈائننگ ہال) اور دارالاقامہ اور اساتذہ کی فیملی کالونی کی تعمیر کا منصوبہ رکھتے تھے اور بار بار ان منصوبوں کا ذکر فرمایا کرتے تھے، بحمدہ تعالیٰ چشتی دارالطعام کی سہ منزلہ بلڈنگ کی تعمیر کا کام تکمیل کے قریب ہے، آپ کی علالت کے بعد سے ہی آپ کے شہزادۂ گرامی مخدوم گرامی حضرت مولانا غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی تعمیری کاموں کو مکمل کرنے اور منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کوشاں ہیں، ان کی محنت ولگن اور جذبہ واخلاص سے پوری امید ہے کہ دارالاقامہ اور فیملی کالونی کا کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچے گا، ان شاء اللہ۔

جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی تعمیرات کے علاوہ آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کی جامع مسجد، خانقاہ، اسلمی منزل اور حافظی منزل وغیرہ کی متعدّد عمارتوں کی تعمیر حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر آپ کی نگرانی اور کوششوں سے مکمل ہوئی۔ حیات اکبر المشائخ میں ہے:

"آستانہ عالیہ کی جامع مسجد جو پرانے طرز تعمیر کی تھی، چوڑی دیواروں کی وجہ سے اس میں جگہ کم تھی اور مسجد کی عمارت کافی بوسیدہ بھی ہو چکی تھی، ادھر مسلسل آبادی میں اضافہ ہونے کے سبب جمعہ کی نماز میں مسجد کی وسعت ناکافی ہوتی تھی، اس لیے مرشد گرامی مرتبت حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدیم مسجد کی عمارت شہید کر کے تعمیر جدید کا حکم دیا، مسجد کی تعمیر کا یہ کام مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید انور میاں صاحب قبلہ کے ذمے تھا، حضرت کے حکم کے مطابق مسجد شہید کر دی گئی اور جدید تعمیر کا کام شروع ہو گیا، کام تکمیل تک پہنچنے سے قبل ہی مخدومی الکریم حضرت سید انور میاں صاحب کو بمبئی کے سفر پر جانا پڑ گیا، ادھر عرس حافظ

بخاری کے ایام قریب سے قریب تر ہو رہے تھے، عرس میں زائرین کی کافی بھیڑ ہوا کرتی ہے، اس لیے عرس میں نماز کی ادائیگی کا مسئلہ بھی تھا، جب عرس کے ایام بالکل قریب آ گئے تو حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مخدوم گرامی حضرت سید انور میاں پر ناراضی کا اظہار فرمایا کہ عرس کے ایام قریب ہیں اور اب تک مسجد کی تعمیر کا کام مکمل نہیں ہو سکا ہے، آپ کو کسی طرح حضرت کی ناراضی کا علم ہو گیا، آپ فوری طور پر پھپھوند شریف واپس ہوئے اور نہایت تیزی کے ساتھ تعمیر کا کام شروع کرایا، مسجد کی تعمیر کا کام بڑی تیزی کے ساتھ جاری تھا، آستانۂ عالیہ کے مخدومین، جامعہ صمدیہ کے اساتذہ وطلبہ اور متعدّد احباب سلسلہ اس کام میں بڑی دل چسپی کے ساتھ حصہ لے رہے تھے، جامعہ صمدیہ کے اساتذہ بنفس نفیس اینٹ اٹھانے اور مٹی ڈھونے کے کام میں مصروف تھے، جوش وخروش اور اخلاص عمل کا یہ منظر مسجد نبوی کی تعمیر کا نقشہ پیش کر رہا تھا، جب سرکار دوعالم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد شریف کی تعمیر کے لیے خود مٹی اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا رہے تھے، اور صحابۂ کرام فرط عقیدت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ آستانۂ عالیہ کی جامع مسجد کی تعمیر کا کام اسی جوش وخروش کے ساتھ جاری رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مرشد گرامی کے فیضان سے ایام عرس کی آمد سے قبل مکمل ہو گیا، چند دنوں میں چھت کھول دی گئی، نئی تعمیر شدہ مسجد میں سب سے پہلے فجر کی نماز ادا کی گئی، حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت فرمائی، جامعہ صمدیہ کے اساتذہ وطلبہ اور قرب وجوار کے کثیر افراد نے حضرت کی امامت میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔" (حیات اکبر المشائخ، ص:۲۵۷)

ایوارڈ، اعزازات:

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف

میدانوں میں گراں قدر دینی، علمی اور تبلیغی خدمات انجام دیں۔ ان خدمات کا تقاضا تھا کہ ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں اعزاز واکرام سے نوازا جائے، ان کی خدمت بابرکت میں ایوارڈ پیش کیا جائے اور ان کے عزم وحوصلے کو تقویت پہنچائی جائے۔ حالاں کہ وہ ان چیزوں کے کبھی خواہش مند نہیں رہے اور نہ ان کی طرف کبھی توجہ فرمائی، ہاں وہ دوسرے جلیل القدر علما اور دین وملت کی خدمت میں مصروف عمل افراد کی عزت افزائی فرماتے تھے اور ان کو ایوارڈ پیش فرماتے تھے۔

غریب نواز ایوارڈ:

شہر کان پور کی معروف تنظیم ''فیضان غریب نواز ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ) چمن گنج کی جانب سے مورخہ ۸ر ستمبر ۲۰۱۸ء کو ''جان ایمان کانفرنس'' کے موقع پر **''غریب نواز ایوارڈ''** اور شیلڈ پیش کی گئی۔ تنظیم کے جملہ ارکان خصوصاً جناب ایاز احمد چشتی کی کوششوں سے کام یاب کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں متعدّد اہل علم کی موجودگی میں آپ کی گراں قدر علمی ودینی خدمات کے اعتراف میں یہ ایوارڈ پیش کیا گیا۔

حافظ بخاری ایوارڈ:

مورخہ ۲۱ر رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰ر اپریل ۲۰۱۷ء کو سالانہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے بابرکت موقع پر مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے جملہ اساتذہ کی جانب سے علما ومشائخ کی موجودگی میں **''حافظ بخاری ایوارڈ''** شیلڈ اور سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ ہر موقع پر علما کی تکریم کا خصوصی خیال فرمانے والی اس عظیم شخصیت کی خدمت میں علما کی جانب سے پیش کیے جانے والے ایوارڈ کا یہ منظر بڑا حسین تھا، آستانۂ عالیہ کے مخدومین اور مہمانان خصوصی نیز جامعہ صمدیہ کے باوقار اساتذہ کی موجودگی میں جب یہ ایوارڈ آپ کو پیش کیا گیا، تمام چہرے مسرتوں سے کھل اٹھے تھے اور زبان حال سبھی کہہ رہے تھے: حق بہ حق دار رسید۔

حضرت مصعب بن عمیر ایوارڈ:

تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات کی جانب سے رفیق العلماء حضرت علامہ شاہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر ہر سال جماعت اہل سنت کے مقتدر علما کی خدمت میں **"ایوارڈ"** پیش کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ خانقاہ چشتیہ رفیقیہ کے صاحب سجادہ حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی اہل سنت کے قد آور علما کے ناموں کا انتخاب فرما کر ان کی عزت افزائی فرماتے ہیں۔

نمونہ اسلاف حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ قادری بلرام پوری مد ظلہ العالی، سابق شیخ الحدیث دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ، سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، مناظر اہل سنت، فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی مد ظلہ العالی بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ نوریہ شام پور رائے گنج اتر دیناج پور بنگال، عالم جلیل حضرت علامہ مفتی مجاہد حسین رضوی مصباحی سابق استاذ مفتی دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، ادیب شہیر حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی دام ظلہ العالی شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ اور محقق عصر حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی مد ظلہ العالی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور جیسی عظیم علمی شخصیات کو اس بابرکت تقریب میں ایوارڈ پیش کیا جا چکا ہے۔

۱۷ر ربیع الاول شریف ۱۴۴۵ھ کو عرس رفیقی کے موقع پر ملک کے جلیل القدر علمائے کرام و مفتیان عظام کی موجودگی میں مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں **"حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایوارڈ"** اور سپاس نامہ پیش کیا گیا۔

یہ سپاس نامہ آپ کی حیات وخدمات کا ایک آئینہ ہے، جسے یہاں پیش کر دیتا ہوں تاکہ محفوظ ہو جائے۔

سپاس نامہ

بخدمت اقدس:

مخدوم گرامی مرتبت مفکر اسلام، محسن قوم وملت

حضرت علامہ الحاج الشاہ **سید محمد انور چشتی** صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

سربراہ اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی

بموقع

۳۸/واں عرس مقدس

شیخ طریقت حضرت علامہ الشاہ **محمد رفیق الحسن** چشتی مصباحی امجدی قدس سرہ ڈیرہ پور

بتاریخ

۱۷، ۱۸/ ربیع الاول شریف ۱۴۴۵ھ

خانوادۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کے شاہین صفت شہزادگان میں ایک نمایاں اور عظیم نام مخدوم گرامی مرتبت مفکر اسلام حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی کا ہے، جو اپنے اعلیٰ اوصاف وکمالات، عمدہ اخلاق وکردار اور بے مثال دینی ومذہبی خدمات کی بنیاد پر عوام وخواص میں امتیازی شناخت رکھتے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہے، آپ جید عالم وفاضل، عمدہ صاحب فکر وقلم، بافیض استاذ، زبردست خطیب، بے مثال ناظم ومہتمم اور اعلیٰ فکر وبصیرت کی حامل شخصیت ہیں۔

آپ کی ولادت ماہِ رمضان ۱۳۷۵ھ کو آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں ہوئی، اپنے والد ومرشد امام الکاملین، سید المتوکلین، اکبر المشائخ حضرت علامہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد اپنے وقت کی عبقری شخصیات فقیہ

ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی، خواجۂ علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمہم اللہ، استاذ العلماء، جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی محمد رحمت اللہ قادری بلرام پوری اور حضرت علامہ مجاہد حسین رضوی مصباحی استاذ دار العلوم غریب نواز الہ آباد کی درس گاہوں میں زانوے تلمذ تہ کر کے علم وآگہی، فکر وفن اور عمل واخلاص کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ تحصیل علم سے فراغت ہوئی تو آپ کی گوناگوں صلاحیتوں کے پیش نظر بدایوں کے قدیم ادارہ مدرسہ قادریہ بدایوں کے کاروانِ علم وفضل کے قافلہ سالار مقرر کیے گئے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے نہ صرف یہ کہ آپ نے ادارے کی نیک نامی اور شہرت ومقبولیت میں اضافہ کیا بلکہ تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک نئی تاریخ رقم فرمائی۔

جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی نشأۃ ثانیہ کے وقت بانی ادارہ حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ادارے کی نظامت وقیادت کی تمام تر ذمے داریاں آپ کے سپرد فرمائیں۔ ایک طویل عرصے تک آپ پوری محنت ولگن، جاں فشانی وجاں کاہی، اخلاص وللّٰہیت اور مکمل یک سوئی کے ساتھ جامعہ کی تعلیمی وتعمیری ترقی کے لیے کوشاں رہے، جب آپ نے جامعہ صمدیہ کی زمام قیادت سنبھالی تو یہ ادارے کی شیر خوارگی کا زمانہ تھا، جامعہ اَب عنفوان شباب کے مرحلے سے گزر کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہے، آپ نے ہر مرحلے پر جامعہ صمدیہ کو سجانے اور سنوارنے کی ہر ممکن کوشش کی، مختلف شعبہ جات قائم کیے، سہ منزلہ عظیم الشان مرکزی بلڈنگ کی تعمیر وتزئین اپنے اعلیٰ ذوق کے مطابق فرمائی، مہمانانِ رسول کی ضیافت کے لیے ڈائننگ ہال کی تعمیر کے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا، علما وطلبہ، محققین ومصنفین اور اہل ذوق کی علمی تسکین کے لیے تاج الفحول لائبریری قائم فرمائی، ملک وملت کے سلگتے مسائل پر غور وخوض کے لیے خواجہ بندہ نواز سمینار ہال تیار کیا، شعبۂ نشر واشاعت کے ذریعہ صالح مذہبی لٹریچر اہل علم تک پہنچانے کا انتظام فرمایا، جامعہ کے تعلیمی معیار کو بامِ عروج تک پہنچانے کے لیے ماہر مخلص اور جواں عزم وحوصلے کے اساتذہ کی ایک ایسی ٹیم تیار کی جو انتہائی متحرک وفعال اور جامعہ کے کاروانِ علم وفضل کو بلندیوں تک پہنچانے کے لیے ہمہ دم کوشاں رہی، آپ نے اپنے جامعہ کے تعلیمی کارواں کو

صحیح سمت پر گام زن رکھنے کے لیے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی جیسی علمی وعبقری شخصیت کو مسند صدارت پر بٹھایا، مفتی صاحب کی صدارت اور آپ کی پیہم کوششوں سے جامعہ صمدیہ مسلسل ترقی کی شاہراہوں پہ گامزن رہا اور اس کی حصول یابیوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا۔ یقیناً جامعہ صمدیہ کی تعمیر وترقی کے حوالے سے آپ کے بے مثال کارناموں کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکے گی اور آپ کا نام جامعہ کی پیشانی پر تا ابد تابندہ ودرخشندہ رہے گا۔

مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ دام ظلہ العالی دینی، مذہبی، تبلیغی اور علمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، آپ انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ [رجسٹرڈ] پھپھوند شریف کے سربراہ بھی ہیں، اس انجمن کے تحت جامعہ صمدیہ کے علاوہ صمدیہ ہائی اسکول، فیوض صمدیہ جونیر ہائی اسکول، مکتب اسلامیہ جیسے ادارے قوم وملت کے نونہالوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں مصروف ہیں، ان تمام تعلیمی اداروں کی مالی ضروریات کی تکمیل آپ ہی کی مساعی جمیلہ کی رہینِ منت رہی ہے۔ مسلسل علالت اور نامساعد حالات کے باجود آپ صبح وشام جامعہ کی ترقی کے لیے فکر مند رہا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ ذوق تعمیر سے نوازا ہے، جامعہ صمدیہ کی تعمیرات کے علاوہ آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ کی متعدد تعمیرات خصوصا مسجد وخانقاہ کی تعمیر اور بڑی درگاہ شریف کے اندرونی حصے کی تزئین کا کام آپ ہی کی نگرانی میں تکمیل آشنا ہوا۔

ممدوح گرامی حضرت علامہ سید انور میاں صاحب قبلہ کو ربِّ کریم نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، آپ ایک باصلاحیت، ذی شعور اور وسیع المطالعہ عالم دین ہیں، مختلف علوم فنون میں مہارت رکھتے ہیں، درس وتدریس کا بھی عمدہ ذوق ہے، دل نشیں اور شگفتہ لب ولہجے میں خطاب فرماتے ہیں، شعر وسخن کے میدان میں بھی کمال رکھتے ہیں، آپ فطری طور پر خوش اخلاق، خوش طبع، خوش وضع اور مہمان نواز واقع ہوئے ہیں، کشادہ قلبی، اعلیٰ ظرفی، خندہ روئی، صبر وضبط اور سادگی وبے تکلفی آپ کے نمایاں اوصاف ہیں، فہم وفراست، حکمت ودانائی، فکر وتدبر، دور بینی ودور اندیشی، اہم اور پیچیدہ معاملات میں صحیح فیصلہ آپ کے امتیازات ہیں۔ جامعہ

صمدیہ کے طلبہ واساتذہ کے ساتھ ہمیشہ بہت ہی شفقت محبت کا برتاؤ فرماتے رہے ہیں، ان کی ضروریات کی تکمیل اور ان کی خواہشات کا احترام اور ان کے لیے عمدہ سہولیات کی فراہمی ہمیشہ آپ کی اولین ترجیح رہی ہے۔

آپ اپنے والد گرامی اکبر المشائخ حضرت علامہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب و معتمد رہے، اہم معاملات میں وہ آپ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور آپ کے مشوروں کو بڑی اہمیت دیا کرتے تھے کیوں وہ آپ کی دیانت، اصابت فکری اور قائدانہ صلاحیتوں سے واقف تھے، انہوں نے آپ کو خلافت واجازت سے بھی نوازا اور اوراد و وظائف کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کی دینی خدمات پر ہمیشہ مسرت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

آپ یقینِ محکم اور عملِ پیہم کی دولت سے مالا مال ہیں، آپ نے حالات کی ناسازگاری اور وسائل کی عدم فراہمی کا کبھی شکوہ نہیں کیا، مشکل سے مشکل حالات میں بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے منزل کی طرف رواں دواں رہے، اپنوں کی تنقید یا غیروں کی عداوت ان کی راہ کی رکاوٹ نہیں بنی، ان کا ذوق جنون انہیں کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور بہتر سے بہتر کے حصول کے لیے ہمیشہ مضطرب و بے چین رہے، اسی اضطراب و بے چینی نے آپ کو قوم کا محسن اور ملت کا نگہبان بنا دیا۔

آج عرس رفیقی کی بابرکت تقریب میں ہم قوم وملت کے اسی عظیم محسن و رہنما کی خدمت میں **"حضرت مصعب بن عمیر ایوارڈ"** پیش کرتے ہوئے خوشی مسرت کے جذبات سے سرشار ہیں اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور تمام آفات روزگار اور حاسدین کے حسد اور اہل شر کے فتنہ وفساد سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

منجانب: تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات، یوپی

بانی: حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ

باب پنجم

علالت اور سفر آخرت

علالت

مخدوم گرامی منزلت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ بڑے وجیہ، کشادہ رُو، صحت منداور بارعب شخصیت کے حامل تھے، عالمانہ وقار اور شانِ سیادت اس پر چار چاند لگاتی تھی، حسن وجمال کے پیکر تھے، جس محفل میں ہوتے نمایاں نظر آتے۔ لیکن امراض کی کثرت نے بہت جلد آپ کی صحت کو متاثر کر دیا۔

پہلے پہل آپ کو شوگر کا مرض تھا، اس مرض مہلک نے آپ کو جسمانی طور پر کافی کمزور کر دیا تھا، شروع سے علاج کا سلسلہ چلتا رہا، لیکن مستقل افاقہ نہیں ہوا۔ بلکہ یہ دائمی مرض بن گیا۔ شوگر کا مرض کئی امراض پیدا کر دیتا ہے، شوگر عموماً ہارٹ، بلڈ پریشر اور فالج کا سبب بنتا ہے، آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، شوگر نے متعدّد امراض پیدا کر دیے، صحت روز بہ روز گرتی گئی، ہارٹ کی بھی شکایت ہوگئی تھی اور چند سال قبل فالج کا اثر بھی ہو گیا تھا۔

فالج کی وجہ سے آپ کی صحت بہت زیادہ متاثر ہو گئی، مضبوط اور توانا جسم نحیف و ناتواں ہو گیا، اب آپ سہارے سے اٹھتے اور سہارے سے چلتے، دہلی، گوالیر، اٹاوہ، کان پور، ممبئی، جھانسی وغیرہ کے متعدّد ہاسپیٹل میں علاج ہوا، کبھی کچھ افاقہ ہوتا اور کبھی طبیعت زیادہ بگڑ جاتی، اتار چڑھاؤ کا یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔

علالت کی اس طویل مدت میں سفر وغیرہ بہت کم ہو گیا تھا، جامعہ صمدیہ کی ذمے داریاں شہزادۂ گرامی حضرت غلام عبد الصمد میاں چشتی مد ظلہ کے حوالے کر دی تھی۔ اس پوری مدت مرض میں آپ دیگر عبادات کے ساتھ اوراد و وظائف کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے، قصیدہ بردہ شریف، دلائل الخیرات شریف اور دیگر وظائف پابندی سے پڑھتے، جو وقت بچتا کتابوں کے مطالعہ میں صرف فرماتے اور احادیث کی ترسیل کا کام پابندی سے کرتے۔ ”ارشادات رسول انور“ جو احادیث کا منتخب مجموعہ ہے، اس کا کام بھی علالت کے ایام ہی میں انجام پایا۔

مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ پہلے ہی سے رقیق القلب تھے، لیکن مرض

کے ایام میں ان کی رِقّتِ قلب میں اضافہ ہو گیا تھا، کوئی اچھی بات سنتے تو رونے لگتے، آخرت کا ذکر ہوتا تو ہچکیاں بندھ جاتیں، مشائخ کرام کا ذکر ہوتا تو بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، قدیم احباب ملتے تو ان سے مل کر رونے لگتے۔

در اصل مرض بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، گناہوں سے پاکی ہوتی ہے، درجات بلند ہوتے ہیں اور اپنے رب سے قریب ہونے کا موقع ملتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

صحابیِ رسول حضرتِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کس چیز کے سبب مسکرائے؟ ارشاد فرمایا: بندۂ مومن کے لیے کتنی عجیب بات ہے کہ وہ بیماری میں روتا ہے اگر وہ جان لیتا کہ اُس کے لیے اِس بیماری کے بدلے کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ پسند کرتا کہ بیمار ہی رہے یہاں تک کہ اپنے رَب سے ملے۔ پھر آپ دوبارہ مسکرائے اور اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا، ہم نے عرض کیا: یارسولَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کس وجہ سے مسکرائے اور اپنا سرِ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا؟ ارشاد فرمایا: میں نے دو فرشتوں کو دیکھا جو آسمان سے اُترے اور بندۂ مومن کو اُس کی نماز پڑھنے کی جگہ تلاش کرنے لگے، جب اُس کو نہ پایا تو اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا اللہ پاک! ہم تیرے فلاں بندے کے دن رات کے فلاں فلاں نیک اعمال لکھتے تھے، اب ہم نے اُس کو تیری قید (یعنی بیماری) میں پایا لہٰذا ہم نے اُس کے کوئی نیک اعمال نہیں لکھے۔ اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: میرے بندے کے وہ تمام نیک اعمال لکھو جو وہ دن اور رات میں کرتا تھا اور اِس میں سے کچھ کم نہ کرو جب تک وہ میری قید میں ہے۔ (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، ۲۴۴/۴، حدیث: ۷۵۔ معجم اوسط، ۱۱/۲، حدیث: ۲۳۱۷)

حضرتِ علّامہ عبدُ الرّؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اللہ پاک جب کسی بندے کو بیماری میں مبتلا فرماتا ہے تو اس کے سبب اُسے گناہوں کی گندگی سے پاک کرتا ہے اور صبر کرنے والوں کا ثواب عنایت فرماتا ہے، جب وہ بندہ پُل صراط پر گزرے گا تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی کیونکہ وہ پہلے ہی سے گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف ہو چکا ہوگا پھر وہ جنت میں داخل ہوگا تو اُسے صبر کرنے والوں کے درجات پر بلند کیا جائے گا اور اگر وہ دنیا میں گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف نہیں ہوا ہوگا تو جب قیامت کے دن آئے گا تو جہنم کی آگ اُس کے انتظار میں ہوگی لہٰذا وہ پُل صراط سے اچانک اُٹھالیا جائے گا تا کہ اُس سے گناہوں کی گندگی دور کی جائے، کیوں کہ گناہوں کی آلودگیوں سے پاک وصاف لوگ ہی نیکیوں کے گھر اور اللہ پاک کے پڑوس (یعنی جنت) کے لائق ہیں۔" (فیض القدیر، ۴/۲۰۲، حدیث: ۵۳۸۸)

مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ مرض کے ایام میں بھی جس طرح نیکیوں اور دینی وعلمی کاموں میں مصروف رہے اور ضعف ونا توانی کے باوجود قوم وملت کو فراموش نہیں کیا اور ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لیے آخری سانسوں تک کوشش فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً آپ پر رب ذوالجلال کا خصوصی فضل وکرم تھا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

وصالِ پُر ملال:

انسانی زندگی انتہائی بے ثبات ہوا کرتی ہے، کب کس کا وقت اجل آجائے کوئی نہیں جانتا، اس لیے مرد مومن کو ہمیشہ سفر آخرت کی تیاری رکھنی چاہیے۔ مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری زندگی دین اور علم دین کی خدمت میں مصروف رہے، آرام وآسائش کو تج کر مسلمانوں کی صلاح وفلاح کے لیے بڑی قربانی پیش کی، جامعہ صمدیہ کو خون جگر سے سینچا اور ملت کو دین کا ایک عظیم قلعہ سپرد کر کے خود سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔

مورخہ ۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲/ مئی ۲۰۲۶ء بروز شنبہ تقریباً صبح دس بجے آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں آپ کا وصال پُرملال ہوا۔ وصال سے قبل معمول کے مطابق آپ نے ناشتہ کیا، خادم چائے پلانے کے لیے کپ لانے گیا، اسی دوران آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

آپ کے وصال کی خبر سے علمی و دینی حلقوں میں غم واندوہ کا ماحول پیدا ہوگیا، آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ اور جامعہ صمدیہ کی فضا سوگوار ہوگئی۔ ملک بھر کے اکابر علمائے کرام کے تعزیتی پیغامات آنے لگے، اکابرین نے اسے ملت کا بڑا نقصان قرار دیا اور ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔

آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ کے مخدومین نے جنازے کا وقت بعد نماز عشا مقرر فرمایا، تدفین کے لیے حضور حاجی میاں نے جامعہ صمدیہ کے احاطے میں جانب مغرب چشتی دارالطعام کے مغربی کنارے پر ایک زمین جیب خاص سے خریدی تھی اور یہاں تدفین کے لیے اپنے شہزادۂ گرامی مخدوم والاتبار حضرت علامہ غلام عبد الصمد میاں دام ظلہ العالی کو تحریری طور پر وصیت فرمادی تھی۔

نماز جنازہ:

وصال کی خبر پھیلتے ہی اہل عقیدت کے قافلے آستانۂ عالیہ صمدیہ پہنچنا شروع ہوگئے تھے، جہاں جہاں سے ارباب عقیدت پہنچ سکتے تھے وہ پہنچے، شام تک ہزاروں افراد پھپھوند شریف پہنچ چکے تھے، پھپھوند شریف کی گلیاں پُر ہوچکیں تھیں، آستانۂ عالیہ کا احاطہ بھی بھرا ہوا تھا، مختلف علاقوں سے علمائے کرام بھی کثیر تعداد میں تشریف لائے تھے۔ بعد نماز عشا تقریباً سوا دس بجے آستانۂ عالیہ کے احاطۂ نور میں نماز جنازہ شہزادۂ اکبر المشائخ، مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد اظہر میاں چشتی دام ظلہ العالی کی امامت میں ادا کی گئی۔

نماز جنازہ میں ملک کی متعدّد خانقاہوں کے مشائخ کرام، مسند نشینان اور ارباب حل و عقد نے شرکت فرمائی، ان میں رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ خانقاہِ

عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ یوپی۔ حضرت علامہ عبدالغنی عطیف میاں قادری مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ قادریہ بدایوں شریف، حضرت مولانا عزام میاں قادری خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف، حضرت مولانا سید عادل محمود کلیمی، خانقاہ چشتیہ کلیمیہ میران پور کٹرہ شاہ جہاں پور، حضرت سید یوسف میاں صاحب خانقاہ شیخ العالم ردولی شریف۔ حضرت مولانا محمد عارف فاروقی ازہری ناظم اعلیٰ مدرسۃ المسلمین بیجناتھ پارہ، رائے پور چھتیس گڑھ کے اسمائے گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

تدفین:

آستانۂ عالیہ سے جنازہ خلق خدا کے ایک ہجوم کے ساتھ جامعہ صمدیہ کے لیے نکلا، زندگی میں ہزاروں بار آپ نے آستانہ شریف سے جامعہ صمدیہ کا فاصلہ طے کیا ہوگا، لیکن آج کے سفر کی الگ ہی شان وشوکت تھی، آستانے کے تمام مخدومین گرامی ساتھ تھے، ہزاروں اہل محبت پیچھے پیچھے چل رہے تھے، تسبیح وتہلیل کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، جنازہ جامعہ صمدیہ پہنچا تو اہل محبت کے ہجوم سے وسیع وعریض احاطہ پُر ہوگیا، آج جامعہ صمدیہ کے در و دیوار ماتم کناں تھے، فضائیں سوگوار تھیں، آج جامعہ کا محسن جامعہ میں ہمیشہ کے لیے محو استراحت ہونے آیا تھا، طلبہ واساتذہ کی آنکھیں اشک بار تھیں، اہل محبت بے چین و بے قرار تھے، شہزادگان، برادران اور جملہ اہل آستانہ غم واندوہ کے باوجود صبر وشکیب کی مثال پیش کرتے ہوئے تدفین کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور جنازے میں شرکت کے لیے آئے ہوئے لوگوں کو ہدایات بھی دے رہے تھے۔
مخدوم گرامی حضرت حفاظ وقاری سید محمد منظر میاں چشتی دام ظلہ العالی اور مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام عبد الصمد میاں چشتی دام ظلہ العالی نے جسد مبارک کو قبر میں اُتارا، مخدوم گرامی حضرت سید منظر میاں سرہانے تھے اور مخدوم گرامی سید غلام عبد الصمد میاں پائنتی کی جانب تھے، اس طرح تدفین عمل میں آئی، دیر شب تک دور دراز اور قرب وجوار کے لوگوں نے فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا سلسلہ جاری رکھا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

باب ششم

تعزیتی خطوط

۱

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

--------*****-----*****--------

حضرت مولانا سید محمد انور میاں چشتی

اخلاص وکردار اور عزم وحوصلے کی ایک روشن مثال: جن کی خدمات ہمیشہ یادرکھی جائیں گی

--------*****-----*****--------

خانقاہ چشتیہ صمدیہ پھپھوند شریف کے چشم وچراغ اور جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے سربراہ اعلی، حضرت مولانا سید محمد انور چشتی نور اللہ مرقدہ کی رحلت کی غم ناک خبر سے قلب مضمحل ہے، یقیناً ان کا وصال خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف اور علمی دنیا کا ایک بڑا خسارہ ہے۔

مولانا سید محمد انور چشتی خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف کی عظیم المرتبت شخصیت اکبر المشائخ حضرت سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحب زادے تھے۔ رب ذوالجلال نے انہیں بے شمار کمالات سے نوازا تھا، وہ ایک اچھے عالم دین، دین وسنیت کا درد رکھنے والے مخلص داعی ومبلغ، حسن اخلاق کے پیکر اور عزم حوصلے کے کوہ گراں تھے۔

ان کی پیدائش ۱۱؍ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ کو خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف میں ہوئی اور ۷۲؍ سال کی عمر میں مورخہ ۱۴؍ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲؍ مئی ۲۰۲۶ء کو ان کا وصال ہو گیا۔

مولانا سید محمد انور چشتی نے ابتدائی تعلیم خانقاہ صمدیہ میں قائم ادارہ جامعہ صمدیہ سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد سے حاصل کی، اساتذہ میں ان کے نانا امام النحو مولانا غلام جیلانی میرٹھی، فقیہ ملت حضرت مفتی محمد جلال الدین امجدی اور حضرت مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی رحمہم اللہ کے اسما خاص طور سے شامل ہیں۔

انھوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں سے کیا، انھوں نے کئی سالوں تک یہاں کی نظامت کے فرائض انجام دیے، اپنے عہد نظامت میں انھوں نے نامور علما کی ایک ٹیم کو جمع کر کے اس ادارے کی تعلیمی ترقی اور شہرت و نیک نامی میں اضافہ فرمایا۔

جامعہ صمدیہ کی نشاۃ ثانیہ کے وقت ان کے والد گرامی حضرت سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تمام تر ذمے داریاں ان کے سپرد فرمائیں۔

جامعہ صمدیہ کی تعمیر و ترقی ان کی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ ہے، وہ پوری محنت و لگن، جان فشانی و جاں کاہی کے ساتھ جامعہ کی تعلیمی و تعمیری ترقی کے لیے کوشاں رہے، انھوں نے جامعہ کو تعلیمی و تعمیری دونوں اعتبار سے سجانے اور سنوارنے کی کام یاب کوشش کی، مختلف شعبہ جات قائم کیے، سہ منزلہ عالی شان مرکزی بلڈنگ اور دوسری متعدّد عمارتوں کی تعمیر اپنے اعلیٰ ذوق کے مطابق فرمائی، تعلیمی امور حضرت مولانا مفتی محمد انفاس الحسن چشتی زید شرفہ سابق صدر المدرسین جامعہ صمدیہ کے حوالے کر کے خود ادارے کے مصارف کی تکمیل کے لیے مسلسل تگ و دو فرماتے رہے، انھوں نے اپنی محنت و کوشش سے جامعہ صمدیہ کو تعمیر و ترقی کے اعلیٰ مقام تک پہنچایا۔

حضرت مولانا سید محمد انور چشتی انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ رجسٹرڈ پھپھوند شریف کے بھی سربراہ تھے، جس کے زیر انتظام جامعہ صمدیہ کے علاوہ فیوض صمدیہ ہائی اسکول، فیوض صمدیہ جونیر ہائی اسکول اور مکتب اسلامیہ جیسے ادارے چلتے ہیں اور تعلیمی میدان میں بڑی اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا الحاج سید محمد انور چشتی نور اللہ مرقدہ انتظامی ذمے داریوں کے ساتھ دینی و تبلیغی کاموں میں بھی مصروف رہا کرتے تھے، آسان لب و لہجے میں عمدہ خطاب فرماتے تھے، تصنیف و تالیف سے بھی لگاؤ تھا، اصلاحی رسائل اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں مرتب کر کے تقسیم کیا کرتے تھے، اشاعت حدیث سے انہیں خاصا شغف تھا، اس حوالے سے ان کی دو اہم کتابیں "اربعین احادیث" اور "ارشادات رسول انور" معرض وجود میں آئی ہیں۔

فقیر بارہا خانقاہ چشتیہ صمدیہ پھپھوند شریف حاضر ہوا، حضرت مولانا سید محمد انور چشتی صاحب سے بھی ملاقاتیں رہیں، ہر بار محبت سے ملتے، خوش اخلاقی کا مظاہرہ فرماتے، آخری ملاقات گزشتہ سال عرس رفیقی ڈیرہ پور کان پور دیہات میں ہوئی، علالت اور نقاہت کے باوجود گرم جوشی سے ملے اور حسب سابق خندہ روئی کا مظاہرہ فرمایا۔

انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ رجسٹرڈ پھپھوند شریف کی جانب سے ہر پانچ سال پر کسی متبحر عالم دین کو "**قبلۂ عالم ایوارڈ**" پیش کرنے کا سلسلہ اکبر المشائخ حضرت سید اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمایا تھا، جسے ان کے لائق وفائق صاحب زادگان نے باقی رکھا ہے، ۲۰۱۵ء میں اس بے مایہ کو اس ایوارڈ کے لیے منتخب فرمایا، اس موقع پر ۱۸/ جمادی الاخرہ ۱۴۳۵ھ کو عرس حافظ بخاری میں شرکت کا موقع ملا اور مولانا سید محمد انور میاں چشتی کی وسیع الظرفی اور اعلیٰ اخلاق کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ اس سے قبل ۲۰۰۳ء میں صد سالہ عرس حافظ بخاری کے موقع پر اس بے مایہ کو "حافظی ایوارڈ" سے بھی حضرت اکبر المشائخ نے نوازا تھا۔

ان کی رحلت سے فقیر غم زدہ ہے، یقیناً خانقاہ چشتیہ صمدیہ کے لیے یہ صبر آزما مرحلہ ہے، غم واندوہ کی اس گھڑی میں یہ فقیر خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف کے جملہ شہزادگان خصوصاً صاحب سجادہ حضرت مولانا سید محمد اختر چشتی زیدت معالمھم اور صاحب زادۂ گرامی حضرت مولانا سید غلام عبد الصمد چشتی ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف وجملہ وابستگان ومتوسلین سے تعزیت کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ رب ذوالجلال حضرت سید محمد انور میاں چشتی کی مغفرت فرمائے اور تمام پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد نظام الدین الرضوی

شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ / ۴/ مئی ۲۰۲۶ء دوشنبہ

۲

حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی قبلہ

سابق استاذ و صدر دار الافتا دار العلوم غریب نواز الہ آباد

---------*****----*****---------

حاجی میاں صاحب قبلہ واصل بہ حق

---------*****----*****---------

شہزادۂ اکبر المشائخ و نبیرۂ صدر العلماء، حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں صاحب قبلہ چشتی عرف حاجی میاں سربراہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کل صبح قریب دس بجے واصل بہ حق ہو گئے۔ موصوف باصلاحیت عالم، دور اندیش اور معیاری سوچ کے حامل اور اعلیٰ اخلاق سے متّصف تھے۔ جامعہ صمدیہ کی پر شکوہ عمارت، عمدہ تعلیمی نظام آپ کی تعمیری اور تعلیمی سرگرمیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے، آپ کا وصال نہ صرف ان کے خانوادے بلکہ پوری جماعت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ ۱۹۸۱ء میں آپ ایک مدرس کی تلاش میں تب مبارک پور تشریف لے گئے تھے جب آپ کا ادارہ خانقاہ کے احاطے میں چل رہا تھا اور میں جامعہ اشرفیہ میں تخصص فی الادب العربی کا متعلم تھا۔ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے عارضی طور پر کچھ دنوں کے لیے مجھے وہاں بھیج دیا اور ان کی شرح جامی میرے حصے میں آئی۔ بہ حیثیت استاذ وہ میری عزت افزائی فرماتے تھے، اور آل رسول ہونے کی حیثیت سے میں ان کا بھرپور احترام کرتا تھا۔ اللہ رب العزت انہیں غریق رحمت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ان کی دینی و علمی خدمات کو شرف قبول بخشے اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت کرے، ع ”این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد“

محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی

سابق استاذ و صدر دار الافتا دار العلوم غریب نواز الہ آباد

(۳)

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی

سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات

--------- ****----*****--------

مفکر اسلام حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت اہل سنت کا عظیم خسارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما

مورخہ ۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۳۰/ اپریل ۲۰۲۶ء بروز جمعرات کو یہ خادم حج کے مبارک سفر پر روانہ ہوا، لکھنؤ سے مدینۃ المنورہ کی فلائٹ تھی، شب کے آخری حصے میں شہر محبت مدینہ المنورہ پہنچ گیا، مسجد نبوی شریف میں نمازیں ادا کی گئیں، آقائے کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے روضۂ اطہر پر حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا، سب معمول پر تھا، لیکن دوسرے ہی دن مورخہ ۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲/ مئی ۲۰۲۶ء کو دارالخیر پھپھوند شریف سے یہ رُوح فرسا خبر ملی کہ میرے محسن وکرم فرما، مخدومی الکریم حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی نوراللہ مرقدہٗ کا وصال پُر ملال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ اس وحشت ناک خبر نے میرے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ذہن ودماغ ماؤف ہو گئے، قلب وجگر پر ایک بجلی سی گری اور سخت اضطراب وبے چینی کی کیفیت میں مبتلا ہو گیا، میرے رفقائے سفر بھی کرب والم میں ڈوب گئے، کلماتِ استرجاع پڑھے گئے اور دعائے مغفرت کی گئی۔ سفر حج پر ہونے کی وجہ سے جنازے میں شرکت کے لیے واپسی کی کوئی صورت نہیں تھی، اس لیے مسجد نبوی شریف میں ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔

مخدومی الکریم حضرت علامہ سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یقیناً قوم

وملت کا عظیم خسارہ ہے، ایسی عظیم شخصیتوں کا وجودِ مسعود پوری ملت کے لیے نعمت ہوا کرتا ہے، ایسے رجالِ علم وعمل برسوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ آپ کی رحلت سے جہاں قوم وملت کا بڑا نقصان ہوا ہے وہیں اس خادم وکفش بردار نے اپنے ایک عظیم محسن وکرم فرما کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا ہے اور مشکل گھڑی میں دست گیری فرمانے والے مخلص سرپرست کی شفقت وعنایت سے محروم ہو گیا ہے، اب اس غم زدہ کے لیے صبر وضبط کے سوا کوئی چارۂ کار بھی نہیں ہے۔ ان للہ ما اخذ، ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمی، فلتصبر ولتحتسب۔

مخدوم گرامی وقار، محسن قوم وملت، مفکر اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کے چشم وچراغ، آقائے نعمت، سیدی ومرشدی الکریم، امام الکاملین، سید المتوکلین، فرد الوقت، اکبر المشائخ حضور الشاہ سید محمد اکبر میاں چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فرزند دلبند، منظور نظر، مرید ومجاز، علم دوست، علم نواز اور ایک ذی علم عالم دین تھے۔ ممدوح گرامی کو نامور اساطین وقت اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل تھا، فکر رسا، اصابت رائے، حسن تدبیر، حسن نظم، تواضع وانکساری، حلم وبردباری اور علما نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی حرکت وعمل، جہد پیہم اور اخلاص وللّٰہیت سے عبارت تھی، ان کی زندگی کا ہر گوشہ منور وتابندہ تھا، ان کے نقوش حیات آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں، وہ خانوادۂ صمدیہ کے گل سرسبد اور فرد فرید تھے، ان کے علمی کمالات کا اعتراف اہل علم نے کیا، وہ میدان عمل کے مرد مجاہد تھے، انھوں اپنے عہد کے اکابر اساتذہ کی بارگاہ میں زانوے تلمذ تہ کیا تھا، وہ بے مثال اساتذہ کے باکمال تلمیذ تھے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف میدانوں میں اپنی خدمات اور کارناموں کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، تدریس، تحریر، تقریر، تبلیغ، تنظیم، تعمیر اور دین ومذہب کے متعدّد شعبوں میں ان کے گراں قدر کارنامے انہیں ہمیشہ زندہ وتابندہ رکھیں گے۔

جامعہ صمدیہ کی تعمیر و ترقی اور اس چمنستان علم و فضل کی شادابی آپ کا سب سے عظیم اور لازوال کارنامہ ہے، مرشد گرامی، فرد الوقت، حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جامعہ کی تعمیر و ترقی کا جو فریضہ آپ کے سپرد فرمایا تھا، آپ نے اس فریضے کو نبھانے میں اپنی پوری زندگی صرف فرمادی، جوانی سے لے کر ضعیفی تک اپنے خون جگر سے اسے سینچتے اور سنوارتے رہے، اس کے استحکام کے لیے ہر ممکن کوشش فرمائی، آپ کے جہدِ مسلسل سے جامعہ صمدیہ تعلیم و تعمیر دونوں اعتبار سے شہرت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا۔

اس خادم پر مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازیوں کا ایک طویل سلسلہ رہا۔ میرے مرشد کریم حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مجھے جامعہ صمدیہ کا خادم منتخب فرمایا تھا، حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس انتخاب کا ہمیشہ خیال رکھا، وہ جامعہ صمدیہ کی تعلیمی ذمے داریاں اس خادم کے ناتواں کندھوں پر ڈال کر خود ادارے کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گئے، وہ اس خادم سے بے پناہ محبت فرماتے اور حد درجہ اعتماد فرماتے تھے، خادم کی گزارشات کو شرف قبولیت عطا فرماتے، مدرسے کے معاملات میں مشاورت فرماتے اور مشوروں کو اہمیت دیتے، دل جوئی اور شفقت کا ہمیشہ خیال رکھتے، ہر مشکل موڑ پر رہ نمائی و دست گیری فرماتے، دینی و مذہبی خدمات پر خوش ہوتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

جامعہ صمدیہ سے مستعفی ہونے کے بعد بھی ان کی نوازشات کا سلسلہ جاری رہا، جب بھی آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور میں منعقد ہونے والی کسی تقریب میں شرکت کی دعوت پیش کرتا، علالت و نقاہت کے باوجود بخوشی دعوت قبول فرماتے اور تشریف لا کر احسان فرماتے، بغیر دعوت بھی کرم فرماتے ہوئے اس خادم کے غریب خانے کو رونق بخشتے اور خدمت کا موقع عنایت فرماتے۔ والد گرامی رفیق العلماء حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر تشریف لا کر پروگرام کو رونق بخشتے۔

مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دین و سنیت کے سچے خادم تھے اور دین کے ہر خادم سے محبت فرماتے تھے، ملت اسلامیہ کی سرخ روئی اور اہل سنت کا استحکام

ان کا مشن تھا، اس میدان میں کام کرنے والے ہر مشن کو وہ اپنا مشن سمجھتے تھے اور اس کی تعمیر وترقی سے خوش ہوتے تھے، انہیں فرق ضالہ وباطلہ سے سخت نفرت تھی، ان فرقوں کے خلاف وہ ہمیشہ محاذ آرا رہے، وہ قوم کے بھولے بھالے افراد کو ان کے مکر وفریب سے واقف کرانا چاہتے تھے، ایک بار اس خادم کے پاس ایک سوال بھیجا کہ دیوبندی، وہابی اور رافضی وغیرہ فرقوں کے عقائد کیا ہیں؟ یہ کب پیدا ہوئے؟ ان کی خواہش تھی کہ ایک ایسا رسالہ مرتب ہو جائے جس میں باطل فرقوں کا تعارف ان کے گندے عقائد اور گمراہ کن افکار ونظریات کو آسان اسلوب میں بیان کر دیا جائے، انھوں نے گزشتہ سال ”عرس رفیقی“ سے کچھ دن قبل اس خادم کو اس کام کے لیے تاکیدی حکم دیا، ان کی دعاؤں سے اردو زبان میں ایک اہم رسالہ ”برصغیر کے چند گمراہ فرقوں کا تعارف“ کے نام سے خادم نے مرتب کیا اور تحریک دعوت انسانیت کے شعبۂ نشر واشاعت سے اس کی اشاعت عمل میں آئی، حضرت بہت خوش ہوئے اور اس کا ہندی پھر انگریزی ایڈیشن شائع کرا کر تقسیم فرمایا۔ یہ ان کی دین سے ہمدردی اور اخلاص قلب کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ان کی خدمات اور کارناموں کی ایک طویل داستان ہے، جسے خادم ان شاء اللہ آئندہ ضرور قلم بند کرے گا۔

سفر حج پر روانہ ہونے سے قبل مورخہ ۲۷/ اپریل ۲۰۲۶ء کو تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کے مرکزی آفس میں الوداعی تقریب تھی، اس موقع پر مخدومی الکریم حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہمراہ مخدوم گرامی وقار حضرت علامہ سید اظہر میاں چشتی دام ظلہ، خطیب آستانہ مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی دام ظلہ، شاعر آستانہ مخدوم گرامی حضرت حافظ وقاری سید محمد منظر میاں چشتی دام ظلہ اور مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد مظفر میاں چشتی دام ظلہ اساتذۂ جامعہ صمدیہ کے ایک قافلے کو ساتھ لے کر دعاؤں سے نوازنے کے لیے ڈیرہ پور تشریف لائے تھے، سبھی آقاؤں نے دعاؤں سے نوازا، حضور حاجی میاں صاحب پر رقت طاری تھی، دیر تک روتے رہے، خادم بھی ضبط نہ کر سکا، کسے معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے، اب ان کی صحبت کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ کے لیے

محرومی ہو جائے گی اور وہ ہمیں روتا بلکتا چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہو جائیں گے:

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا

اس زمیں کی پستیوں میں آسماں کھو جائے گا

غم واندوہ کی اس گھڑی میں یہ خادم شہزادۂ گرامی، مخدوم والاتبار حضرت علامہ سید غلام عبدالصمد میاں چشتی زید شرفہ ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف اور اپنے تمام مخدومینِ آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف اور جملہ وابستگان آستانہ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت وترقی درجات کے لیے دعا گو ہے۔ اللہ جل شانہ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

غم زدہ:

اسیر اکبر المشائخ

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

سابق خادم الطلبہ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

خادم الحدیث والافتا جامعہ معلم کائنات، ڈیرہ پور

نزیل حال مکۃ المکرمہ

۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ/ ۱۳/ مئی ۲۰۲۶ء چہار شنبہ

④

استاذ العلماء حضرت مفتی بدر عالم مصباحی حفظہ اللہ

صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

---------****----****---------

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی جانے والے میں

---------****----****---------

سوشل میڈیا کے ذریعے یہ غم ناک والم ناک خبر موصول ہوئی کہ خانوادۂ چشتیہ پھپھوند شریف کے چشم و چراغ اور خانقاہی روایات کے امین، حضرت مخدوم گرامی مرتبت سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

انا للہ وانا الیہ رٰجعون..... رضینا باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد ﷺ وسلم نبیاً ورسولاً.

حضرت والا تبار ایک ہمہ جہت، باکمال اور صاحب نسبت بزرگ تھے، آپ اپنے والد گرامی اور اساتذۂ کرام کی تعلیم و تربیت کا حسین مظہر اور اس دور قحط الرجال میں اسلاف کرام کی زندگی کی یادگار تھے۔ سادگی آپ کا شعار، اخلاص آپ کا جوہر، اور دینی اداروں کی خدمت آپ کی زندگی کا مقصد اول تھا۔ آپ نے جس خلوص نیت اور للّٰہیت کے ساتھ جامعہ صمدیہ کی بنیادوں کو اپنے خون جگر سے سینچا، وہ آج ایک عظیم الشان تعلیمی و تربیتی ادارے کی صورت میں اہل نظر کے سامنے ہے، یقینا یہ آپ ہی کی شبانہ روز جدوجہد عزم صمیم اور غیر معمولی قیادت کا ثمرہ ہے۔

آپ کی ذات علم و عمل تقوی و طہارت اور حسن اخلاق کا حسین امتزاج تھی، تدریس، تربیت، تنظیم اور خدمت دین کے ہر میدان میں آپ نے اپنی مثال آپ نقوش چھوڑے، طلبہ کی علمی وروحانی تربیت، اساتذہ کی قدر افزائی، اور ادارے کی ہمہ جہت ترقی، یہ سب آپ کے روشن

کارنامے ہیں جو ہمیشہ یادر کھے جائیں گے۔آپ کی زندگی اہل علم کے لیے مشعل راہ اور آنے والی نسلوں کے لیے مینارۂ ہدایت رہے گی۔

آج آپ کی رحلت سے نہ صرف خانوادۂ چشتیہ بلکہ پوری ملت ایک عظیم سایۂ شفقت سے محروم ہوگئی ہے، جامعہ کے درودیوار سوگوار ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں اور ہروہ شخص غمزدہ ہے جس نے آپ کے فیض سے کچھ نہ کچھ پایا، بلاشبہہ آپ کا یہ وصال ایک زرّیں عہد کے خاتمے کے مترادف ہے، مگر آپ اپنی خدمات ،اپنے شاگردوں اور اپنے قائم کردہ اداروں کی صورت میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ہم اس عظیم سانحہ پر خانوادۂ چشتیہ صمدیہ پھپھوند شریف بالخصوص سجادہ نشینان سلسلہ، نائبین ،جملہ وابستگان سلسلہ، جامعہ صمدیہ کے ذمہ داران، پرنسپل، اساتذۂ کرام ،طلبۂ عزیزاور متعلقین کی خدمت میں دلی تعزیت وہمدردی پیش کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہیں کہ اللہ تعالی مرحوم کو جوار رحمت میں اعلی مقام عطافرمائے، ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے۔

اللہ تعالی جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کو اسی اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ مزید ترقی سے ہمکنار فرمائے اور اسے مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

بدرعالم مصباحی

صدر المدرسین

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی

۵

فاضل محقق حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

سوشل میڈیا کے ذریعے یہ غم ناک خبر ملی کہ خانوادۂ چشتیہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اوریا کے چشم و چراغ محسن قوم وملت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی معروف بہ حاجی میاں علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔ إِنَّ لِلّٰہِ مَا أَخَذَ، وَلَہُ مَا أَعْطَى، وَكُلٌّ عِندَہُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى. یہ سانحہ دینی و علمی دنیا کے لیے ایک عظیم نقصان اور ناقابلِ تلافی خسارہ ہے، جس کی کسک عرصۂ دراز تک محسوس کی جاتی رہے گی۔

محسنِ قوم وملت، حضرت علامہ سید انور میاں چشتی علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکات جامعِ اوصاف و کمالات تھی۔ آپ صرف خانوادۂ چشتیہ صمدیہ کے ایک عظیم فرد نہ تھے، بلکہ علم و عرفان کا ایک درخشاں آفتاب، فکر و عمل کا ایک روشن مینار، اور اخلاق و محاسن کا ایک ہمہ گیر دبستان تھے۔

آپ اکبر المشائخ حضرت سید اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحب زادے تھے۔ آپ کو اپنے عظیم والدِ گرامی کی علمی و روحانی نسبت وراثت میں ملی، اور پھر ان کی حکیمانہ تربیت اور فیضانِ نظر نے آپ کی شخصیت کو جلال و جمال کا حسین سنگم بنا دیا تھا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد جب حضرت سید انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عملی میدان میں قدم رکھا تو ان کی صلاحیتوں کا پہلا روشن مظہر مدرسہ قادریہ بدایوں شریف کی

نظامت کی صورت میں جلوہ گر ہوا، جہاں آپ کو ناظم مقرر کیا گیا، آپ کے دورِ نظامت میں وہاں ایسے ماہر اساتذہ اور جلیل القدر علما کی ایک درخشاں کہکشاں جمع ہو گئی تھی، جن میں ہر ایک اپنے علم و فن میں یکتا اور ممتاز تھا۔ امامِ علم و فن خواجہ مظفر حسین رضوی، جامعِ معقول و منقول حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ بلرام پوری، مناظرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی، عالمِ نبیل حضرت قاضی شہید عالم رضوی اور عالم باعمل حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی جیسے وقت کے نام ور علما اس درس گاہ کی زینت تھے۔

آپ انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ (رجسٹرڈ) کے سربراہ تھے، آپ کی بصیرت، اخلاص اور مسلسل جد و جہد نے اس ادارے کو ایک زندہ و تابندہ تحریک کی شکل عطا کر دی اور آپ کی قیادت میں یہ انجمن علم و عمل، تعلیم و تربیت، تعمیر و ترقی، اور دین و دنیا کے حسین امتزاج کا ایک درخشاں عنوان بن گئی۔

اسی انجمن کے زیر سایہ جامعہ صمدیہ سمیت صمدیہ ہائی اسکول، فیوض صمدیہ جونیئر ہائی اسکول، اور مکتب اسلامیہ جیسے ادارے منظم انداز میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور ان سب کی نگرانی و سرپرستی کا بارِ گراں آپ کے دوشِ ہمت پر تھا۔ آپ کی انتظامی بصیرت اور حکیمانہ قیادت نے ان اداروں کو استحکام، وقار اور تعمیری و تعلیمی تسلسل کی وہ قوت عطا کی ہے جو کسی بھی تعلیمی نظام کے لیے روحِ رواں کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ کی حیاتِ مستعار کا بیشتر حصہ انھی اداروں کی فلاح و بہبود کے لیے وقف تھا۔ مالی وسائل کی فراہمی اور ضروریات کی تکمیل کے لیے آپ ہمہ وقت سفر و حضر کی مشقتیں برداشت کرتے؛ علالت و نقاہت بھی آپ کے عزمِ مصمم کے لیے سدِ راہ نہیں بن پاتی تھی۔ بلاشبہہ یہ ساری چیزیں آپ کے بے کراں اخلاص، عمیق تدبر اور حکیمانہ قیادت کا زندہ ثبوت ہے۔

جامعہ صمدیہ کے لیے آپ کی مخلصانہ جد و جہد اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے آپ کی جاں فشانیاں قابلِ ذکر ہیں، تقریباً دو دہائیاں قبل جس ادارے نے ایک سادہ سی جھونپڑی میں،

درجہ حفظ کے چند طالب علموں کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز کیا تھا، آج وہی ادارہ ایک معیاری درس گاہ کی صورت اختیار کر کے ایک وسیع و عریض، سہ منزلہ عمارت میں جلوہ گر ہے۔ آپ ہمیشہ اس ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے کوشاں اور سرگرداں رہے؛ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسی مقصدِ جلیل کی تکمیل میں صرف ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فکرِ رسا، نظرِ عمیق اور مومنانہ بصیرت سے نوازا تھا۔ آپ کی یہ آرزو تھی کہ جامعہ صمدیہ ایک ایسا مثالی ادارہ بنے جہاں سے فارغ ہونے والا طالب علم محض ایک عالم نہ ہو، بلکہ دین کا سچا خادم اور اخلاق و کردار کا پیکر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبلیغِ دین کا جذبۂ صادق عطا فرمایا تھا جو آپ کی پوری حیات میں رواں دواں نظر آتا ہے۔ اصلاحِ معاشرہ کے لیے آپ نے مختلف تنظیمیں قائم فرمائیں اور ان کے ذریعے دینِ متین کی ترویج و اشاعت کا ایک منظم سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ اصلاحی جلسوں میں ضرور شرکت فرماتے، اور اپنے پُراثر، نصیحت آمیز اور دل نشیں بیانات کے ذریعے سامعین کے قلوب کو منور کر دیتے۔ آپ کی خطابت کا یہ امتیاز تھا کہ علمی مجالس میں دقیق علمی نکات نہایت محققانہ انداز میں پیش فرماتے، جب کہ عوامی اجتماعات میں سہل، سادہ اور عام فہم اسلوب اختیار کرتے، اور مثالوں کے ذریعے بات کو اس خوبی سے واضح کرتے کہ سننے والا متأثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

شعر و ادب سے بھی خاص شغف تھا؛ موقع و محل کی مناسبت سے اشعار کا برمحل استعمال آپ کی گفتگو کو مزید دل کش بنا دیتا۔ اسی طرح علمُ الاعداد میں بھی زبردست مہارت حاصل تھی، اور تاریخی مواقع پر نہایت موزوں اور بامعنی فقروں کا استخراج آپ کا ایک منفرد کمال تھا۔

اخلاق و کردار کے باب میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔ بڑوں کے حضور سراپا ادب و احترام، اور چھوٹوں کے لیے پیکرِ شفقت و محبت ہو جانا آپ کی شخصیت کا نمایاں وصف تھا۔ جود و سخاوت اور مہمان نوازی آپ کی فطرتِ ثانیہ تھی، علما کی حوصلہ افزائی اور طلبہ پر

شفقت آپ کا خاص شیوہ تھا۔

میں ان کے کن کن اوصاف و محاسن کو گناؤں اور کن کن خوبیوں کو شمار کروں، اخلاص وللّٰہیت، ایثار و قربانی، دینی غیرت و حمیت، سیر چشمی اور مروت، خود اعتمادی اور خود داری، اہل تعلق کی اصلاح وہدایت، طلبہ کی تعلیم و تربیت، خلقِ خدا کی خدمت، اور موقع بموقع ان کی صحیح رہ نمائی، عزت علم اور عزت نفس کا پاس ولحاظ، یہ سب ان کے قابل ذکر اوصاف ہیں۔

خود ذاتی طور پر راقم کے ان سے بڑے اچھے تعلقات تھے، جب بھی ملاقات ہوتی بہت شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے، بڑی مسرت و سرخوشی کا مظاہرہ کرتے، اور دعاؤں سے نوازتے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی دینی و علمی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور سراہتے اور یہاں کے اکابر علما اور اساتذہ سے بہت محبت فرماتے۔ اور یہ وصف انہیں ان کے والد گرامی سے ورثے میں ملا تھا۔

آپ کی اچانک رحلت کی خبر سے گہرا قلبی صدمہ ہوا، کیوں کہ ایسی شخصیات کا دنیا سے اٹھ جانا، سیکڑوں بلکہ ہزاروں افراد کے چلے جانے سے کہیں زیادہ خسارہ اور نقصان کا باعث ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک دنیا، ایک فکر، اور ایک زندہ روایت ہوتے ہیں۔ ایسے افراد اس شعر کے مصداق ہوتے ہیں:

فما كان قيس هلكه هلك واحد ولكنه بنيان قوم تهدما

اس خبر وحشت اثر سے اہلِ سنت کے تمام حلقوں میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ بعد نماز عشا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی عزیز المساجد میں ایک تعزیتی نشست ہوئی، جس میں کثیر اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی، حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی مدظلہ العالی نے حضرت کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی، ان کے کارنامے بیان فرمائے، اور اخیر میں ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

غم کی اس گھڑی میں، میں حضرت کے برادر کبیر اور آستانہ عالیہ چشتیہ صمدیہ کے سجادہ

نشین حضرت مولانا سید اختر میاں چشتی مدظلہ، ان کے شہزادۂ والا تبار حضرت مولانا سید غلام عبد الصمد چشتی، تمام برادران وشہزادگان، جملہ اہلِ خانہ، مریدین ومعتقدین اور وابستگان سے دلی تعزیت وہمدردی پیش کرتا ہوں۔

اخیر میں دعا ہے کہ ربّ کریم آپ سب کو صبرِ جمیل اور اجرِ عظیم عطا فرمائے، اس صدمے کو برداشت کرنے کا حوصلہ دے، اور حضرت کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

شریک غم:

نفیس احمد مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ

مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی

۱۵/ ذی قعدہ، ۱۴۴۷ھ

۳/ مئی، ۲۰۲۶ء

۶

حضرت مولانا یحییٰ رضا نوری مصباحی ابن مفتی عبدالحلیم رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست جامعہ ضیائیہ فیض الرضا دوری، سیتا مڑھی

----------****-------****----------

دنیائے سنیت کا ایک روشن چراغ گل ہوگیا

خانقاہ چشتیہ صمدیہ پھپھوند شریف کے چشم و چراغ اور جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد انور چشتی نور اللہ مرقدہ کے وصال پر ملال کی اندوہناک خبر نے دل کو غمزدہ اور رنجیدہ کر دیا۔ آپ کا وصال صرف اہل خانہ، اہل خانقاہ اور جامعہ کے اساتذہ کرام وطلبہ ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیائے اہل سنت کے لیے ایک عظیم علمی و روحانی خسارہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

حضرت سید صاحب قبلہ پھپھوند شریف ایک نہایت باوقار، با اخلاق، باعمل اور علم دوست شخصیت تھے۔ آپ اکبر المشائخ حضرت سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منجھلے صاحب زادے تھے۔ رب قدیر نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ایک عظیم داعی دین و سنیت تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی دین متین، مسلک اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ واشاعت میں صرف فرمادی۔

آپ کی علمی، دینی اور روحانی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کی ذات ہزاروں متعلقین، طلبہ، مریدین اور محبین کے لیے رشد وہدایت کا مرکز تھی۔ آپ کا اخلاق، تواضع، خلوص اور دین سے والہانہ وابستگی ہر ملنے والے کو متاثر کرتی تھی۔ یقیناً ایسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور جب رخصت ہوتی ہیں تو اپنے پیچھے ایک خلا چھوڑ جاتی ہیں جس کا پر ہونا آسان نہیں ہوتا۔

بدایوں شریف کے زمانۂ تعلیم میں حضور والا کی نظامت تھی تو مجھے بطور خاص اُن کی

شفقتیں اور محبتیں حاصل رہیں۔ اس کے بعد بھی شفقت آمیز توجہ رہی اور حضرت وقتاً فوقتاً فون کے ذریعے خبر خیریت دریافت فرما لیتے تھے، جب بھی حضرت کا ممبئی آنا ہوتا تو یاد فرما کر ملاقات کا شرف بخشتے، بلکہ ایک دو مرتبہ از راہ شفقت خود ہی میرے پاس تشریف لے آئے، جو میرے لیے باعث سعادت ہے۔ حافظ بخاری حضرت علامہ مولانا عبد الصمد سہسوانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے تاریخی صد سالہ عرس کے موقع پر خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف کی جانب سے میرے والد محترم، خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی عبد الحلیم رضوی اشرفی علیہ الرحمہ کو "مخدوم سمناں ایوارڈ" سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدّد مواقع پر حضرت اکبر المشائخ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خصوصی دعوت پر والد محترم کا خانقاہ میں حاضری دینا ہوا، اور یوں خانقاہ چشتیہ صمدیہ سے اُن کا گہرا روحانی و قلبی ربط و تعلق قائم رہا، جو محبت، عقیدت اور اخلاص کی خوبصورت یادوں سے معمور ہے۔

ہم اپنی جانب سے اپنے جامعہ کے ناظم اعلی حضرت مولانا الحاج محمد شہاب الدین رضوی، صدر المدرسین حضرت مفتی راحت احسان برکاتی اور دیگر تمام اساتذہ وطلبہ کی جانب سے حضرت کی خانقاہ اور اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ رب کریم حضرت کے درجات بلند فرمائے، ان کی کامل مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھے۔ اللہ تعالی اہل خانہ متعلقین، مریدین، اساتذہ وطلبہ اور تمام سوگواران کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

شریک غم:

محمد یحییٰ رضا نوری مصباحی

سرپرست: جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری سیتامڑھی بہار

۷

حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی مظفر پوری

سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

---------*****-----*****---------

آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کے گل سر سبد مخدومی الکریم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی الم ناک خبر سے دل غم زدہ اور آنکھیں اشک بار ہیں۔ یقیناً ان کی رحلت جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے۔

مخدومی الکریم حضور حاجی میاں صاحب قبلہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ان کی دینی و مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا، وہ ایک اچھے عالم دین، باکمال استاذ، بے لوث خطیب اور مخلص سربراہ و قائد تھے۔ انھوں نے علم دین کی ترویج واشاعت کے حوالے سے جو گراں قدر خدمات انجام دیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔

آستانۂ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف کے بانی حافظ کلام باری و بخاری، سید المفسرین، سندالمحققین حضرت علامہ شاہ عبد الصمد چشتی مودودی قدس سرہ کے نام سے منسوب جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف جو اہل سنت کی ایک معیاری دینی درس گاہ ہے، جس کی بنیاد سید المتوکلین، امام الکاملین، اکبر المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے رکھی تھی، اس ادارے کی تعمیر و ترقی اور اسے بلندیوں کی معراج تک پہنچانے کا عظیم کارنامہ حضور حاجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عظیم خدمت ہے جو انہیں ہمیشہ زندۂ جاوید رکھے گی۔

خادم دو دہائی سے زائد عرصے تک جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف میں تدریسی خدمت پر مامور رہا ہے اور جامعہ کے ارتقائی سفر کا شاہد ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ جامعہ صمدیہ کو بام

عروج تک پہنچانے کے لیے حضور حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خون جگر پیش کیا ہے۔ انھوں نے اپنی اعلیٰ فکر و بصیرت کے ذریعے بہت مختصر وقت میں جامعہ صمدیہ کو ایک عظیم دانش کدہ کی شکل دے کر تاریخ رقم کی ہے۔

مخدوم گرامی حضور حاجی میاں صاحب قبلہ کی شفقتوں اور عنایتوں کی یادیں ذہن و دماغ پر ثبت ہیں، ان کی اعلیٰ ظرفی اور خرد نوازی کو جامعہ کا کوئی استاذ کبھی فراموش نہیں کر سکے گا۔ آج ان کی رحلت کی خبر سن کر ذہن و دماغ بوجھل ہو چکے ہیں۔ کرب و اضطراب کے اس عالم میں ہم ان کی مغفرت اور ترقی درجات کی دعا کرتے ہیں۔

غم و اندوہ کی اس گھڑی میں یہ خادم آستانۂ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف کے جملہ مخدومین اور وابستگان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ حضور حاجی میاں نور اللہ مرقدہٗ کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

سوگوار

غلام جیلانی مصباحی مظفر پور بہار

سابق استاذ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ /۶/ مئی ۲۰۲۶ء چہار شنبہ

اشعار رنج شاعراں

۱۴۴۷ھ

تاریخ اشعار آزار دل

۲۰۲۶ء

ایرہ غیرہ وغیرہ نہیں جنتی
ان کا عاشق مگر بالیقیں جنتی
جن کا مدفن بنا کوئے سرکار میں
وہ مکاں جنتی وہ مکیں جنتی
حاجی انور میاں ہم سے رخصت ہوئے
ہوگئے چھوڑ کر یہ زمیں جنتی
جان تھا روح تھا زیب و زینت تھا جو
اب ہے وہ جامعہ کا نگیں جنتی
منظر اب مصرع سال رحلت کہو
"مشفقِ مفلساں بالیقیں جنتی"

۱۴۴۷ھ

از:

شاعر آستانہ مخدوم گرامی **حضرت حافظ و قاری سید محمد منظر چشتی** دام ظلہ العالی
آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دار الخیر پھپھوند شریف

آہ سید انور میاں

مفکر اہل سنت، عالم نبیل، پیکر اخلاص و ایثار، گوہر علم و عمل، گل گلزارِ چشتیت، شہزادۂ اکبر المشائخ، عکس جمال حافظ بخاری، نبیرۂ صدر العلماء، پیر طریقت **حضرت علامہ سید محمد انور میاں نور اللہ مرقدہ** سابق سربراہِ اعلیٰ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف، آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف یوپی کے وصال پر تعزیت۔ **فریدی مصباحی**

--------****----****--------

تاروں میں بات جس کے قدم کے نشاں کی ہے
ذاتِ ہنر فروغ وہ انور میاں کی ہے

وہ عالم و خطیب و سخن ساز و پیر و شیخ
خوشتر ہر ایک روشنی اُس کے جہاں کی ہے

ثمرہ ہے اُس کے زندگی بھر کے ریاض کا
نکہت جو اوج پر صمدی گلستاں کی ہے

افسوس بزمِ فن کا وہ ساقی چلا گیا
گونج اُس کے غم میں گریہ و آہ و فغاں کی ہے

کیوں کر لہو نہ روئیں گل و غنچہ و طیور
ایسی گراں جدائی ہی اُس باغباں کی ہے

اصحابِ علم اُس کی محبت کے ہیں اسیر
ایسی فن آشنا نظر اُس قدر داں کی ہے

رخصت ہوا سخن کا اجالا بکھیر کر
شیدا نسیمِ صبح بھی جس کی اذاں کی ہے
سازِ حیات عشقِ نبی میں ڈھلا ہوا
شہد و شکر سی گفتگو اُس کی زباں کی ہے
اُس گل کی دلکشی میں سیادت کا ہے جمال
کیا بات اُس کے شجرہ و نخلِ گراں کی ہے
حافظ بخاری سیدی عبدالصمد کا عکس
تنویر اُس کے رُوے تبسم فشاں کی ہے
وہ مخلص و کریم و شفیق و عطا شرست
کیا شان ابنِ اکبرِ شیخِ زماں کی ہے
پیغام حق سناتا ہوا اُس پہ چل دیا
جو راہ دارِ خیر سے دارِ جناں کی ہے
اے گوہرِ پھپھوند شریف اے چراغِ چشت
مٹّی گہر نظیر ترے آستاں کی ہے
مصباح کی ضیا سے منور تری حیات
کیا تابشِ حسیں ترے جد کے مکاں کی ہے
دستِ رضاے مفتیِ اعظم ہے تیرے سر
ہستی نرالی دین کے اُس پاسباں کی ہے
سیراب کر رہا ہے دلوں کو یہ جامعہ
اک دائمی سبیل یہ اجرِ رواں کی ہے

میلی نظر سے دیکھے ترے باغ کی طرف
طوفاں کی حیثیت ہے نہ ہمت خزاں کی ہے

محسوس ہورہا ہے کہ وہ ہیں یہیں کہیں
محفل میں بات انورؔ خلد آشیاں کی ہے

یہ گلشنِ علوم جو ہے آب و تاب پر
ساری بہار اُس کے یدِ سایباں کی ہے

خدمات ہوں قبول، خطائیں معاف ہوں
مولیٰ سے عرض، رحمت و فضل و اماں کی ہے

لکھتے ہوئے فریدؔی کا خامہ چمک اٹھا
ایسی تجلی اُس کی حسیں داستاں کی ہے

شریک غم

مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

”لفظِ ارماں بہ یاد حاجی میاں“

۱۴۴۷ھ

قطعۂ تاریخِ رحلت، مفکر اسلام، گل باغ چشت، چشم و چراغ خانوادۂ صمدیہ مصباحیہ، جلوۂ حسنِ حافظ بخاری، نبیرۂ صدر العلماء، شہزادۂ حضور اکبر المشائخ، سربراہ اعلی جامعہ صمدیہ، حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد انور چشتی عرف حاجی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف۔

کیا بتاؤں کہ ہیں میرے لیے کیا کیا انور
میری دنیائے دلی، خلدِ تمنّا انور
ان کا مرہون کرم باغ و بہارِ فن ہے
گلشنِ علم و عمل کے گلِ تازہ انور
ہے یہ سب نسبتِ خورشیدِ رسالت کا کمال
نام کے ساتھ ہوئے ہیں وہ سراپا انور
نبضِ جاں میں تھا لہو سبطِ پیمبر کا رواں
حسن رکھتے تھے نجابت میں نرالا انور
پرتوِ شیشۂ مصباح، مہِ عبدِ صمد
سر بسر خانۂ اکبر کا اجالا انور
موت عالِم کی حقیقت میں ہے عالَم کی ممات
عالِمِ دینِ حسن شیخِ زمانہ انور
دادہ شد بزمی خبر مصرع سال رحلت
”خلد سے خلد میں جا پہنچا ہے میرا انور“

۲۰۲۶ء

از:- قاری محمد فرقان بزمی۔ سربراہِ اعلیٰ جامعہ چشتیہ، بلاک روڈ، محلہ خانقاہ پورن پور پیلی بھیت

مادہائے سن وصال

تخریج: مخدوم گرامی شاعر آستانہ حضرت حافظ و قاری سید محمد منظر میاں چشتی دام ظلہ العالی
آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ دارالخیر پھپھوند شریف، اوریا، یوپی

---------*****-----*****--------

تاریخ یادگار
۱۴۴۷ھ

زیب ابد فادخلوھا خلدین
۱۴۴۷ھ

لبیک یا غفار یا ستار
۲۰۲۶ء

نالۂ بلبل یا غفور
۱۴۴۷ھ

بیدار مزاج الحاج سید محمد انور چشتی
۱۴۴۷ھ

آہ صد آہ صاحب والاحسب علم دوست حاجی میاں علیہ الرحمہ
۱۴۴۷ھ

پیشانی تربت طیب مزاج
۱۴۴۷ھ

اشعار رنج شاعراں
۱۴۴۷ھ

منظر انور
۱۴۴۷ھ

اظہار سفر
۱۴۴۷ھ

تاریخ واضح
۲۰۲۶ء

تاریخ جنت آشیاں
۲۰۲۶ء

مشفق مفلساں بالیقیں جنتی
۱۴۴۷ھ

شمس تربت پاکیزہ
۱۴۴۷ھ

الوداع فضل رب اکبر
۱۴۴۷ھ

تقدس نشاں روح جامعہ صمدیہ
۱۴۴۷ھ

قول رب جہاں ان الابرار لفی نعیم مبارک ہو
۱۴۴۷ھ

مادہ ہائے سن وصال

سربراہ والا جاہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

۱۴۴۷ھ

گلشن چشت کا پھول مرجھا گیا

۱۴۴۷ھ

محسن جامعہ صمدیہ شاہ سید محمد انور میاں صاحب پھپھوندوی

۱۴۴۷ھ

آستانہ صمدیہ پھپھوند کے آفتاب علم وادب گئے

۱۴۴۷ھ

جنت نشیں محمد انور میاں چشتی

۲۰۲۶ء

عالم وکامل سوے جنت رفت

۱۴۴۷ھ

آہ مفکر ملت سید محمد انور چشتی پھپھوند

۲۰۲۶ء

آہ آہ! مفکر ملت سید محمد انور میاں صاحب

۱۴۴۷ھ

"اربعین احادیث "مرتبہ سید انور میاں پھپھوندوی

۲۰۲۶ء

مزار عالم اجل در "ریاض رسول انام"

۲۰۲۶ء

تخریج

محمد ساجد رضا مصباحی

خادم درس وافتادار العلوم غریب نواز داہو گنج، منی پٹ کشی نگر یوپی



Publisher

Shoba-e-Nashro Isha'at Jamia Samadia

Phaphund Sharif, Distt. Auraiya (U.P.) Pin : 206247

Ph. 05683-240162, E-mail : jamiasamadia@gmail.com